

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا كَانَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِالْأَيْمَنِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارُوكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَخَيْرِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأَعْلَمِ  
وَعَلَى إِلَيْهِ وَآخْلَاهُ وَمَنْزَلَتْهُ يَغْدِيرُكُلَّ مَعْلُومٍ لَكَ بَعْدَ خَلْقِكَ وَرَضِيَّ نَفْسَكَ  
وَزَيْنَتْهُ عَرْشَكَ وَمَدَارَ كَلِيلَكَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَأَلِلَّهِ الْأَعْلَمُ الْخَيْرُ الْقَوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ  
يَا حَسْنِي يَا تَائِدِي

# خَلْتُ

مُؤَلَّف  
صَاحِبُ الْأَدَبِ أَيْمَنُ اخْتَرُ سَلَمَ اللَّهُ  
بَنْتُ

حَفَرُ الْأَوْيَسِ مُحَمَّدُ بَرَّ كَبُّتُ عَلَى اُوْهِيَانُوِي قَدْرُهُ بَرَّ

المَقَامُ اِثْنَافُ اِصْحَافُ الْمُقْبُولُ لِصَطْفِينِ كِيمِپُارِ الْاحَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ يَأْتِي الْقِيَومُ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَجِيلَانِهِمْ الشَّفِيعَ الْأَعْلَمِ وَعَلَى أَبِيهِ وَآخْهَاهِ وَعَمَّهُ وَعَوْنَّا  
مَغْلُومَ لَكَ وَرِبَّهُ دَخْلِقَ وَرَبِّهِ تَعَفِّنَكَ وَرَبِّهِ تَعْرِيشَكَ وَمَدَادَ كَلَمَاتِكَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي أَنْزَلَ  
لِلْأَهْمَالِنِي الْعَقِيمَ وَأَتُرْبَلِ التَّبَرِ يَا أَنْجِي يَا قِيَومُ



لِلتَّقْسِيمِ وَالتَّوزِيعِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
لَا نَفْعَ وَلَا نَعْ

لِلْجَمِيعِ، اقْتَرِبُوا إِلَيْهِ مُصْبِحِيَّهُ وَمُسْكِنِهِ

لِهَرَبَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ الْكَرِيمِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَامٌ - أَمِينٌ

مؤلف صاجزادی آیس ختر سلمان الله بنت حضرابونیس محمد برکت علی (دوشنبه‌ی قدر ۱۴۰۰)

المقام التجاوف لصحاف لمقبول مصطفيين کمپ دارالاحسان فیصل آبد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَا شَاءَ اللَّهُ لِأَقْوَى إِلَيْهِ يَجْعَلُ يَأْتِيهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعَلِيهِ بَرَكَاتُكَ مَفْلُومَكَ  
اسْتَغْفِرُكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا مَوْلَانِي الْيَوْمَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ يَا حَسْنِي يَا فَيْضِي

# حصہ

انتخاب از

مقالات حکمت

جلد اول تا جمیں

حضرت ابوالیں محمد برکت علی لودھیانوی تمدن سنتہ العزیز

ترتیب و ترجمین

صاحبزادی آسیں اختر سلیمان اللہ بنت حبیبیں محمد برکت علی لودھیانی قدمی وہند

طبع ..... اول

مطبع ..... احمد سجاد آرٹ پرنس، مونین روڈ لاہور

طابع ..... کمپ دارالاحسان ، فیصل آباد

تاریخ ..... ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ



المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفين

کمپ دارالاحسان ہمندری روڈ، فیصل آباد، پاکستان فون 041-2679900



إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ○

بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (البقرہ ۱۵۳)





اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعَنْ رَبِّهِ بَعْدَ دِكْلٍ مَعْلُومٍ لَكَ  
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ طَيَاخَى يَا قَيُّومُ

حصلت:

تاریخ ابن آدم چیست؟ تذکرہ حصلت!

انسان ہو یا حیوان ..... حصلت ہی ہرشے کی پیچان ہے

باز اور کوئی میں جامت کا نہیں، حصلت ہی کافرق ہے  
حصلت، زندگی کی پیچان ہے، جان ہے اور آن۔

ہر مقام حصلت ہی کا مقام ہے اور ہر شان حصلت ہی کی شان!  
اگر حصلت نہیں، گویا کچھ بھی نہیں۔

حصلت ایک شہر ہے، کبھی اکیلی نہیں رہتی، نہ ہی اکیلا پن اسے زیب دیتا ہے۔ اپنا ایک  
شہر بسا کر بنا کرتی ہے۔ ایک بار قائم ہو کر پھر باطل نہیں ہوتی!  
یہ زبدۃ العمل بھی ہے، قوی العمل بھی۔

زندگی ایک میدان ہے۔ حصلت میر میدان! ہر میدان حصلت ہی کے ہاتھ رہا۔  
ہر جنمڈا حصلت ہی نے بلدر کھا، کبھی گرنے نہ دیا:  
ہر فتح نے حصلت ہی کے قدم چوڑے!

ہر کامیابی حصلت ہی کی تلاش میں رہی۔ اسے جہاں پایا، اس سے واصل ہو گئی۔  
یہ وہ ہتھیار ہے جس کا وارکمی خالی نہیں گیا۔ وہ دریا ہے جس کا رخ کسی سے بھی  
موزانہ گیا۔ وہ سیلان ہے جسے کوئی بھی روک نہ سکا۔ وہ چوتی ہے جسے کوئی سرنہ کر سکا۔  
وہ پہاڑ ہے جسے کوئی سرنہ کر سکا۔

دیر و حرم میں اسی کے ترانے گوئے۔ ہر جگہ جا پہنچی حتیٰ کہ حریم نازک بھی۔

فع و نصرت اور تائید و حمایت جب بھی نازل ہوئی، حصلت پہ ہوئی۔

خلعت پہنیں، حصلت پہ۔

حصلت، ہر شے پر غالب رہی، حتیٰ کہ موت پہ بھی۔

ہر شے مٹ گئی، حصلت کبھی نہ مٹ سکی۔ اپنے حامل کو بھی زندہ جاویدہ نہ گئی۔

اہل حصلت دنیا سے اٹھ گئے، ان کے جنم پیوند خاک ہو گئے، قبروں میں پڑے پڑے  
صدیاں گزر گئیں مگر ان کا تذکرہ باقی، احترام قائم، عظمت برقرار، مثال موجود، اور فیض  
سداجاری رہا۔

ان کی صورت او جمل ہو گئی، حصلت او جمل نہ ہو سکی۔ گردش میں ونہار حصلت کی اس  
حصلت کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکی۔ اور اے جان من! افراد کا نہ اقوام کا، مال کا نہ اسباب کا،  
صرف خصائیں کا تذکرہ باقی رہتا ہے۔

حصلت صرف باقی نہیں رہتی، آنے والوں کی رہنمائی بھی کیا کرتی ہے

حصلت کی عظمت دیکھ!

نبوت بھی خصوصی خصائیں ہی سے عبارت ہے اور خصائیں نبوت ہر حصلت کی

کسوٹی ہیں۔

جو حصت اس معیار پر پوری اترے، مقبول، ورنہ مردود!  
 کوئی مقبول حصت اپنا..... نرا رولانہ پا!  
 دولے میں ہر شے دل جاتی ہے!  
 کوئی عمدہ حصت اپنا، جہاں سے بھی ملے حاصل کرا ورنہ یہ زندگی کسی دفتر میں  
 قبل قول نہیں۔

بے شک آدمیت و انسانیت و شریعت کی عظمت کا راز..... حصت ہے  
 ہر شے فانی..... حصت باقی  
 باقیات الصالحات، ماشاء اللہ!

حصت باقیات الصالحات ہے جس کا تذکرہ اللہ کے نیک بندوں کی زبانوں پر  
 قیامت تک جاری رہتا ہے، کس بھی زمانے میں کبھی بند نہیں ہوتا۔  
 خصائیں نبوت ولایت کے نشان رہا ہیں۔

خصوصیں نبوت کو اپنانے کی جدوجہد کا اصطلاحی نام طریقت الاسلام ہے۔  
 نبوت کے بعض خصائیں امکانی اور بعض غیر امکانی ہوتے ہیں۔

عبادات و معاملات امکانی،  
 نزول وحی، مشاہدات و مجراز غیر امکانی ہیں۔  
 امکانی مدارج کی ایتاء کی جدوجہد طریقت کی قابل تحسین منزل ہے۔  
 غیر امکانی مدارج وہی ہوتے ہیں۔ عنایت کئے جاتے ہیں، کسب سے حاصل  
 نہیں کیے جاسکتے۔  
 کرنی..... کرم کی عنایت پر موقوف۔

آدمیت و انسانیت و بشریت کا عروج کسی عمل کو پڑھنے کی بدولت نہیں، حوصلت کو اپنانے کے باعث ظہور پذیر ہوتا ہے۔

تاریخ عالم نے حوصلت ہی کی بدولت آدمیت کا تذکرہ کیا۔

آدمیت و انسانیت و بشریت کے مکارم اخلاق ہی خصائص نبوت ہیں۔

میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم جسم مکارم اخلاق ہیں۔ ان کے کسی بھی اخلاق کے استقلال کو اپنا۔ فصاحت و بлагات کسی اخلاق ہی کی حمایت میں ہوتی ہے۔

بین الاقوامی تبلیغ کے لئے بین الاقوامی اخلاق کی ضرورت ہے اور اسلام کا ہر اخلاق بہترین اخلاق ہے۔

اللہ ہمیں مقبول عام اور مشہور الاسلام اخلاق عنایت فرمائے آمین۔

منکرات الاخلاق یعنی جمع معاصی سے اجتناب بہترین اخلاق۔

اسلامی اخلاق کا یہ مطلب ہے کہ تیری کوئی بھی حرکت اسلام کے منافی نہ ہو۔

سرفہرست جھوٹ غیبت، چھٹی اور حسد سے کیتا اجتناب۔

دیکھنے کی چیز تو بندے کا اخلاق ہوتا ہے، نہ مال ہوتا ہے نہ جائیداد۔

جو اخلاق قرآن کریم نے پیش کیا، کوئی بھی بندہ اس پر گزر نہیں رکھتا مگر اللہ کے

پسندیدہ بندے۔

اخلاق کیا ہے؟ قباحت سے اجتناب۔

ہر حوصلت کے دامن میں ایک اثر ہوتا ہے جس کا دار کبھی خالی نہیں جاتا،

حد بدترین اور اخلاق بہترین حوصلت ہے۔

اخلاق انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہے۔ مقبول اور منکر، اخلاق کی میزان کے

دو پلڑے ہیں۔ ہر کسی کا قول و فعل ان دو ہی پلڑوں میں تولا جاتا ہے۔  
 یہ عبادت گاہ ہے، تفریح گاہ نہیں۔ مردوں کا اکھڑا ہے، باز پچھے اطفال نہیں۔ یہ  
 میکدہ ہے، عشرت کدہ نہیں۔ دار الحکم ہے دار الحسن نہیں۔  
 اس میدان میں جو جھنڈا بھی لہرایا، اخلاق ہی کی بنیادوں پر لہرایا نہ کہ عبادات  
 کی۔ جس کا جتنا بلند اخلاق، اتنا ہی اونچا مقام ہوتا ہے۔  
 اخلاق کی کمی کو عبادت پورا نہیں کر سکتی لیکن عبادت کی کمی کو اخلاق پورا کر دیتا

ہے۔

ہمارے سیرت و کردار اخلاقی میزان میں پورے نہیں اترتے۔ اگر ہم ہر معاملہ  
 میں قرآن و سنت کے پابند ہوتے، ہماری زندگی قابلِ رشک ہوتی۔  
 ذکر الہی اور سنت مطہرہ کے عین مطابق عملی نمونے کا اصطلاحی نام.....  
 اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ۔  
 امت کے ہر فرد پر ہر وقت لاگو۔  
 بین الاقوامی مبلغ کا بہترین اخلاق:  
 ہر مسلمان بھائی کو اپنے سے بہتر جانے۔

بزرگی کے مقامات تو وری الوری ہیں، عام مسلمان کی تعریف میں  
 اللہ رب العالمین اور اس کے جبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق نہیں کھاتا  
 امانت میں خیانت نہیں کرتا  
 کسی کی دل آزاری نہیں کرتا

اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرتا

کبھی جھوٹ نہیں بولتا

کسی کی غیبت نہیں کرتا

نچھلی کرتا ہے نہ حسد

آپ اپنا جائزہ لیں: کیا آپ اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق تو نہیں کھاتے؟

کیا امانت میں خیانت تو نہیں کرتے؟

کیا لوگ آپ سے ذکری تو نہیں ہیں؟

کیا آپ اپنے وعدے پورے کرتے ہیں؟

کیا آپ جھوٹ تو نہیں بولتے؟

کیا آپ غیبت یا چھلی تو نہیں کرتے؟

کیا آپ کے دل میں حسد تو نہیں؟

اور کیا آپ نہیں جانتے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جیسے کہ آگ سوکھی ہوئی لکڑی کو؟ یہ ہماری وہ چند بنیادی خامیاں ہیں کہ جب تک یہ دور نہیں ہوتیں ہماری کوئی جدوجہد کوئی رنگ نہیں لاسکتی۔

دین میں چار چیزیں قطعی حرام ہیں

(۱)..... جھوٹ

(۲)..... غیبت

(۳)..... نہیمت

(۴)..... حسد

جو ان سے باز آ جاتا ہے، دین دار بن جاتا ہے۔

ہربات جھوٹی

ہر قول جھوٹا

ہر وعدہ جھوٹا

پھر کیوں کوئی زندگی پر وان چڑھے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:



”بے شک اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نہیں کرتے جو حد سے بڑھنے والا، بداجھوٹا

ہو،“ (الزمر، ۲۰)

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (ہو سکتا ہے) پھر عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں (ہو سکتا ہے) پھر عرض کیا گیا: کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟

فرمایا:

نہیں!

(مکملہ شریف)

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے

ہیں۔ (الجبرات: ۱۲)

☆ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

”ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے

مردہ بھائی کا گوشت کھائے..... پس تم اس سے کراہت کرو گے، (ال مجرات: ۱۲)

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دو روزہ دار شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھو اور اپناروزہ پورا کر کے دوسرے دن قضا روزہ رکھو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس لئے کہ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔ (بیہقی)

☆ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

کیا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔  
(التسا: ۵۳)

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے (یعنی نیکیوں کو فتا کر دیتا ہے)  
جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

(مکملۃ شریف)

آفاقی پیغام کا علمبردار کس الجھن سے دوچار؟  
حد بدترین برائی ہے، دین کا مبلغ حسد کا شکار ہو گیا۔  
توجب تک رذائل و خبائث سے پاک نہیں ہوتا،  
تیری تقریر و تحریر کیا رنگ لا سکتی ہے؟  
حد نے ہمیں مار مکایا اور غیبت و نیکت نے ہمارے اعمال کو کھایا اور ہمیں

اس زیاں کا کوئی احساس ہی نہیں۔ افسوس صد افسوس!  
دیکھ، تیری کرتوت نے کیا کچھ نہ کیا! بھری ہوئی مخالف اجائز دیں۔ شیطان نے  
چھپے چھپے پا اسی عبادت کی کہ کسی اور کو ایسی سعادت نہ ملی۔  
وہ معلم الملائکہ بنا اور جبریل اس کے تلمیذ۔

حد نے اسے ور غایا اور حد خصائیں کی دنیا میں بدترین حصہ سے بھی بدتر  
حصہ ہے۔ ہر حد شیطان ہی کے حد سے پر گٹ ہوا۔ جب معلم الملائکہ کا یہ حال ہے تو  
اور کون محفوظ رہ سکتا ہے۔

حد شیطان کی فطری حصہ ہے وہ اس سے کبھی باز نہیں رہتا۔  
دنیا میں دوں میں ہو گا تو ضرور، پر دیکھا نہیں جو دوسرے کا حاسد نہ ہو۔  
ہر کوئی ہر کسی کا حاسد ہے اور حد ہی کی خوست کے باعث بد خواہ۔  
حد..... بدترین حصہ۔

جانے نہیں؟ شیطان معلم الملائکہ تھا،  
حد ہی کے باعث اپنیں ملعون ہوا۔  
حاسد کسی کا بھی خیر خواہ نہیں ہوتا۔

حد ایک بدترین حصہ ہے۔ جس بھی وجود میں ایک بار داخل ہو کر گھر کر لیتی  
ہے، بالکل نہیں نکل سکتی۔ چونکہ کسی اور کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی اس لئے یہ اپنا کام جاری  
رکھتی ہے۔ دل کو کبھی فارغ ہونے نہیں دیتی۔ نماز میں بھی نہیں۔ اور ذکرتو ہے ہی اس کی  
لپیٹ میں۔ ایسے ایسے رخنے پیدا کرتی ہے کہ تو بُر بُرا!  
اپنے سوا ہر کسی کو ہر حال میں مشکلات میں جتنا کر دیتی ہے۔

تبلیغ میں ذاتیات نہیں، دین ہوتا ہے اور حدیث میں ذاتیات ہے۔

بندہ بندے کا معاون نہیں بتتا۔ ایک دوسرے کا یا شریک بتتا ہے یا حسد۔ اور یہ بندے کی سب سے بڑی غلطی ہوتی ہے۔ یہ دونوں باقی صلاحیت کو کچل دیتی ہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے سے تمدھ ہوتے، صلاحیت گھٹائیں باندھ کر رحمت بر سانے لگتی۔

اللہ کے بندوں اللہ سے ڈرو

فرقوں میں مت بٹو

ایک دوسرے کے معاون بنو

اتخاد کو پارہ پارہ مت کرو

یہ ہے سل اللہ اسلام

اللہ کے دین اسلام کی تبلیغ۔

مخالفت..... بے نیل مرام۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل ذوالجلال والا کراما اکابر ملت کے کارناموں کو قیامت تک آنے والی نسلوں کی رہنمائی کے لئے اپنے بندوں کی زبانوں پر زندہ رکھتے ہیں اور..... اکابر ملت کے تمام کارناموں میں اتحاد ہیں اسلامیں کی روح کا فرمہ ہوتی ہے۔ مسلمان کو مسلمان سے لڑوانا، اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا کسی بھی دانشور کے نزدیک مستحسن نہیں اور اکابر دشمنوں کے سردار ہوتے ہیں۔ ایسی باقی کبھی نہیں کہتے اور ایسے کام کبھی نہیں کرتے۔

اگر تو اللہ کی راہ میں صرف اللہ ہی کے کاموں میں مشغول ہوتا، شیاطین تیری تبلیغ کے جلال کی تاب نہ لاتے ہوئے جل جاتے اور اللہ کی نصرت و برکت تیری استقبال کرتی۔

ہم جو کچھ بھی کہتے ہیں لوگوں ہی کو سنانے کے لئے کہتے ہیں ورنہ اپنا حال کوئی  
حال نہیں۔

قرآن کریم اور سنت مطہرہ کا داعی خود منوعات کا مرکب ہو جاتا ہے۔

اپنے نفس کو ذہل اور قابو میں رکھ۔ جو سے برا کہے، برامت مان۔ بے شک یہ ایسا  
ہی ہے۔ حرام کاموں سے کبھی باز نہیں رہتا۔ مسجد میں بھی نہیں۔ حسد و کذب و غیبت و نیکت  
مطلق حرام ہیں یہاں تک کہ نمازو روزہ کے ثواب کو کھا جاتے ہیں۔ نیکیوں کو ایسے جلا کر راکھ  
بنا دیتے ہیں جیسے آگ سوکھی لکڑی کو۔

چغلی، غیبت، حسد، چھوڑ تو کیا چھوڑ؟

چھوڑ دیتا..... آدمیت و بشریت کا بول بالا ہو جاتا۔

یہ خصالیں پڑھنے ہوئے بندوں کو عنایت ہوا کرتے ہیں۔

پڑھنے ہوئے بندوں کو کوئی بھی بات ناپسند نہیں ہوتی۔

عام فہم، افراط تفریط سے مبرأ۔

ہمیں دین کی تبلیغ ہے اور دین عملی نہونہ سے پھیلا، تقریر و تحریر سے نہیں۔

عملی نہونہ، تحریر و تقریر کا حاجت نہیں ہوتا،

تبلیغ کے میدان میں جو کردار نہونہ ادا کرتا ہے، تحریر و تقریر نہیں۔

تقریر و تحریر نہونہ کا بدل نہیں، نہونہ تحریر و تقریر کا فلم البدل ہے۔

اور نہونہ کا کوئی منکر نہیں ہوتا۔

منکر کو نہونے نے فواز اور دل میں نہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ساری زندگی اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے  
میں گزری! نہ کسی کی خلافت کام آئے گی نہ خطاب  
افسردہ و پر پڑھ۔

جب تک جھوٹ، چغلی، غیبت کا خاتمہ نہیں ہوتا..... ہر شے جوں کی توں!  
اور یہ ترک حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا صحیح مذہب تھا۔  
خاصیں نبوت میں سر فہرست: جھوٹ مت بول  
غیبت مت کر  
چغلی مت کھا  
حدمت کر

جس بھی بندے میں یہ پائے جائیں گے اگرچہ کافر ہو، ایمان اس کا استقبال کرے  
کہ آبھی جا..... بندگی کی تمنکت کا اور دہو۔  
جس میں کوئی بھی خصلت نہیں، ہم ہیں۔  
دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کا مبلغ غیبت و چغلی کا شکار ہو گیا۔  
جو ہر شے پر غالب تھا، مغلوب ہو گیا۔  
جس کی زندگی کے نمونے سے زندگی بہرہ و رنگی، گم ہو گیا۔  
ساری دنیا کی تنظیم کا محرك..... ذاتیات کی ذات میں گم گیا۔  
کفر، بشرک، کذب، غیبت، نیکت، فواحش، معاصی سے بیزار ہو کر باز رہنا  
اسلامی کردار ہے۔

اے او طالب حق! تیرے آباء کی ایک بھی خصلت تجوہ میں نہیں۔  
 تجوہ سے بڑھ کر بھی کوئی مفلوک الحال ہو گا؟  
 وہ گزر اہوا دو اور ایک بار پھر سے لوٹ کر بزم کو نین کی رونق بنے!  
 تیرے دین پر خزان طاری ہے  
 تیری کرنی ہی نے بھار لانی ہے  
 اے مسلم! تو اقوام عالم کا پیشوا تھا، آج سب سے پچھے ہے۔  
 دین کا وارث تو تھا، تو نے اس کی بنیاد ہلا دی!

دین انسانیت کی روح  
 معاشرے کی جان  
 عالم برزخ کا سرمایہ اور  
 مردوں کی پہچان ہے  
 دین ملک کا محافظ اور  
 قوم کا رہبر ہے۔

دین میں کوئی اختلاف نہیں، جملہ انبیاء کرام مضموناً ایک ہی دین کے داعی۔  
 ذکر حق،

### دعوت حق

اور مخلوق حق کی بے لوٹ خدمت اس کی اساس۔  
 جب بھی دین کی نشوہوگی، اسی بنیاد پر ہوگی۔  
 یہی عبادت یہی باعث کمال!  
 قرآن کریم اور سنت مطہرہ دین ہے

دین کا کوئی مکر نہیں

جود دین کو مانتا نہیں..... وہ بھی مکر نہیں

جو بھی مکر ہے..... ہمارا مکر ہے

ہمارا فعل..... قول کے مطابق نہیں

جو ہم کہتے ہیں..... کرتے نہیں۔

دین باقی نہیں، نمونہ مانگتا ہے اور نمونہ پا کر ہی مطمئن ہوتا ہے۔

مسلمان کہلاتا ہے..... نہ اللہ کے حکم کی تقلیل کرتا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی۔ تنا کیا مسلمانی ہے؟

فرمان کا مکر نافرمان نہیں تو کیا ہے؟

اسلام اسے کبھی قبول نہیں کرتا۔

اسلام کی نوجہاں بھی ہوئی..... نمونے سے ہوئی

جب بھی ہوگی..... نمونے سے ہوگی

دین..... علم و حکمت کا سرچشمہ

طریقت..... علم پر عمل

دین نمونے کا محتاج ہے اور نمونے سے زندہ اور قائم ہے۔ محض بات کسی کو بھی

کیوں کر مطمئن کر سکتی ہے؟

علم اور عمل ایک مقام پر تحد ہوتے نہیں دیکھے

علم کا مقام اور ہے عمل کا اور۔

علم کے بغیر عمل مشکل اور عمل کے بغیر علم تشنہ

جو تم کہتے ہو، پڑھتے ہو یا سنتے ہو..... علم ہے  
جو کرتے ہو وہ عمل۔

دنیا میں ہو گا ضرور، لیکن دیکھا نہیں کہ کوئی جو کہتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہو۔ کسی علم پر عمل کرنا باقیات الصالحات کے تذکرہ میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔

علم کی جو تعریف عمل میں لانے کے بعد لکھی جاتی ہے، کا یا پلٹ ہوتی ہے۔

جس قوم نے دنیا میں ترقی کی، علم پر عمل کر کے کی اور علم کی تجھیں بھی عمل ہی سے کی نہ کہ مطالعہ سے۔

ہر علم پر تو ہر کوئی عمل نہیں کر سکتا، کسی ایک بات پر ضرور کر۔

عمل اپنے عامل میں اسی طرح مہکتا ہے جیسے کہ پھول میں خوشبو۔

قرآن کریم کی کسی سورۃ کا عامل وہ کہلا سکتا ہے جس کا عامل اس کے مطابق ہو مثلاً اس کے نزدیک سورہ مزمل کا عامل وہ قاری ہے جو ہمہ اوقات کھڑے، بیٹھے، لیٹھے، چلتے، تھمتے اپنے رب کے ذکر میں محو و مستغرق رہے اور مساوا سے کسی بھی قسم کی کوئی امید نہ رکھ۔ اور یہ مقام ساری دنیا میں گنتی کے بندوں کو نصیب ہوتا ہے..... نیز یہ کہ وہ کسی کہنے والے کی کسی بھی بات کی مطلق پرواہ نہ کرے، ہر حال میں مستغنى عن الخلق رہے۔

عمل اپنے عامل میں اس طرح جلوہ گر ہوتا ہے جیسے کہ متکلم اپنے کلام میں!

کلام متکلم سے عمل کا مطالبہ کرتی ہے۔ جس کلام پر متکلم کا عامل نہیں ہوتا، فتنے کا موجب ہوتی ہے۔ اپنے فعل سے اپنے قول کی تصدیق کرو رہہ چپ رہ۔

اپنے عقیدہ کی تصدیق میں اپنا عامل پیش کر۔

علم کا نمونہ عمل اور عمل ابد الآباد قائم الدائم۔

علم نے عمل کو اور عمل نے علم کو زندگی بخشی۔ علم نے جب بھی کسی عمل کا مظاہرہ کیا، تاریخ نے اسے کبھی نظر انداز نہ کیا۔ علم کی تاریخ میں عمل جگہ تاریخ اور زندگی کو زندگی کا پیغام سناتارہا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے علم کی زندگی کو تابندگی بخشی اور ہر حد کو مات کر دیا۔ خلیفہ نے بار بار حاضری کے لئے بلایا، انکار پر چرا غ پاہو کر مضر و ب کیا، مرجاً مکرمًا مشرفاً۔

اصح السیر محدثین نے مات ہی کر دیا۔ حضرت امام اسلیعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے، طبیب متغیر ہوا..... جس مریض کا تم قارورہ لائے ہو، اس نے چالیس سال سے سالن نہیں کھایا۔

نمونہ سے معرض کو مطمئن کر۔

فعل سے قول کی تصدیق کر..... آگ گزار۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب نمرود کی آگ میں چینکنے لگے، کزوں بن میں کہرام مجھ گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ عرض کی: میں آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا مجھے تمہاری مدد کی مطلق ضرورت نہیں، میرے لئے میر اللہ کافی ہے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہا اور بے دھڑک آگ میں کوڈ پڑے، آگ نے گزار بن کر اللہ کے خلیل کا استقبال کیا۔

علم عمل کا اور عمل ..... نمونے کا تھاج ہے۔ محض علم کوئی مگل نہیں کھلاتا، تقدیر ہتا ہے۔ علم جب غیرت میں آیا عمل کو سینے سے لگایا اور نمونے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

خصالِ نبوت کی فہرست میں جو خصلت سب سے مشکل ہے وہی سب سے آسان۔

خصالِ نبوت کا کمال کمال جملہ منہیات کو بھالے جانا ہے۔

اے میرے نوجوان! میدانِ تیری کسی خصلت کے نمونے کامت سے اور شدت سے منتظر ہے۔ تنصیرت کا اور نصرت تیری خصلت کی منتظر ہے۔ بیدار ہو، کمرکس، سامنے آ، کوئی کرب دھلا، کسی جو ہر کا مظاہرہ کر۔ تیری داستانیں گویا دیوپری کی داستانیں ہیں، ان کو کون زندہ کرے گا؟ جواب دوا!

بزم میں بات، میدان میں صفات

بات بات، صفات باقیات الصالحات۔

بات نہیں، صفات پیدا کر..... ملکوتی و جبروتی صفات۔

بات حباب، صفات گوہر

بات گفتار، صفات کردار

بات صرف سامین کو خوش کرتی ہے اور بس۔

بار بار بتا چکے، سو بار بتا چکے..... رحمت کا نزول بات پہنچیں، صفات پر موقوف ہے۔

رحمت، نصرت، برکت، فتح..... گفتار پہنچیں، کردار پر عنایت ہوتی ہے۔

اے ہمنشیں: اللہ کا کن تیری بات کا نہیں، صفات کا منتظر ہے۔

مٹی کا یہ بت صفات ہی سے اشرف و افضل ہے۔

یہ دور بات کا نہیں صفات کا ہے۔ ہر کوئی ہر قسم کی بات کر چکا لیکن حال جوں کا

توں ہے۔

صدیاں پتیں کوئی نمونہ، نمو نہ پا سکا۔  
 تو ہی بتا، تیری کس کرنی پے، کیا داد دی جائے؟  
 اہل علم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل کرے۔ اور علم پر عمل کرنا سب سے مشکل منزل  
 ہے۔ ابھی تک دیکھنے میں نہیں آیا جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو۔

اسلامی، پاکیزہ، قابلِ ریک، قابلِ تقلید اور خوش گوار ماحول اور اپنی نسبت کا  
 کروار پیش کر۔ بلا کروار نسبت چہ معنی دارد؟ قول بلا عمل کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ جو کہتے ہو  
 کر کے دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔  
 قول جسم اور عمل روح ہے۔ روح کے بغیر جسم محض مٹی کا تودہ ہے۔

جس قول پر کہنے والے کا اپنا عمل نہیں ہوتا، کسی دل میں نہیں اترتا، اکثر اوقات  
 بحث کا موضوع بن جاتا ہے۔

زندگی کا دار و مدار کہنے اور کرنے پر موقوف ہے۔

جو کہتے ہو کرتے نہیں..... کوئی زندگی نہیں۔

ہر کوئی کہنے اور کرنے ہی کی شامت میں جتلتا ہے۔

هم سب کو اللہ نے تبلیغ کا حکم دیا ہوا ہے لیکن کسی بھی حکم کو کوئی کماحتہ، نہیں مانتا،  
 من مانی کرتا ہے، اپنی ہی کی ہوئی بات کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تبلیغ کا دار و مدار اس زبان  
 پر موقوف ہے۔ تیری اپنی زبان تیرے قابو میں نہیں، اور کس کی ہوگی؟

بلیغ وہ ہے جس کی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں خود سرنہ ہوں، اللہ کے حکم  
 کے تابع ہوں۔ جو اپنی راہ سے کبھی نہ ہٹے، کبھی نہ رکے، کبھی نہ تھکے۔ ہر وقت ہر حال میں اپنا  
 کام پورے عزم بالجذم سے جاری رکھے۔

تیرا قول تیرا فعل ہو۔  
 ہر قول کے مطابق تیرا فعل ہو۔  
 تیرا فعل تیرے قول کا ترجمان ہو۔  
 تیرا کوئی قول و فعل قابل اعتراض نہ ہو۔  
 تیرا قول و فعل تیری قوم کیلئے ایک نمونہ ہو۔  
 تیری تبلیغ تیرے اپنے قول و فعل تک محدود ہو۔  
 بے شک آج تیری قوم کو ایسی تبلیغ کی ضرورت ہے۔  
 جو تو کہنا چاہتا ہے، کر کے دکھا۔  
 عملی نمونہ بہترین تبلیغ ہے.....اس حال میں ایک دن جینا سو سال جینے سے بہتر

۔۔۔

علم پر عمل ..... اصل تبلیغ۔  
 عمل کا وارک بھی خالی نہیں جاتا،  
 جا سکتا ہی نہیں،  
 وارد ہو کر رہتا ہے۔

قدم قدم پر اور ہر قدم پر، بات بات پر اور ہر بات پر..... دنیا کی نہ مت اور دین  
 کی تائید کر! پر لے درجے کی نہ مت اور اعلیٰ درجے کی تائید! حتیٰ کہ کسی بھی قسم کی نہ مت کی  
 کوئی کسریاتی نہ رہے اور نہ ہی کسی تائید کی۔  
 دین کی تبلیغ کا بیز رنگا کر جہاں چاہے چلا جا، ذاتی مقاد کے لئے شک و دو مکاری  
 نہیں تو کیا ہے؟

اگر دین کے لئے جاتا دین تیرے سفر پر اترتا۔ قدم قدم پر رحمت پاتا۔ برکات تیرا استقبال کرتیں۔ اور دین تیری کسی بھی خدمت کو کبھی نظر انداز نہ کرتا۔ کائنات کی ہر شے تیری خدمت میں اپنی خدمات پیش کرتی۔ جو کہتا اگر کرتا بھی..... اللہ اللہ! ایک تذکرہ بن

جاتا..... زندہ جاویدہ تذکرہ! ماشاء اللہ

اگر تو تبلیغ کا علمبردار ہوتا، جو کہتا کرتا،

کیا بتاؤں کہ کیا ہوتا؟ اسلام کا نمونہ ہوتا اور دنیا بھر پر چھا جاتا۔

**بَيْقُوْعَائِنِي وَلَوَّاهِة** ایک ہل ترین بات تھی، تاویلات میں الجھا کر ہر مشکل سے مشکل بنا دی۔ آنے والے آئندہ تبلیغ پر جانے سے باز رہے۔ ایسے خصائیں کوہ متحمل ہی نہیں پھر کیسے جائیں؟ کوئی ایک سادی بات بتا، دوسری کا انتظار کر۔ رفتہ رفتہ بتا، ایک ہی بار نہیں..... یہ نہیں ہے۔

مبلغ اسلام خلافت راشدہ اور اصحاب صفة کاظل ہوتا ہے۔

طریقت چند اسباق پر مشتمل۔ ہم انہی اسباق کے گرد گھوم رہے ہیں۔ سبق نمونے کا ہتھ ہے۔ نمونہ موجود نہیں۔

تلقین کے پاس اگر نمونہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

ہر کوئی خصلت ہی کی شہید کرتا ہے لیکن کسی نے بھی کسی خصلت کو نہیں مانا  
الا ماشاء اللہ ..... نہ معلم نے نہ متعلم نے۔ پاپیتا تو گنگ ہو جاتا۔

خصلت شاعرانہ تاویلات سے بالا۔ حقیقت کی ترجمان۔

کسی خصلت کی اثرت کے صاحب خصلت ہی کر سکتا ہے، ہر کوئی نہیں۔

صاحب خصلت، خصلت کو پا کرتا نہیں و تنقید سے بے نیاز۔

خلصلت او امر و نواہی کا مظہر الحجابت غمونہ۔ خرافات کا نام تک نہیں۔

ایک خصلت دھوم پادیتی ہے چہ جائیکہ مجھے الحصال۔

طریقت کی خلافت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین کا ظل ہوتی ہے

قول و فعل اور نیت و عمل میں ہمہ وقت جلوہ گر۔

قول و فعل اور نیت و عمل چاروں یکساں ہوں تو تکھننا تی ہوئی مٹی سے معرض و وجود

میں آنے والا پلا بقاۓ دوام پالیتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دعوت ذی الحشیرہ سے فارغ ہو کر، عزیز و اقارب  
کے سامنے کلمہ حق پیش کرتے ہیں۔

”کون ہے جو اعلائے کلمۃ الحق میں میرا متعین و مددگار بنتا ہے؟“

مجموع میں شہزاد و قریشی نوجوان، آزمودہ کار ہاشمی نکتہ دان اور مطہری قادر الہبیان

موجود ہیں مگر محفل میں سناتا ہے۔

ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم مکررسہ کر زپکارتے ہیں کسی طرف سے کوئی آواز نہیں

آتی۔ سکوت مرگ طاری ہے۔ دفعۃ ایک کونے سے ابوطالب کا صغیر بن ہاشمی فرزند اٹھتا

ہے۔ اس کی نحیف آواز فضامیں ارتقاش پیدا کرتی ہوئی بلند ہوتی ہے:

”اگر چہ میں چھوٹا ہوں، میری نائکیں کمزور ہیں، آنکھیں بھی دکھتی ہیں مگر میں ہر

حال میں آپ کا ساتھ دوں گا“

اور پھر ابو طالب کا فرزند علی الرضا کرم اللہ وجہ قول فعل اور نیت و عمل کی

یکسانیت کی ایسی مثال پیش کرتا ہے کہ مہر عالم کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ  
نے قول فعل اور نیت عمل کی ہم آنکھی کے ایسے ایسے نمونے دیے کہ تاریخ عالم قیامت تک  
ان کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

حکماء قدیم (ارسطو، افلاطون، سقراط، بقراط اور جالینوس وغیرہ) کے افکار و  
نظریات دلکش اور جامع سمجھی..... چند صدیوں بعد موت توڑ پیشے۔ اس لئے کہ ان کی بنیاد  
قول فعل اور نیت عمل کی کیسانیت پر استوار تھی۔  
قول کی اپنی کوئی زبان نہیں ہوتی، ارادہ و نیت سے محکم ہو کر عمل کی زبان سے بولا  
کرتا ہے۔

پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے  
دریا اپنارخ بدل سکتا ہے  
صرحاڑے میں سست سکتا ہے  
مگر عمل کی زبان سے لکلا ہوا بول کبھی نہیں ٹل سکتا۔

قول فعل اور ارادہ و نیت کی کیسانیت کا اصطلاحی نام فقر ہے اور  
فقر..... ان ملی اللہ علیہ وسلم کا فخر۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو ملعون و مردار قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عمر  
رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بدن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:-  
دنیا میں یوں رہو گویا تم ایک پردیسی ہو یا ایک مسافر جو کسی راستے سے گزر رہے

ہو اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ اے اہن عمر! اگر تم صحیح کو انٹھو تو اپنے دل سے شام کی باتیں مت کرو اور جب شام تک رہو تو اپنے دل کو صحیح کی خبر مت دو۔ بیمار ہونے سے پہلے پہلے اپنی صحت میں سے کچھ لے لو اور مرنے سے پہلے پہلے اپنی زندگی سے کچھ لے لو کیونکہ اے عبد اللہ! تمہیں نہیں معلوم کر کل تمہارا کیا نام ہو گا (تم زندہ ہو گے یا مردہ ہو جاؤ گے)

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۷۳ شمار ۱۹۵۰)

یہ ایک قول ہے۔ اس کے مطابق ارادہ و نیت عمل و فعل کی مطابقت کا نام

کبھی خلافت راشدہ ہے، کبھی اصحاب صفة

کبھی اُمّ الفقر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

کبھی شاہ فقر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

کبھی سلمان رضی اللہ عنہ و یوذر رضی اللہ عنہ ہے، کبھی اویس قرنی رضی اللہ عنہ

غرض عمل و فعل اور ارادہ و نیت کے میدان میں مردانِ حق آتے رہے اور گفتاروں

کردار کی یکسانیت کا حق ادا کرتے رہے۔ ان کے نام بدلتے رہے پر کام نہ بدلا اور یہ

بریت رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ ماشاء اللہ!

یزید کی بیعت خلافت سے انکار کرنے والوں کی تعداد ہزاروں نہیں، لاکھوں تھیں جن میں

اکابر صحابہ

فرزندانِ صحابہ

جلیل القدر تابعین

اور صالحین

موجود تھے مگر میداں عمل میں قول کوارادہ و نیت عمل سے مزین کر کے استحکام و دوام بخشنے والا  
ایک شہزادہ لکھا..... شہزادہ کو نین رضی اللہ عنہ۔

ہم میں سے کوئی ایک بھی نہیں جو کسی ایک بھی قول عمل و فعل کا پابند ہو۔ یہ ناداری  
کی حد نہیں تو کیا ہے؟

اور کوئی ایک بھی نہیں..... نام کو بھی نہیں..... جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو۔

البته باقی محوٹے میں ہمارا پہلا نمبر ہے۔

چاہیں تو پل باندھ دیں!

ہماری باقی..... کچھ دھاگے کی مانند۔

اس لئے کہ جو ہم کہتے ہیں، کرتے نہیں۔ ہمارا کرنا ہمارے کہنے کے خلاف ہے۔

بھی ہماری ذلت کا موجب۔ پھر کسی بھی عنایت کی کیا فرمائش کریں!

جو علم تم جانتے ہو، کرتے نہیں..... وبال ہے اور وبال ہی زوال کا موجب۔

طریقت کا وہ علم جو کبھی نہیں بدلا اور کبھی نہیں بدلتا..... اپنے علم پر عمل کرنا

ہے۔ جس علم پر عمل نہیں کیا جاتا، دنیا و آخرت میں شامت کا موجب ہوتا ہے۔ اے ہمیشیں!

جو علم اللہ نے مجھ کو بخشنا ہے اس پر عمل کراور ضرور کر! اپنے علم پر عمل مومن کی سب سے بڑی  
ضرورت ہے اور بھی زندگانی کی متاع ہے۔

☆      اللہ رب العالمین نے فرمایا

”اے ایمان والو! اسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ  
بات بہت ناراضی کی ہے کہ اسی بات کو جو کرو نہیں“

(القف، ۳، ۲)

ف: ہم سب شب و روز ایسی بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ کہتے سب کچھ ہیں، کرتے کچھ بھی نہیں۔

دین علم و فلسفہ نہیں، عمل کا نام ہے۔ ہر فلاسفہ دین دار نہیں ہوتا لیکن ہر دین دار فلاسفہ بھی ہوتا ہے۔ لوگ دین کا فلسفہ غیر اسلامی ممالک میں جا کر غیر مسلم فلاسفوں سے سیکھتے اور فلاسفہ کی سند حاصل کرتے ہیں۔

اگر دین کا کمال فلسفہ ہوتا تو اسلام کے غیر مسلم فلاسفہ ضرور دین دار ہوتے۔ دین کا حاصل فلسفہ نہیں، عمل ہے۔

دین میں جہاں عالم کے فضائل بیان کئے گئے ہیں اس سے مراد وہ عالم ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔

○ حضرت میکی رشی اللہ عنہ من جده سے منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ اپنے علم پر عمل کرو کیونکہ عالم وہی شخص ہے جو اپنے علم پر عمل کرے اور اس کا علم اس کے عمل کے موافق ہو۔ اور قریب ہے کہ ایسی قومیں ہوں گی کہ وہ لوگ علم حاصل کریں گے لیکن وہ ان کی بنسليوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہو گا اور ان کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف ہو گا۔ حلقة ہو کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر کریں گے۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے ہم مجلس پر اس وجہ سے ناراض ہو گا کہ وہ اور شخص کے پاس بیٹھنے لگے گا اور اس کو چھوڑ دے گا۔ ان لوگوں کے اعمال، جوان کے جلوسوں میں ہوں گے، اللہ سبحانہ کے پاس نہیں جائیں گے۔ (ان کے اعمال قبول نہیں کیے جائیں گے)

(داری شریف صفحہ ۱۰۳۸۲)

○ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اہل علم کون لوگ ہیں؟ کہا وہ لوگ جوان باتوں پر عمل کرتے ہیں جن کا علم رکھتے ہیں۔ پوچھا لوگوں کے سینوں سے علم کو کیا چیز نکالتی ہے؟ کہا لامع۔

(داری شریف صفحہ ۱۲۷ شمارہ ۵۷)

○ فرمایا جتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: آخر زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے (یعنی منظر عام پر آئیں گے) جو مکروہ فریب سے دین کے ذریعے دنیا کا ائمہ گے۔ لوگوں کو اپنی نرمی دکھانے کے لئے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے (یعنی بظاہر بڑے نرم دل، شیریں زبان، اسلام کے ہمدرد، تبلیغ کے علمبردار، حق و صداقت کے داعی، دنیا سے تنفر اور قدس مآب ہوں گے) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں، لیکن ان کے دل بھیڑیے کے دل ہوں گے۔ اللہ سبحانہ فرماتے ہیں کہ کیا تم لوگ میرے ساتھ دغا بازی اور فریب کرتے ہو یا میرے سامنے سینہ زوری اور بہادری دکھاتے ہو؟ میں نے بھی اپنی ہی قسم کھائی ہے کہ ان لوگوں میں انہی میں سے فتنہ بھیجوں گا..... ایسا فتنہ جو ان میں سے ان کے باوقار اور بردبار کو بھی حیران کر دے گا۔

(اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے)

(ابو ہریرہ، ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۵۷ شمارہ ۲۶۸)

○ فرمایا جتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں سے بہت سے لوگ دین کا علم حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امراء کے پاس جا کر ان کی دنیا (دولت) میں سے اپنا حصہ حاصل کریں گے اور اپنے دین کو ان سے عیحدہ رکھیں گے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ جس طرح

خالہ اور خات سے کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر کاشا، اسی طرح امراء کی محبت سے حاصل نہیں ہوتا مگر گناہ۔

(ابن عباس، ابن ماجہ، مکھلوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۰۴، اشمار ۲۲۱)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے بڑا ذرگراہ پیشواؤں سے ہے۔

(توپان، داری شریف صفحہ ۳۲۱ شمار ۸۲۷)

حضرت امامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا یعنی دوزخ میں۔ اس کی انتزیاں آگ میں جاتے ہی فوراً اس کے پیٹ سے کل پڑیں گی اور وہ اپنی انتزیوں کو اس طرح پسیے گا جس طرح پنچلی یا خراس کا گدھا آتا پیتا ہے۔ دوزخی یہ دیکھ کر اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ ”اے فلاں شخص! تیرا کیا حال ہے؟ تو تو ہمیں نیک کاموں کا حکم دیتا اور برے کاموں سے منع کرتا تھا“ وہ جواب دے گا ”ہاں! میں تمہیں امر بالمعروف کرتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہ کرتا تھا اور تمہیں بری با توں سے منع کرتا تھا لیکن خود باز نہیں رہتا تھا۔“

(بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات بہت سے شخصوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا (یہ لوگ آپ کی امت کے خطیب (واعظ) ہیں جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے (یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے)۔

(شرح السنہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت جبریلؐ نے کہا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے واعظ ہیں جو ایسی بات کہتے تھے جس پر خود عمل نہ کرتے تھے، اللہ کی کتاب کو پڑھتے تھے مگر اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

میرے اللہ کی ذات

میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات  
قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں تو ہے، ہم میں سے کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔

جانتے سب ہیں، ماننا کوئی نہیں۔ سو میں سے ایک بھی نہیں۔ بتا پھر ہمارا کیا حال ہے؟  
کون سی وہ حکمت ہے جو قرآن کریم میں نہیں۔

کون سی وہ نعمت ہے جو سنت مطہرہ کی اتباع میں نہیں اور  
کون سادہ میوہ ہے جو تیرے اس باغ میں نہیں!

بڑے میاں! کھا کر ہی میوہ کی لذت و قوت محسوس ہو سکتی ہے۔

طریقۃ الاسلام میں جس بھی قسم کے تمام احوال و مقامات آج تک ظہور پذیر ہوئے ان سب کا منع سنت مطہرہ کی اتباع نام تھی۔ عزم الامر میں اتباع نام اہم مقام رکھتی ہے مثلاً ایفائے عہد سنت مطہرہ کی ایک اتباع ہے۔

حضرت پیران پیر غوث العظیم شیخ عبدال قادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز اپنی ابتدائی عمر میں ایک سفر پر جا رہے تھے کہ ایک صاحب ان کے ساتھ ہولے تھوڑی دور چلنے کے بعد انہوں نے کہا کہ ذرا ظہر یہ کہ وہ ایک چیز بھول آیا ہے، اسے لے آئے۔ آپ اپنے اس ساتھی کے انتظار میں وہیں راستے میں ظہر گئے۔ وہ ایک سال واپس نہ آئے اور آپ پورا سال وہیں ظہرے ان کا انتظار کرتے رہے۔ جب وہ آئے دری کی معدترت کی،

پھر کہنے لگے وہ کوئی اور چیز چھوڑ آیا، ذرا انتظار فرمائیے اسے بھی لے کر آیا۔ اسی طرح ایک اور سال وہ نہ آئے اور آپ حسب و عده دوسرا پورا سال اپنے ساتھی کے انتظار میں اسی مقام پر رہے۔ دوسرے سال جب وہ لوٹے پھر عرض کرنے لگے وہ کوئی اور شے بھول آئے ہیں ذرا تھوڑی دیر ریکے تاکہ وہ اسے لے آئے۔ آپ پھر کر گئے حتیٰ کہ تیسرا سال بھی ان کے انتظار میں وہیں گزار دیا۔ اب کے جب وہ تشریف لائے، مسکرانے، فرمانے لگے آپ مجھ کو جانتے ہیں میں کون ہوں؟ آپ نے اپنا دست مبارک اپنے چہرہ انور پر پھیرا اور اپنی صحیح صورت میں جلوہ افروز ہوئے۔ فرمانے لگے میں خضر ہوں، میں نے عرش پر آپ کا تذکرہ سنایا، مجھے آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہوا ماشاء اللہ الحمد لله، بے شک آپ شیخ الشیوخ اور اسی مرتبہ کے اہل ہیں۔

یہ سنت مطہرہ کی اتباع تام کا ایک حال ہے جو قیامت تک اس راہ میں چلنے والے طالبان حق کی راہنمائی کرتا رہے گا ماشاء اللہ۔

ایفاۓ عہد کی ایسی نادر مثال کی تاریخ میں نہیں ملتی اور ہم قرآن کریم کو ضامن ہیں کہ بھی اپنے کسی عہد پر کبھی پورا نہیں اترتے۔ یہ افسوس کا مقام نہیں تو کیا ہے؟ مرد بھی بھلا کبھی اپنے عہد سے پھرا کرتے ہیں؟ کبھی نہیں۔ مرد جو عہد ایک بار کر لیتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں، کبھی نہیں توڑتے۔ عہد کو پورا کرنا امر داگی کی اولین آبرو ہے۔ ماشاء اللہ۔

دنیا بھر کے اعمال مل کر بھی ایک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری نہیں کر سکتے۔

سنت مطہرہ زندگی کا مایہ نازمونہ۔

تیرے اقوال جب سمجھا ہوئے، دعومِ مجاوی۔ کائنات مہک اٹھی۔

ایک خصلت کی ماں نے نوبہ نو خصال پیدا کئے۔

قرآن کریم و حکیم و مجيد اور میرے آقار وحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کی اتباع کا اصطلاحی نام تصوف ہے اور تصوف میں ذکرِ دوام اور ترک قام کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

ف: ترک قام سے مراد ہر اس قول و فعل کا ترک کرنا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو۔

اصل الاصول فضیلت آب

ذکر دوام

ترک قام

جو سمجھ گیا، وہ پا گیا

تشنه تھا، سیراب ہوا

جب بھی نشان قائم ہوا، انہی کی بدولت ہوا، و ماعلينا الا البلاغ

ذکرِ دوام پر استقامت..... جہاوا کمر

ترک قام..... اصحاب صفة کا فقر

سارے دین کا مظہر۔ یہی عین کرامت۔

قرونِ اولی کی تمکنت کاراز..... ذکرِ دوام

اور فقر کا کمال..... ترک قام

غزوہ بدر اور

اصحاب صفة (رضی اللہ عنہم) اسلام کے وہ مایہ ناز نہونے ہیں جو رہتی دنیا تک زندہ اور قائم رہیں گے۔

غزوہ بدر کی بدولت اسلام پر جهان بانی کی تمام ادائیں چھائیں اور اصحاب صفة نے فقر کو ابدی تمکنت بخشی۔

جہاں بانی..... سارے جہاں کے لئے رحمت اور فقر..... سارے جہاں کا پردہ پوش۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا صرف ایک ہی راز تھا کہ جوں ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فرمان سنتے اسی وقت اس پر عمل پیرا ہو جاتے اور ہم دن میں سو سو بار سنتے نہ ہیں مگر کبھی عمل نہیں کرتے، بات جوں کی توں رہتی ہے۔

حکومت ایک حکم دیتی ہے مان لیتے ہیں، کوئی چون وچرا نہیں کرتے مگر اللہ اور رسول کے کسی حکم کو بالکل نہیں مانتے۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور کرتے ہیں رہتے ہیں۔

دین پر کتابیں لکھی گئیں، لکھی جا رہی ہیں اور لکھی جائیں گی لیکن کسی کو بھی اپنی تالیف پر عمل کی توفیق نہ ہوئی، نہ مولف کو نہ کسی اور کو۔

اگر ہم اپنے علم پر عمل کرتے، زیادہ نہ سہی کسی ایک ہی خصلت کو قطعی طور پر اپناتے، ہماری حالت بدل جاتی اور ضرور بدل جاتی۔ خصائیں نبوت اپنے عامل کو عمل کے نور کی برکت سے منور فرماتے اور ضرور فرماتے۔

تیرے ہر قول فعل میں سنت جلوہ گرو۔

تیرا ہر قول فعل سنت کا مظہر ہو ما شاء اللہ!

میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص نبوت میں سے کسی ایک کو  
کما حقہ اپنا طریقت میں خصلت کے نام سے موسم کیا جاتا ہے۔  
خصائص نبوت اور ونواری پہ مشتمل.....

چند حروف کا مجموعہ.....

باقی سب شاعرانہ تخلیقات.....

خلاصت جب میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہو کر اکھاڑے  
میں اترتی ہے، دھوم چادریتی ہے۔  
خلاصت کا جنون ہی جنون۔

جب تک قائم نہیں کر لیتا، کبھی چکپے نہیں رہتا۔

محض علم دین کا کیا نمونہ دے سکتا ہے؟

علم ایک بات ہے اور بات نہونے ہی سے زندہ اور قائم ہوتی ہے اور نہونہ بندے  
ہی دنیا میں پیش کیا کرتے ہیں فرشتے نہیں۔ اور بندہ جس خصلت کا بھی نہونہ دیا کرتا ہے، وہ  
رہتی دنیا تک زندہ اور قائم رہتا ہے۔ ماشاء اللہ!

جب تک کوئی خصلت عادت نہیں بنتی، ڈانوال ڈول رہتی ہے۔

تیری اس بے مقصد مصروفیت سے ملت کو کیا سروکار اور کیا حاصل؟

گفتار کی بجائے کروار پیش کر۔

کروار کی سیر ہی تیار کرو، اللہ کی رحمت اترے گی اور ضرور اترے گی انشاء اللہ۔ خلافت بھی  
سیر ہی کس ذریعے اتر کرتی ہے خوب یاد کو خلافت اتنے کے لئے سیر ہی کی ضرورت ہے۔

خلافت کی شرط اولین ..... ذکر الہی

جملہ علاوٰق ..... منقطع

یادِ حق ..... قائم و دائم

علم نے ایک امر و نبی کی تلقین فرمائی، فقر نے کار بند ہو کر اس کا عملی نمونہ پیش کیا۔  
اگر نمونہ نہ ہوتا تو علم کیا تصدیق کرتا؟

ہر خصلت کا نمونہ فقر ہی نے دیا۔

فقر کا حاصل ترکِ تام اور  
ذکرِ دائم۔

جو کرتا نہیں، کر سکتا نہیں، تاویلات کرتا ہے۔

تیرے خطبات میں فقر کی یوتک نہیں اور فقر ہی نے ہر خصلت کا نمونہ دے کر دنیا  
کو بتایا کہ یہ خصلت، یہ خصلت ہے۔ تیرے پاس باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں اور ان کے  
پاس سب کچھ ہوتا باقی نہ ہوتی۔

علم و حکمت کی انتہا..... فقر

اور فقر کا جب مولاۓ علی المرتفعی کرم اللہ و جہہ کو ورثہ میں ملا۔

حضرات! فقر حیدریؒ میں دنیا کی کوئی بھی شے نہیں ہوتی یہاں تک کہ اپنے  
اور اپنے اہل و عیال کے لئے مولاۓ علی کرم اللہ و جہہ نے ایک یہودی کے باغ کو گوڑی کا  
شرف بخشنا۔

خانقاہی اور شاہی نظام کے قائد مولاۓ علی کرم اللہ و جہہ ہیں۔ اسلامی سلطنت  
کے خلیفہ ہو کر بھی خانقاہی اور شاہی نظام کا ایسا نمونہ دیا اور ایسا دیا کہ قیامت تک ان کا کوئی

ہمسرنہ ہوگا۔ اپنے اور اہل و عیال کے نان و نفقة کے لئے یہودی کے باغ میں ملائی کی۔  
شام کے وقت سائل آیا، دن بھر کی مکائی اسے عنایت کر دی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ ربِ الشعوذ  
پانی ہی پا اکتفا کرتے..... یہ ہے فقر حیدری۔

ولایت نبوت کی اور نبوتِ ربوبیت کی مظہر ہے۔ جو شے نبوت نے ناپسند کی،  
ولایت اسے کیسے پسند کر سکتی ہے؟

**فقیر انبیاء علیہم السلام کی وہ سنت موکدہ ہے جس پر کہ سید الانبیاء حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز خدا۔**

جس بات پر تم شرماتے ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فخر کرتے تھے۔  
طریقت..... میرے آقاروچی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبیہ کا ایک عمل۔  
طریقت کی سند..... الفقر فخری و ما علینا الالبلاغ  
وہ تھے سلطان المشائخ جو چالیس شہزادوں کی حکومت سے دست بردار ہو کر اور  
تاج و تخت کو خیر باد کہہ کر تو کلت علی اللہ اللہ کی راہ میں لٹکے پھر جیتے جی کبھی نہ لوٹے۔  
بلیغ وہ ہے جو ”الفقر فخری“ کا جامدہ پہن کر میدان میں آتا ہے اور آن کی  
آن میں دنیا کے کونے کونے پر چھا جاتا ہے۔

تیری تبلیغ میں صرف با تسلیں ہی با تسلیں ہیں، کسی کردار کا نام نہیں۔  
کردار ہی کی آغوش میں اصل تبلیغ ہوتی ہے۔

علم کا نمونہ محدثین کرام ربِ الشہر نے دیا اور حد کر دی، فقر ان فقر کا و ما علینا الالبلاغ  
فاقت جس سے توبے زار ہے..... فقر کا فخر، فقر کی آبرو اور فقر کی جان ہے اور  
اے جان من! فاقتہ ہی فقر کی تکوار ہے۔

جب تک دین ملعون و مردار سے پاک نہیں ہوتا، دین کی عظمت کی تمنت کا ظہور نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہی نہیں۔ اور اللہ نے ملعون و مردار سے احتساب کا ورثہ فقر ہی کو بخشنا ہوا ہے۔

قرآن کی حقیقت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت فقر حیدری ہے۔

بھنگ پی کر بھنگ اما رفاقت فقر حیدری نہیں، فقر حیدری کی توہین ہے۔

سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع فقر حیدری ہے۔

اللہ کی قسم! اے جان من! سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع ہی فقر حیدری ہے۔  
مولائے علی کرم اللہ وجہہ فقر کے مظہر ہیں۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بیٹی پیش آئی تو انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کہا اگر تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جاؤ اور ان سے سوال کرو تو کتنا اچھا ہو۔ پس وہ آئیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت اُمِّ ایمِن رضی اللہ عنہا تھیں پس حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھلکھلایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امِّ ایمِن رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ کھلکھلانا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ہے، وہ ہمارے پاس ایسے وقت آئی ہے کہ ایسے وقت اسے آنے کی عادت نہیں ہے۔ پس حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فرشتے ہیں جن کا کھانا جلیل و سبیع و تمجید ہے۔ ہمارا کھانا کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تیس دنوں سے آگ نہیں جلی اور ہمارے پاس

بکریاں آئی ہیں اگر تم کہو تو پانچ بکریوں کا تمہارے لئے حکم دے دوں اور اگر چاہو تو پانچ  
ایسے کلمات سکھادوں جو حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں  
حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے وہ پانچ کلمات سکھادیں جو  
حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا! کہو

يَا أَوَّلَ الْأُولَىٰينَ وَيَا آخِرَ الْآخِرَينَ وَيَا ذَا الْقُوَّةِ الْمُتَّقِينَ وَيَا رَاحِمَ  
الْمَسَاكِينِ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

پس وہ (حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا) چل گئیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہ  
کے پاس پہنچیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا: کیا کچھ لے کر آئی ہو؟ تو حضرت فاطمۃ الزہرا  
رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تمہارے یہاں سے دنیا لینے کی تھی اور آخرت لے کر آئی ہوں تو  
حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا:

یہ تیرا بہترین دن ہے

(کنز العمال، کتاب العمل بالسنة جلد ۲ صفحہ ۲۲، ۲۳)

### یہ تھا حیدریؒ فقر

اس پر کسی کو بھی گزرنہیں اور ان کے سوا کسی بھی اور کو عنایت نہ ہوا  
فقر فقر حیدریؒ کا مقلد ہوتا ہے کسی اور کی تقلید اس پر لا گوئیں۔ یہ تقلید مت سے  
اور شدت سے کرم کی منتظر ہے یا اکرم الاکرمین۔  
اس کے پناہ فرج تائیں اور پھجتا نہیں۔  
”لو مسکین کو دو“، فقر حیدریؒ کی قدیم مرسم ہے۔

فتوحات کو پیٹ میں نہ سمیٹ

کھانا..... کھانے سے افضل۔

یا شخ! فقراء کی فتوحات فقراء ہی کے لئے مخصوص اور فقراء ہی کو لاائق و سزاوار ہوتی

ہیں، عیش و عشرت کے لئے نہیں۔

فقراء کا رہنا سافر کی طرح ہوتا ہے..... ایک پیچی میں بند۔ کل کے لئے نہ ذخیرہ

نہ فکر..... اور نہ ہی زندگی کی امید۔

جس نے اس انسب معمول کی خلاف ورزی کی ..... جامہ فقر کو تار تار کر گیا،

فقرا بوز رضی اللہ عنہ کو داغ دار کر گیا اور صدق سلمانی بنی اللہ عنہ کے معیار سے گر گیا اور جو بھی اس

معیار پر پورا اتراء..... ماشاء اللہ کا میاب۔

○ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ الٰل صفت میں سے ایک آدمی نے وفات پائی

اور ایک دینار چھوڑا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ایک دینار ایک داغ ہے۔ حضرت

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں بعد اصحاب صفة میں سے ایک اور شخص نے وفات پائی

اس نے دو دینار چھوڑے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دو دینار دو داغ ہیں

(احمد، بیہقی، مکلوۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۳۶ شمارہ ۲۹۲۷)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس کجھوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: بلال رضی اللہ عنہ یہ کیا ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک چیز ہے

جس کو میں نے کل کے لئے جمع کیا ہے لیعنی آئندہ کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو اس سے نہیں ڈرتا کہ قیامت کے دن دوزخ میں اس کا بخار بنے؟ اے بلال رضی اللہ عنہ!

اس کو خرچ کر دے اور عرشِ عظیم کے مالک سے فقر و افلاس کا خوف نہ کر۔

(بیہقیٰ فی شعب الایمان، مکلوۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۲۷)

شمارہ ۸۰۱، ترتیب شریف جلد ۵ صفحہ ۱۱۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ دن کو یارات کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے۔ ناگہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کوں گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم کو اس وقت کس چیز نے گھر سے نکلا ہے؟ انہوں نے جواب دیا بھوک نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ کو بھی اسی چیز نے گھر سے باہر نکلا ہے جس نے تم کو۔ چلو چنانچہ دونوں آپ کے ساتھ ہو لئے اور ایک انصاری کے گھر پہنچے وہ اس وقت گھر میں موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا۔ مرجاً و اصل۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پوچھا کہ فلاں شخص کہاں ہے (یعنی اس کا شوہر)؟ اس نے کہا کہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری بھی آگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھ کر کہا خدا کا مشکر ہے آج کے دن بزرگ مہمانوں کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ شخص اپنے مہمانوں کو باغ میں لے گیا اور کھجوروں کا ایک خوش پیش کیا جس میں شیم پختہ، پختہ اور تازہ اور خشک کھجوریں تھیں اور عرض کیا اس میں سے تناول فرمائیے۔ پھر چھری لی اور بکری کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: دودھ کی بکری ذبح نہ کرنا چنانچہ اس نے مہمانوں کے لئے بکری ذبح کی ہمختر یہ کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کی بابت پوچھا جائے گا، جوک نے تم کو تمہارے گھروں سے نکلا اور گھر واپس نہ ہوئے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نعمتیں عطا فرمائیں۔

(مسلم، مکملۃ الشریف جلد دوم صفحہ ۱۳۹ شمارہ ۲۰۳۵)

○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد نہ تو کوئی دینار چھوڑا اور نہ درہم، نہ کوئی بکری چھوڑی اور نہ کوئی اونٹ اور نہ کسی چیز کی وصیت کی۔

(مسلم، مکملۃ الشریف جلد دوم صفحہ ۵۶۹ شمارہ ۲۰۹)

○ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہمارے مال کی میراث نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑیں، صدقہ ہے۔

(بخاری و مسلم، مکملۃ الشریف جلد دوم صفحہ ۵۶۹ شمارہ ۲۰۹)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اے اللہ: تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل (آل بیت وذریات) کو صرف اتنا رزق عطا کر جو اس کی جان کو چھائے اور بدن کی قوت کو قائم رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ صرف اتنا رزق عطا کر جو اس کی زندگی باقی رکھنے کے لئے کافی ہو۔

(بخاری و مسلم، مکملۃ الشریف جلد دوم صفحہ ۲۲۲ شمارہ ۲۹۰)

○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانہ میں میرے پاس آپ کے چھی سات دینار تھے (اشرفیاں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا

کہ میں ان کو تقسیم کر دوں لیکن آپ کے دردیا بیماری نے مجھے مشغول رکھا اور میں ان کو تقسیم نہ کر سکی اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ وہ چھسات اشرفیاں کیا ہوئیں؟ میں نے عرض کیا آپ کی بیماری کی مشغولیت کے سبب میں انہیں تقسیم نہ کر سکی پھر آپ نے ان اشرفیوں کو طلب فرمایا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کیا اللہ کے نبی کا یہ خیال ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کرے اس حال میں کہ یہ اشرفیاں اس کے پاس ہوں۔ (احمد)

○ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرماتھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا: تم ہے پور دگار کعبہ کی، وہ لوگ بڑے ٹوٹے (خسارے) میں ہیں۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں: وہ کون لوگ ہیں؟

فرمایا: مال کو زیادہ جمع کرنے والے لگر (وہ لوگ مستثنی ہیں) جنہوں نے ادھر ادھر اور اس طرف یعنی اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں بائیں خرچ کیا اور ایسے لوگ کم ہیں۔ (بخاری و مسلم)

○ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی آپ سلام پھیر کر فراٹھے اور لوگوں کی گرد نہیں پھاند تھے ہوئے اپنی بعض ازواج کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے لوگ یہ دیکھ کر گھبراٹھے جب آپ واپس آئے اور دیکھا کہ لوگ آپ کی سرعت سے جیراں ہیں تو فرمایا! مجھے سونے کی ایک چیز یاد آگئی جو ہمارے پاس تھی پس میں نے براجانا کہ وہ چیز مجھے تقرب الہی سے باز رکھ پس میں نے اس کو تقسیم کر دینے کا حکم دے دیا۔

(بخاری)

○ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنائے کہ ہر قوم اور ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے (یعنی ہر قوم اللہ کی طرف سے کسی چیز کے قرنے میں ڈال کر آزمائی جاتی ہے) اور میری امت کا فتنہ (یعنی اللہ کی طرف سے آزمائش) مال ہے۔

(ترمذی)

○ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کی گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں پھر تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی اور پھر یہ دنیا تمہیں (اسی طرح) ہلاک کر دے گی جس طرح اس نے ان کو کیا۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت ابو دردار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے اور مخلوقات کو نشانتے ہیں ان کے پکارنے کی آواز کو ساری مخلوق سنتی ہے مگر جن اور انسان نہیں سنتے۔ وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ لوگوں اپنے پورا دگار کے حکم کی طرف رجوع کرو اور اس بات کو جان لو کہ جو مال کم ہو اور کافی ہو، وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور لہو و لعب میں ڈالے۔

(ابو دیم)

○ حضرت ابو دردار اور حضرت ابو خلاد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کسی بندہ کو دنیا میں زہد (دنیا سے بے رغبتی) اور کم گوئی

عطائی گئی ہے تو اس سے قرب حاصل کرو اس لئے کہ اسے حکمت سکھائی گئی اور دی گئی ہے۔

(بیہقیٰ)

○ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتالا یے کہ میں جب اسے کروں تو اللہ اور اللہ کے بندے مجھ سے محبت کریں۔ آپ نے فرمایا دنیا کی رغبت نہ کر، اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور اس چیز کی خواہش نہ کر جو لوگوں کے پاس ہے، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

(ترمذیٰ، ابن ماجہ)

○ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں زہد اختیار کیا (یعنی دنیا سے بے پرواٹی کی) اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں حکمت پیدا کی، اس کی زبان کو گویا کیا، دنیا کے عیوب، دنیا کی بیماریاں اور ان بیماریوں کا علاج اسے سکھایا اور پھر اس کو دنیا سے سلامتی کے ساتھ دار السلام کی طرف لے گیا۔

(بیہقیٰ)

○ حضرت قتاڈہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے اس کو دنیا سے بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

(احمد، ترمذیٰ)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ "میرا مال" کہتا رہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں سے جو اس کا ہے وہ صرف تین چیزیں ہیں۔ ایک تو وہ جو کھایا اور ختم کر دیا۔ دوسرا وہ جو پہنا اور پھاڑ ڈالا۔

تیرے وہ جو اللہ کی راہ میں دیا اور آخرت کے لئے ذخیرہ کر لیا۔ ان تینوں چیزوں کے سوا جو کچھ ہے، اس سب کو وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جانے والا ہے۔

(مسلم، مکہۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۲۲ شمارہ ۳۹۱)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:  
لغت کی گئی ہے درہم و دینار کے بندہ پر۔

(ترمذی، مکہۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۲۲ شمارہ ۳۹۲)

○ حضرت ابو امام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ وہ میرے لئے مکہ کے سنگریزوں کو سونا بنادے، میں نے عرض کیا نہیں اے میرے پورا دگار! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں۔ جب میں بھوکا رہوں، تیری طرف عاجزی و زاری کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جب میں پیٹ بھر کر کھاؤں تو تیری تعریف اور تیرا شکر کروں۔

(احمد، ترمذی، مکہۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۲۵ شمارہ ۳۹۳)

○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور مال اس شخص کا ہے جس کا (آخرت میں) مال نہیں اور مال وہی شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔

(احمد، ترمذی، مکہۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۲۷ شمارہ ۳۹۵)

○ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر پھر بندھا ہوا دکھایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

انہا پیٹ کھوں کر دکھایا تو اس پر دو پھربندے ہوئے تھے۔

(ترمذی، مکملہ شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۲ شمارہ ۲۹۷۹)

○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نے کبھی دو روز مسلسل جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

(بخاری، مسلم، مکملہ شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۱ شمارہ ۲۹۸۲)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت شام کو نہ تو ایک صاع گیہوں رکھتے تھے اور نہ کوئی غلہ (یعنی منج کے لئے کسی قسم کا سامان نہ رکھتے تھے) حالانکہ آپ کی نواز و احتجاج مطہرات تھیں۔

(بخاری، مکملہ شریف، جلد دوم صفحہ ۲۵۱ شمارہ ۲۹۸۲)

یہ تھا میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر۔ اور یہی فقر ان کا فخر تھا، اس پر کل کائنات نازاں

اور ہمارا فخر؟

ہائے ہائے! ملعون و مردار سے بھر پور۔ تل دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔

..... فقر خصال نبوت میں سر فہرست فخر۔

اس خصلت نے دنیا کے دوں کو ہر خصلت کو مات کر دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو اسی خصلت کی بنا پر آبدار و تابدار کیا اور ہم میں اس کا نام سک نہیں، نشان تک نہیں۔ ماضی کی داستان از بر کئے جاتے اور دل بہلانے جاتے ہیں۔

فقیر کی میراث کا وارث فقیر ہوتا ہے۔

اور فقیر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر اللہ اور صرف اللہ۔

یہ تھی اور ہے طریقت کی راہ۔ جب بھی کوئی اس پر چلا، کائنات نے اس کا احترام

کیا۔

نفر کی یہ حصہ جب تک باقی رہی، چکلتار ہاومکلتار ہا۔

جب سے رخصت ہوئی ہر شے رخصت ہوئی۔ نام باقی تھا وہ بھی نہ رہا۔

اے ہم نہیں! عجب یہ کہ اس کا احساس تک نہیں۔

ہر کوئی ہر قسم کے مجاہدے کا متحمل ہو سکتا ہے امکانی ہے۔ کل کے لئے کوئی بھی شے

جمع کر کے نہ رکھنا اگر چہ سنت موکدہ ہے، اس پر کوئی بھی گزرنہیں رکھتا۔ اور اس سنت مطہرہ

ہی کی بدولت فقراء کا فقر قید المثال رہا اور تمکنت سے ہمکلتار ہا۔

فقراء کی تمکنت خانقاہی نظام پر موقوف رہی اور ہے اور یہی نظام طریقت کی

جان۔

خانقاہی نظام یہ قہا اور ہے

آج کا رزق آج ہی تقسیم ہو

کما

کھلا

کل کے لئے جمع مت کر

کل کی روزی کل ملے گی اور

خانقاہی نظام میں اللہ اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

یہ نظام جب بگڑ جاتا ہے، کھلیل مجھ جاتی ہے۔

پیر ہو یا فقیر، خانقاہی نظام کا متحمل نہیں ہوتا الا باذن اللہ!

خانقاہی نظام..... فقر کا فخر

یہ پرسوں شام کا رزق تھا، کل کیوں نہ دیا، نہ سمجھا۔

پھر کبھی آئندہ ایسے نہ کرنا۔ ابھی تقسیم کرو۔

گویا نمونہ ابھی نمونے ہی کا لحاظ ہے۔

کسی بھی نمونے کا نمونہ دینا! اہم ترین کام ہوتا ہے۔

اس قول و عمل کو بھانا بچوں کا کھیل نہیں، عزم الامور کا فقید المثال اکھاڑا ہوتا

ہے۔ چچے ٹھیلے ہزاروں نامور نوجوان میدان میں اترے، کسی قسم والے ہی نے بازی

جیتی۔

قرکے مارچ تو روی الوری ہیں، تیری اور میری سمجھ سے بالاتر۔ فہم و ادراک میں آ

ہی نہیں سکتے۔ کوئی ایسا بندہ پیش کر جو کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو غیبت نہ کرتا ہو جعلی نہ کھاتا ہو، حاسد

نہ ہو، کل کے لئے کوئی شے جمع نہ رکھتا ہو، اپنے علم پر عمل کرتا ہو، جو کہتا ہو کرتا ہو اور پورے کا پورا

اسلام میں داخل ہو۔ اگر نہیں تو کیا ہمارا ”وہ“ اور کیا ہماری ”وہ“ اور کیا ہماری ”وہ“؟

دنیا خدائی حصہ کے نمونہ کا اکھاڑا ہے۔ ہر شے قافی، حصہ باقیات

الصالحات۔ حصہ کے سوا کوئی اور تذکرہ نگار خاتہ دہر میں زندہ نہیں رہتا۔

خانقاہی نظام سنت مطہرہ کی عین تعمیل ہے۔

میراً گھر ایک مسجد ہو اور جگہ میں ضروریات زندگی کے سوا کوئی اور شے باقی نہ ہو۔

خانقاہ بولی:

میر انظام واپس لا،

قرون اولی کی برکات میرے ہمراہ ہوں گی۔

التقیا کی رہائش گاہوں کا اصطلاحی نام خانقاہ ہیں ہے۔ تیرے خانقاہی نظام میں

تقویٰ جلوہ گر ہو!

سلوک کی منزل تقویٰ کی راہ ہے۔ اس وادی میں با تیں اگرچہ کتنی حکمت بھری  
ہوں کوئی رنگ نہیں لاسکتیں۔ جو کام روئے زمین کی با تیں مل کر بھی نہیں کر سکتیں، تقویٰ کی  
ایک مثال کر سکتی ہے۔ جتنی باتیں کی جاتی ہیں کرنے والوں کا ان پر اپنا عمل نہیں ہوتا۔ اسی  
باتوں کا کیا فائدہ؟.....

کسی تقویٰ کا نمونہ پیش کر، باتیں سمیعین کو مطمئن نہیں کر سکتیں۔

زندہ قومیں کورانہ تقلید کی پابند نہیں ہوتیں۔ تقویٰ میں تھارا پہلا نمبر ہو۔

متقیٰ کا دنیا میں جینا کسی بھی طرح قید سے کم نہیں ہوتا!

جس پر تقویٰ وار نہیں وہ متقیٰ کیا؟ ہم تقویٰ کے مبلغ ہیں لیکن ہم میں سے کسی پر بھی  
تقویٰ کی حقیقت وار نہیں۔ اگر ہے تو ظاہری ہے، عملی نہیں۔

کسی سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے دل سے پوچھ کیا تو حاصل ہے؟

متقیٰ حاصل نہیں ہوتا۔ جو حاصل ہے متقیٰ نہیں۔

حد تقویٰ کو باطل کر دیتا ہے۔

تقویٰ کا داعی متقیٰ نہیں۔ محبت کے دعویدار کے دل میں محبوب کی محبت نہیں۔

اگر تو متقیٰ ہوتا، اقوامِ عالم کا پیشووا ہوتا \_\_\_\_\_ اور \_\_\_\_\_ اگر تیرے

دل میں ان کی محبت ہوتی، بزمِ کوئین کا ممتاز رکن ہوتا۔ نوری، ناری، خاکی، آبی

تیرے حضور میں حاضر ہوتے۔

ورویش تارک الدینا ہوتا ہے نہ کہ تارک السنۃ۔

تارک السنۃ گمراہ ہے اگرچہ کوئی ہو۔

یہ عمل، یہ ذخیرے، یہ تفسیلیں، یہ تقریبیں، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع  
نہیں، صریح خلاف ورزی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر کھجور کی چٹائی پر گزاری اور کبھی پیٹ بھر  
کر کھانا نہ کھایا، نہ ہی کبھی کوئی فاخرہ لباس پہنا.....

اور یہ ترک، سنت موکدہ ہے جس پر کہ ہم میں سے کسی کو بھی گز نہیں۔

کسی نے تیرے کسی پیرا، ان میں کبھی پونڈ لگے نہیں دیکھا حالانکہ یہ سنت موکدہ

ہے۔

ہمارے چولہے چوبیں گھنٹے ہمارے لئے گرم رہتے ہیں پھر بھی ہم کبھی سیر نہیں  
ہوتے نہ ہی کبھی شکر کرتے ہیں حالانکہ بعض دفعہ پورا ماہ گزر جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم کے گھر کسی بھی دن آگ نہ جلتی۔

ایک دفعہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو آپ کا قارورہ طبیب کے  
پاس بھیجا گیا۔ طبیب نے عرض کی میں اس مریض کی عیادت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک  
ایسے مریض کا قارورہ ہے جس نے چالیس سال سے بغیر سالن کے روٹی کھائی ہوئی ہے  
اس کے برعکس ہمارے دستخوان پر زنگاریگ کے لکھانے اور سالن ہوتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم کے بیٹے کا ان چیزوں کے سوا کسی

اور چیز پر کوئی حق نہیں:

بغیر سالن کے روئی،  
پانی،  
تن ڈھانپے کے لئے کپڑا اور رہنے کے لئے گمر۔  
کیا ہم میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل ہے؟  
اگر ہو..... فقر بندہ نوازی اور خدائی بے نیازی کا مظہر ہوتا ہے اور یہ شرف کسی  
اور مخلوق کو نہیں، نہ ہی وہ اس کی محمل ہو سکتی ہے۔  
فقر اور صرف فقر اللہ کی وہ مخلوق ہے جو اللہ سے اللہ کے سوا کسی اور شے کی طالب  
نہیں اور نہ ہی کوئی شے اسے اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے اگرچہ ہفت اقلیم کی شاہی ہو۔  
حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہ العزیز کو کس لذت نے بلخ کے چالیس شہزادوں  
کی بادشاہی چھوڑنے پر مجبور کیا؟ شاہی چھوڑ کر گدائی اختیار کی اور ہمیشہ فرماتے ہیں یہ سودا  
بڑے ہی سنتے داموں ملا!

حوادث دہر کا کوئی بھی واقعہ ان کی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کر سکا، تا قیامت  
رہنمائی کا وارث بنا۔

یہ تھی اور ہے حیات جاودا نی کی حقیقت!  
دنیا مرگی..... مرے جارہی ہے..... خصلت کبھی نہ مری، ہمیشہ زندہ رہی اور  
زندگی کا پیغام سناتی رہی۔

حق ہی حق کا نمونہ دیا کرتا ہے باطل نہیں۔  
حقیقت جب بھی کسی نمونے کی طلب گار ہوئی فقر نے ہی پیش کی۔

فقر کی وارثت تیری از لی میراث تھی، کھانے پینے، پہنچنے اور ذخیرہ اندوڑی کا شکار ہو کر رہ گئی۔

تیری دنیا کی کوئی بھی چیز اور کوئی بھی منصب، فقر کے نزدیک کوئی بھی قدر و اہمیت مطلق نہیں رکھتا۔ تیرے سوا، تیری قسم، ہر شے یقیناً دبیکار ہے۔

پھر سن اور غور کر! فقیر کی کوئی جائیداد نہیں ہوتی، کوئی مال نہیں رکھتا۔ جو شے لوگ فقیر کو دیتے ہیں، بیٹھے بیٹھے لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ کبھی بھل نہیں کرتا۔ اور کل کے لئے کوئی بھی شے جمع کر کے پاس نہیں رکھتا۔ یہی فقیر کا ترکہ ہوتا ہے یہی میراث۔ صاحبہ کرام میں سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسی پکار بند تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد نہ کوئی دینیار چھوڑا نہ درہم، نہ بکری چھوڑی نہ ہی کوئی اونٹ، نہ ہی کسی چیز کی وصیت کی..... اور یہ طریقت کی سنتِ موکدہ ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ہر شب یوں گزرتی کہ نہ کوئی دینیار پاس ہوتا نہ درہم۔ جو ہوتا سونے سے پہلے تقسیم کر دیتے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغرض امتحانِ غلام کے ہاتھ ایک ہزار اشرفی بھجوائی پھر اگلے روز علی الصبح غلام کو کہہ بھیجا کہ وہ رقم کسی اور کا حصہ تھی، غلطی سے آپ کو دے دی گئی، واپس لوٹا دیں۔

فرمانے لگے: امیر سے کہو وہ رقم میں نے سونے سے پہلے مستحقین میں تقسیم کرو۔ کچھ مہلت دے دوتا کہ میں واپسی کا بندوبست کر سکوں۔ ماشاء اللہ!

فرا جو کچھ بھی کرتے ہیں بے خود ہو کر کرتے ہیں، ہر اجرت و عوضانہ سے بالاتر

ہو کر افادہ عام کے لئے کرتے ہیں، کسی سے بھی اور کسی بھی قسم کی غرض و عایت نہیں رکھتے..... اور یہی بے خودی ان کی زندگی ہوتی ہے۔

اہل فقر..... کو نین کی آبرو ما شاء اللہ!

کلیات فقر کا خلاصہ چند معروف اسباق پر مشتمل واللہ باللہ، تاللہ، ما شاء اللہ!

تو رک فطرت ہے اور فقر کی عظیم حوصلت۔

ترکِ معصیت اور ترکِ فضولیات..... فقر کی تین علامات۔

فقر کو ترک کے میں تو رک عایت ہوتا ہے۔

حضرت آدم سے لے کر آج تک فقروں کی خصلت ہمیشہ قائم و دائم رہی اور کسی بھی زمانے میں کبھی نہ بدی، نہ بد لے گی۔ اور یہ خصلت ہے..... ماسوائے کیتیا مستغنی و بے نیاز رہنا اور کسی میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہ رکھنا۔ کھا کر، کھلا کر، کل کے لئے جمع نہ رکھنا اور مہاجر ای اللہ ہو کر متوكل علی اللہ زندگی بسر کرنا۔

قو میں بد لیں اور بدلتی رہیں، فقر کی یہ خصلت ہمیشہ اسی حال میں لا زوال رہی، لا زوال ہے اور ہمیشہ برقرار رہے گی۔

مہاجر ای اللہ وہ ہے جو حرام سے باز رہے۔ ملعون سے بھی اور مردار سے بھی۔

اللہ کی راہ میں چلنے والے متوكل علی اللہ زندگی کا سفر طے کیا کرتے ہیں۔ ماسوائے مطلقِ محتاج نہیں ہوتے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب حضرت بی بی ہاجرہ علیہ السلام حضرت سیدنا اسماعیل ذیع اللہ علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں نکلیں تو جب کہیں پانی نہ پایا، زم زم امل آیا۔

سلطان الفقراء حضرت ابراہیم بن ادھم قدس سرہ العزیز جب تاج و تخت سے

دست بردار ہو کر اللہ کی راہ میں نکلے تو پانی کے لئے ایک پیالہ اور سونے کیلئے ایک تکمیل ساتھ لے لیا۔ راستہ میں ایک آدمی کو چلو سے پانی پیتے دیکھ کر پیالہ چینک دیا۔ آگے گئے تو ایک آدمی کوٹی کے ڈلوں پر سوتے دیکھا، تکمیل بھی وہیں چینک دیا۔  
قرون اولیٰ کے دو ماہی ناز خصائص:

ترکو تام اور

ذکر دوام۔

بیشل قوت دوہیں: حیدریٰ اور  
صابریٰ۔

ترک کومات کرگئی، مثال نہیں ملتی۔

ایک انار حاصل کرنے کے لئے حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ نے سارا دن ایک یہودی کے باغ میں نلائی کی۔ شام کو جب گھر آنے لگے، راستے میں ایک سائل نے انار کا سوال کیا اور آپ نے وہی انار جو سارا دن گوڑی کرنے کے بعد حاصل کیا تھا پیش کر دیا۔ مرجباً، مکرماء، مبارکاً، مشرفاً

مولائے علی کرم اللہ وجہ کے بعد پھر کبھی بھی کسی پر یہ عنایت نہ ہوئی اور اگر ہوئی تو کبھی بھی اور کہیں کہیں ہوئی۔

سائل نے ایک روٹی مانگی

کسی اونٹ کے کجاوے میں ہے

ساری قطار بخشن دوی

خاوات کی حد نہ کہیں تو کیوں نہ کہیں!

منصور قدس سرہ العزیز شہید وفا، ماشاء اللہ، حق کی شہادت میں انا الحق کہہ کر شہید ہوئے، طریقت کے امام نہیں تو کیا تھے؟ بندی خانہ میں تین دن فاقہ کے بعد کھانا آیا، کھانے کے ہمراہ ایک سائل بھی آیا، آپ نے وہی کھانا سائل کو پیش کر دیا۔ یہ سخاوت کی حد تھی۔

آدمی چلا جاتا ہے حصہ چھوڑ جاتا ہے  
حصہ تین بہت ہیں، سرفہرست یہ ہیں:

### صداقت

عدالت

شرافت

شجاعت

سخاوت

شہادت

ان میں سے کسی ایک حصہ کو ضرور اپنا اور پوری طرح اپنا ورنہ یہ زندگی کسی بھی کام کی نہیں۔

جنے جو شے عنایت ہوئی، کمالات نبوت ہی کی برکت سے ہوئی۔

سوچ کر بتاہ کسی کو ہر شے ملی، اے اونو جوان مسلم! تجھے کیا ملا؟ پدرم سلطان بود؟

تیرے دادے کے پر دادے کے نانے کے دادے کی کرنی تیرے کس کام؟

کسی کی کرنی پر اترانا بھی بھلا کوئی جوان مردی ہے؟

اکھارے میں اتر، کوئی کرتب دکھلا!

تاریخ تشنہ، مہر عالم منتظر

تیرا عمل ہی تیری زندگی کی متاع ہے۔

زندگی کی اصلاح و فلاح کا سہرا قرونِ اولیٰ کی منزل کے سر ہے۔ جب تک تم  
قرонِ اولیٰ کے حال کو نہیں اپناتے، تمہارا حال نہیں بدل سکتا۔

دنیا آخرت کا سرمایہ ہے اور سرمایہ دنیا ہی میں رہ کر جمع کیا جاتا ہے۔  
اسن دنیا وہ ہے جو دین کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔

آدمیت و انسانیت و بشریت کا نمونہ انبیاء کے کرام ہی نے دیا کہ  
یہ دنیا حسن ہے..... یہ معلوم ہے۔

اسن دنیا وہ ہے جو آخرت کے لئے زادرا ہو  
صد یقین، شہدا اور صالحین نے من و عن تائید و تقدیق کی

مبسوط تیرے لئے

ماکولات تیرے لئے

مشروبات تیرے لئے

حکمت تیرے لئے

حکومت تیرے لئے

غرض دنیا کی ہر شے تیرے لئے اور تو..... اللہ کے لئے ہے۔

کیا تو نے کبھی اس پہ بھی غور کیا کہ تو زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے؟ اللہ کا خلیفہ! اللہ نے  
تجھے اپنا خلیفہ بنا کر تیرے مقام کو ہر مقام سے بلند فرمایا اور یہ خلافت عنایت کی حد  
ہے۔ تجھے اس کی قدر ہی نہیں گویا خبر ہی نہیں۔ آدم تیرا باپ ہی تو تھا۔ تیرے باپ کو  
فرشتوں نے سجدہ کیا۔ جبرائیل نے کیا، میکائیل نے کیا، اسرافیل نے کیا، عزرائیل نے

کیا۔

بیٹے کو باپ کی وارثت ملا کرتی ہے، ضرور ملا کرتی ہے، تجھے کیوں نہ ملی؟ تو اپنی  
میراث کی حلائش کرو اور جیسے بھی ہو، اسے حاصل کر۔  
تیرا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوا کرتا تھا۔

وہ بھی کیا دن تھے جب تیری اپنی کوئی مرضی نہ تھی۔ اللہ کی مرضی تیری مرضی تھی۔  
تیری مرضی اللہ کی مرضی میں غم ہوتی تھی۔ اور اللہ کی رضا تھج پر راضی ہوتی تھی۔ تو نے  
جب بھی کسی چیز کا ارادہ کیا پورا کیا۔ کسی بھی ارادے کو ادھورا نہ چھوڑا۔ تیرا ارادہ بھی نہ ٹلا،  
کبھی نہ ہلا، کبھی نہ رکا، اور کوئی بھی رکاوٹ تیری راہ میں کبھی حائل نہ ہوئی۔ تو جس بھی  
میدان میں اتراء، بازی لے گیا۔

تیرے عزم آفی کے سامنے یہ پہاڑ ایک تنگ سے بھی زیادہ و قعْت نہ رکھتے۔ کوئی  
پہاڑ تیری راہ روک نہ سکا۔ سمندر تیرے عزم کے سامنے ایک چلو بھر پانی سے زیادہ اہمیت  
نہ رکھتا۔

اے نوجوان مسلم! تو جب تک دنیا میں اللہ کے لئے رہا، جہان تیرے لئے رہا اور  
ساری خدائی تیرے لئے رہی۔ اور جب سے تو جہان کا بنا، تیرا کوئی بھی نہ بنا اور کچھ بھی نہ  
بنا۔ یہی تیری پستی اور یہی تیری ذلت ہے۔ تیری داستان کے بو سیدہ اور اراق ملت کے  
بوستان میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان کو سمجھا کر اور پڑھ کہ اسلام کو جب بھی کسی نے لکارا  
اور جب بھی اسلام نے تھجھ کو پکارا، تو مسکرا کر اٹھا، دندنا کر بڑھا اور اغیار پر قبر الہی بن کر ٹوٹا۔  
اسلام کی خاطر تو سولی پلکا، تپتے ہوئے صحراؤں میں رُتپا، انگاروں پر لوٹا، دریاؤں میں کودا،  
پہاڑوں سے ٹکرایا، مصائب پر مسکرایا، حال گھنپوائی لیکن اسلام پر آنحضرت نہ آنے دی۔

آج نہ معلوم تو کیوں ٹس سے مس نہیں ہوتا؟ آج تو نے خود اپنی جمعیت کے شیرازے بکھر دالے۔ تیراخون ملت کی بے آبروئی اور رسولی پے کیوں نہیں گرماتا؟ کاش تجوہ میں کوئی بھی بات توباتی ہوتی! جب تک تو اللہ کے لئے رہا، فتح و نصرت تیرے ساتھ رہی اور تیرے ہاتھ رہی۔ تو جہاں بھی جاتا تھا پاتا۔ بھی مارنے کھاتا بھی ہارنے مانتا۔ اللہ کا "کن" تیرا مشتاق اور تیرے ارادے کی سمجھیل کے لئے بے تاب رہتا۔ آخر یہ ٹکنْ تیرے ہی لئے تھے اور تجھے اس کی خبر نہیں۔

تو جس بھی میدان میں اللہ اکبر کہتا، رن کا پ اٹھتا۔ تو کسی بھی میدان میں اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ یہی تیری غیرت، یہی تیر اخرا اور یہی تیری مرداگی تھی۔ اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرنا فتنی میں شرک اور تقویٰ میں کفر ہے۔

تو کسی سے بھی کوئی امید نہ رکھتا۔ کسی سے کوئی امید رکھنا اپنے لئے ذلت و رسولی کا موجب سمجھتا۔ نوری فرشتے تیرے درکی دربانی کیا کرتے تھے اور آج شیاطین تجھے ڈرا اور دھمکار ہے ہیں۔

یہ دنیا جو آج تیری امام نہیں ہوئی ہے، تیرے غلاموں کی غلام ہوا کرتی تھی۔ یہ عزت کوئی عزت ہے کہ جس پر تو اتنا نہیں تھلتا۔

یہ وادا، یہ کھانا، یہ پینا، ایک دھوکا ہے فریب ہے اور اس میں ہر کوئی بجلتا ہے۔ دستانے پھن کر جیبوں میں ہاتھ دالے پھرنا، اے میرے نوجوان! تیرا کام نہیں اور نہ ہی تجھے زیب دیتا ہے۔ اسی طرح ایسے دسترخوان پہ بیٹھ کر کھانا۔

تیرے مطبغ میں پکوان شب و روز پکتے رہتے ہیں، چولہا۔ بھی سر دہیں ہوا۔ تیرے ایک وقت کے کھانے پا ایک گھنٹہ لگتا ہے جب کہ یہ دس منٹ کا کام ہے۔

گویا تیری زندگی کی منزل اے اونو جوان! کھانے پینے کا شکار ہو گئی، ہائے ہائے!  
جو کام کرنے تو آیا تھا، بھول گیا۔ ایسا بھولا کر بھول ہی گیا۔

جس دنیا پر تو پھولے نہیں ساتا اور کسی کی بھی ہدایت کو کسی خاطر میں نہیں لاتا، گندگی  
کا ایک ڈھیر ہے اور تیری دنیا کی ہر شے تجھ ہی سے مل کر گندی ہوئی۔

اے اوس نے والے نوجوان مسلم! تو کسی بھی آواز پر کیوں نہیں جا گتا؟ شب نے  
اپنی سیاہ رُفیں سمیٹ لیں۔ مرغ نے بالگ دے دی۔ سحر ہونے کو ہے۔ بیدار ہو۔ اب  
سونے کا کوئی وقت نہیں، بالکل نہیں۔ اگر تو اب بھی نہ جا گا تو بتلا پھر کب جا گے گا؟  
تیرے باپ کی بادشاہی تیرے کے کس کام؟

اے میرے نوجوان! کوئی اپنی حکایت بتلا۔ ایک مدت سے تاریخ تیری داستان  
سننے کی متظر ہے۔

نہ کوئی دن ہے نہ مہینہ..... جس دن بھی کسی کو کوئی خصلت عنایت ہوئی، زندگی  
کی سعید و مسعود و مبارک ساعت ہوتی ہے۔

اپنے شب و روز کا محاسبہ کر۔ ہماری زندگی سیدھی راہ پر نہیں، خوٹگوار بھی نہیں!  
آ..... تجھ کو تیری زندگی کے وہ گوہر جس کے بغیر کسی کی بھی کوئی زندگی نہیں اگرچہ  
مندشیں ہو، بتاؤں

(۱) کسی خصلت کو عزم بالجسم سے اپنا یہاں تک کہ تو اس خصلت کا صاحب حکم ہو  
ماشاء اللہ

(۲) کسی براہی و بے حیائی کو قطعی ترک کر، پھر جیتے جی۔ کبھی اس کے نزدیک مت پھٹک  
یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے احسان و کرم سے تجھ کو اس کا صاحب حکم حاکم

مقبول فرمائے آمین۔

(۳) کوئی عمل اختیار کر پھر اسے کبھی باطل مت کر۔ ترک عمل ابطال عمل ہے۔  
عمل تیراواہ ہمٹھیں، مونس و معاون اور دنیا و آخرت کا ہدم ہے جو دم بھر کے لئے بھی کبھی  
جد نہیں ہوتا۔ تیرا کوئی عمل، اے میرے نوجوان، کبھی باطل نہ ہو۔ جو اسے باطل کرنے لگے  
اسے باطل کر دے، خود کبھی نہ ہو۔ عمل تیری زندگی کی زرہ بکتر اور وہ ڈھال ہے جس کے بغیر  
تو زندگی کے میدان میں کیا جو ہر دھا سکتا ہے؟  
اللہ تجھ کو ”قویِ عمل“ عنایت کرے۔ عمل انسان کا وہ زیور ہے جس کے بغیر وہ  
قطعی نہیں بجا۔

یہ زندگی کا میدان مردوں کا اکھاڑا ہے، باز پچھے اطفال نہیں۔  
شباب میرے نوجوان! تیرے گھوڑے کی گردن سے آگے کوئی گردن نہ ہو اور نہ ہی  
جیتے جی تجھے کوئی جیت سکے۔  
تیرے عمل کا جلال شیطان کو جلا دے اور جمال کا نور اجڑے ہوئے دلوں کو بسا  
۔۔۔

اے او جینے والے نوجوان! مبصر تیرے عمل کی داد دے۔  
تیرا عمل تیرا عہد۔ اور تو اپنے عہد کا پاسبان ہو۔  
زندگی کے میدان میں تیرے عمل کا علم کبھی سرگوں نہ ہو۔ جیتے جی کبھی گرنے نہ  
پائے۔ اور عمل زندگی کا تذکرہ، باقیات الصالحات اور ابد الآباد زندہ اور قائم رہتا ہے۔  
اور عمل کے بغیر زندگی بے برگ و بر، بے کیف اور مردود ہے۔

کسی عمل کو اپنا..... اور ہمیشہ کے لئے اپنا،  
دعا مانگ..... اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمھرے کو مقبول الاسلام اعمال  
نصیب کرے و ما تو فیقی الا باللہ!

جسم خاک  
عمل نور ہے

خاک میں جب نور جلوہ نما ہوا، خاک کی ماہیت بدل گئی  
کسی اور طرح خاک کی خصلت نہیں بدل سکتی۔

نہ یہ دنیا رہے گی نہ کوئی بندہ،  
بندوں کے اعمال زندہ رہیں گے،  
کوئی نیک عمل کر لے!

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والا کرام نے ہمیں یہی عمل کرنے اور برے  
عمل سے باز رہ کر زندگی گزارنے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ نیکی کرنے اور برائی سے بچنے  
کی کوشش کا اصطلاحی نام جہاد ہے..... جہاد اکبر یعنی سب سے بڑا جہاد۔

جہاد اکبر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ  
سے واپس تحریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا تم خیر و عافیت  
سے واپس آئے، ہوتم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف واپس لوٹے ہو۔ صحابہ کرام نے  
پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جہاد اکبر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
بندے کا اپنے نفس سے جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔

(تاریخ بغداد لخطیب بغدادی جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۲)

صالحیت کے زمرہ میں جو بھی داخل ہوا، نفس کو تازہ کر ہوا۔  
یہ دنیا اور جو کچھ بھی اس میں ہے، تیرے لئے ہے لیکن تو اللہ کے لئے ہے، دنیا  
کے لئے نہیں۔

میرے بیٹے! اللہ تجھے قابلِ رشکِ زندگی بنخشنے، یہ زندگی قابلِ رشک نہیں۔  
قابلِ فکر یہ بات ہے اور ایسی باتیں ہیں۔ اس پر ہم میں سے کوئی جتنا بھی فکر  
کرے، کم ہے۔

تیری زندگی کے دون گنتی کے ہیں، توبہ کر۔  
اللہ سے ڈر۔ نماز قائم کر۔ گناہوں سے فتح۔ تیرا کوئی بھی دم تیرے اللہ کی یاد سے  
خالی نہ گزرے۔

محبت کرو	اللہ کے لئے	عداوت کرو	اللہ کے لئے
ملو	اللہ کے لئے	لڑو	اللہ کے لئے
جیو	اللہ کے لئے	مرو	اللہ کے لئے

اس حال میں جینا قابلِ رشک جینا ہے۔

کرنا چاہتے ہو تو نیک کام کرو!

بننا چاہتے ہو تو کچھ ملت بنا!

کھانا چاہتے ہو تو غم کو کھاؤ!

پینا چاہتے ہو تو غصہ کو پیو!

ڈرنا چاہتے ہو تو اللہ سے ڈرو!

مخالفت کرنا چاہتے ہو تو نفس کی کرو!

آنا چاہتے ہو تو دین کی تبلیغ کے لئے آؤ!  
 جانا چاہتے ہو تو حج کے لئے جاؤ!  
 لیانا چاہتے ہو تو والدین کی دعا میں لو!  
 دینا چاہتے ہو تو اللہ کی راہ میں دو!  
 بولنا چاہتے ہو تو سچ بولو!  
 تو لانا چاہتے ہو تو اپنی بات کو تو لو!  
 رونا چاہتے ہو تو اپنے اعمال پر رو!  
 دھونا چاہتے ہو تو بدیوں کو دھو!  
 بیٹھنا چاہتے ہو تو نیکوں کی صحبت میں بیٹھو!  
 لڑانا چاہتے ہو تو اللہ کی راہ میں لڑو!  
 بننا چاہتے ہو تو: انسان بنو..... مسلمان بنو  
 ذاکر بنو..... شاکر بنو  
 امین بنو..... مسکین بنو  
 مہربان بنو..... قدردان بنو  
 حلیم بنو..... کریم بنو  
 خلیق بنو..... شفیق بنو  
 نمازی بنو..... عازی بنو  
 روگی بنو..... جامی بنو  
 محسن بنو..... متوكل بنو  
 مومن بنو..... مخلص بنو

تیری زندگی کا کوئی بھی دم خالی نہ گز رے، کسی نہ کسی کار آمد کار میں صرف

رہے۔

اے او جینے والے نوجوان! ہانے ہانے جی..... بجاویں ایک دن جی۔ بنده

بن کر جی اور جی بھر کر جی۔

جب تمہیں ایک بار قبر میں لٹا دیا جائے گا پھر قیامت تک کبھی نہیں المٹھا، کسی نے  
بھی نہیں جگانا اور نہ ہی کوئی کام کرنا ہے۔ پچھتا ہی پچھتا ہے۔ اٹھ۔ کمر کس۔ محو عمل ہو۔  
یہ وقت پھر کبھی ہاتھ نہیں آتا!

اے او جینے والے! منے والوں سے عبرت حاصل کرو

دنیا میں الجھ کر آخوت کو برپا دمت کرو

دنیا میں اصلاحی و تعمیری کام کرو۔ انسانیت کو بلند کرنے کے لئے بلند کردار کا نمونہ  
دو۔ تیرا کردار ایک نمونہ ہو اور ساری دنیا کے لئے ہو۔

یہ رہبا نیت نہیں مردا نیت ہے۔ دنیا میں جینے والوں کے لئے زندگی کا  
مزدہ جان فزا ہے۔ یہ انسانی زندگی کا بلند ترین مقام ہے۔ اس مقام کو حاصل کر۔ یہ مقام  
تیری زندگی کی معراج ہے۔

تیری دنیا میں تیرے وہ بندے، وہ پر اسرار بندے، جو تیرے سوا کسی کو بھی کسی  
خاطر میں کبھی نہ لاتے آج کہیں نظر نہیں آتے۔ ان کے بغیر تیری دنیا کے کسی بھی بازار میں  
کوئی رونق نہیں اور نہ ہی کوئی چھپل پہل ہے۔

جب وہ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہتے، اللہ کو سامنے پاتے۔ معیت طاری

ہو جاتی۔ اللہ تقدیق فرماتے (بے شک) کوئی لا انہیں مگر میں (اور میں) سب سے بڑا

ہوں۔ جب لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتے (اس کے جواب میں) اللہ فرماتے ”اعات  
گزار ہوا میرا بندہ اور نجات پائی میرے بندے نے اور فرمانبردار ہوا یا سپرد کر دیئے اس  
نے تمام کام اللہ کی طرف“۔

اللہ کے سوا کسی سے بھی اور کسی قسم کی کوئی امید مطلق نہ رکھتے اور نہ ہی کسی سازو  
سامان کے پابند ہوتے تو کلت علی اللہ جس بھی اکھاڑے میں اترتے، جھنڈے گاڑ  
دیتے۔

آپس میں موم اور کفار کے لئے لوحات ہوتے۔ ہماری طرح آپس میں بھی دست و  
گریبان نہ ہوتے۔ فروعی مسائل کو مطلق اہمیت نہ دیتے۔

اکابر ہی کو اکابر کے مقام پر فائز فرماتے۔ ایک ہی نشست فیصلہ کن  
ہوتی۔ معاملات سمجھتے نظر نہ آتے وہیں ٹھپ کر کے ملی کاموں میں مصروف ہو جاتے۔  
زندگی کا کوئی دم ضائع نہ کرتے۔ القابات سے ملقب نہ ہوتے۔ نہ قطب بنتے نہ قلندر۔ جس  
حال میں اللہ رکھتا راضی رہتے۔ اور ان اوصاف حمیدہ کی بدولت اللہ کی رحمت و برکت و فضل  
و کرم کے نزول کا مرکز ہوتے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

ان کے جذبے کا عالم تاریخ کو مات کر دیتا۔ سواری نہ ہوتی پیدل چل  
پڑتے۔ ناؤنہ ملتی دریا میں کو دجاجتے۔ خوف و خطر اور موت و حیات سے بے پرواہ ہو کر اللہ  
کے یہ پراسرار بندے اللہ اکابر کہتے ہوئے دریا میں کو دنے سے بھی دربغ نہ کرتے۔ دنیا بھر  
کے دریاں کی نظروں میں چلو بھر پانی سے زیادہ وقعت نہ رکھتے۔ صحیح سلامت ساحل تک  
پہنچ جاتے۔ دریا کبھی ان کی راہ نہ روکتا اور نہ ہی کسی کو ڈبوتا۔ جس گمنام راستے سے گزرتے،  
روشناسِ خلق ہو جاتا۔ ان کی آمد کا انداز ایسا نظر نواز ہوتا کہ کبھی نہ بھولنے والی داستانیں

مرتب ہوتی۔ جدھر رخ کرتے، تاریخ کے زریں باب رقم کرتے جاتے۔ ان کی گرد راہ نئے دور کی تمہید اور نئی صبح کے طلوع کا پیش خیمه بن جاتی۔ ان کے نقوش پا آنے والوں کی رہنمائی کرتے اور گم گشتہ راہ ان سے منزل کا سراغ پاتے۔ ان کی جیبن کی ہر سلوٹ کسی انقلاب کا عنوان ہوتی۔ ان کی گرد آلود پیشانی سے انسانیت کے روشن مستقبل کی جھلک نظر آتی!

مقصد سے ان کی سُنگت کی یہ رنگت تھی کہ دریا تو دریا، کوہ بھی ان کے سامنے پر کاہ سے زیادہ اہمیت نہ رکھتا۔ ان کا عزم ہر کاوث کو کاٹ کر رکھ دیتا۔ ان کے جوش و جذبے کا یہ عالم ہوتا کہ عالم انگشت بدنداہ رہ جاتا۔ یہ وسیع ریگزار ان کے جذبے کو سرد کرنے کی بجائے ہمیز کا کام دیتے۔ صحران کے لئے ذرہ بن جاتا اور وہ سیل بیکراں کی مانند راستے کی ہر کاوث کو خوش و خاشاک کی طرح بھاتے ہوئے منزل کی طرف گامزن رہتے۔

اور پھر ماشاء اللہ کا میابی ان کے قدم چوتی، کامرانی خوش آمدید کہتی۔ راستے ان کی قدم بوی کو سعادت صححتے۔ مقام ان کے قیام سے یمن و برکت پاتے۔ اور یہاں تک کہ منزل بھی خود ان کا استقبال کرتی۔ ذات ملت کی کنیر رہتی۔ جب بھی مد مقابل آنے لگتی، روندوی جاتی۔

تیری کس کرنی پے کوئی تیری طرف متوجہ ہو؟ تیری محبت ہی نے کسی کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

کبھی مداری کی طرف بھی کوئی متوجہ ہوا؟ کرت کی طرف ہوتے ہیں۔ حالانکہ کرت کا حامل مداری ہے۔ تعریف کھیل کی ہوتی ہے، کھیل و کھلانے والے کی نہیں امعلوم ہوا کرت مطلوب ہے، مداری نہیں!

حکایت کے راوی نے حکایت سنادی اور  
حکایت کے عادی نے حکایت کر دی۔  
 واضح ہو کہ قومیں حکایتوں اور حکایتوں سے نہیں، کسی کردار کے عملی نمونوں سے  
جاگا اور ابھرا کرتی ہیں۔

تاریخ ورثی الورثی ہے، ہر زمانہ میں ایک سے ایک بہتر نمونہ پیش ہوا۔ اسی طرح  
ہمیشہ ہوتا رہے گا ”پدرم سلطان بود“ کے نظرے بودے ہوتے ہیں کسی شمار میں نہیں آتے،  
زندگی کے دفتر میں کوئی نمونہ پیش کر۔  
نمونہ بازی گر کا ہو یاداری کا، دنگ کر دینا ہے۔  
جودنگ نہیں کرتا نمونہ نہیں کھلاتا۔

نمونے کا کوئی منکر نہیں ہوتا، تماشائی عش عش کیا کرتے ہیں۔

قول و عمل کے تضاد کی کمی، ملی کمی ہے۔ میری اور آپ ہی کی نہیں، دنیا بھر کے  
مسلمانوں کی کمی ہے۔ اور جب تک یہ کمی دور نہیں ہوتی اللہ بھی راضی نہیں ہوتے۔ اور جس  
شان و شوکت کے دینے کا اللہ نے مومن کے لئے وعدہ کیا ہوا ہے، ہماری کس کرقوت پر  
عنایت فرمائیں۔ جب تک ہم اس کمی کو پورا نہیں کرتے، ہماری نامنہادیٰ جدوجہد کی انتہا  
کھانے کی پلیٹ تک ہی محدود رہے گی۔

”فرمایا فرمایا“ کہتے ہو، پل باندھ دیتے ہو

کیا مانتے بھی ہو؟

نہ معلم مانتا ہے نہ متعلم۔

کتاب میں تو ہر شے ہلکھلی ہوئی ہے، کتاب کے کسی علم پر عمل کا نمونہ پیش کر۔

علم نے کیا نمونہ دینا ہے، عمل ہی علم کا نمونہ دیا کرتا ہے۔

اے قوم! تیری یہ کوران تقلید ہی تیری پستی و ذلت کا باعث ہے، قوموں کی صلاح و

فلح عمل پر اور عمل نمونہ پر موقوف ہے لاریب۔

کسی کام کو کسی انوکھا انداز میں کرنے کو نمونہ کہتے ہیں۔

تو کوئی نرالا نمونہ پیش کر، ایک مدت سے وقت کی یہ پکار ہے۔

اے او جینے والے! اس جگ میں ایسے جی کہ جگ جا گے۔ نہ تو نے بار بار اس

جگ میں آنا اور نہ ہی تجھے بھیجا جانا ہے۔

تیرا جینا تیری قوم کے لئے ایک نمونہ ہو۔

جب نباچا ہتھ ہو، وہ کردار پیدا کرو۔

دین کے لئے آئے ہو، دین لے کر جانا۔ کسی خصلت کو اپنا کر جانا۔

جیتے تو وہ بھی ہیں، جیتا سیکھ۔

حصہ پر استقامت کا استقلال زندگی کا شاہ مہر۔ اسی سے زندگی زندگی کہلاتی

اور اسی کی بدولت عروج پذیر ہو کر زندہ اور قائم رہتی ہے۔

دانشمندوں کے نزد یک تیری یہ مصروفیت کسی کام کی نہیں

..... مصروف ہو..... مگر اللہ کے لئے!

کشف الحدید نے کشف الورید (طب) اور کشف الحدید (حربی شورنو) کو

کہاں سے کہاں پہنچا دیا، سورہ کھانے اور شراب پینے والے چاند تک جا پہنچے۔ قیام کیا

..... کھانا کھایا، وہی کھانا جوز میں پر کھاتے۔ سیاحت کی۔ تصاویر کھپیں۔ سطح کے نمونے

لائے اور اپنی نقل و حرکات سے متعلق زمین والوں سے رابطہ قائم رکھا یہاں تک کہ

منٹ منٹ کی خبر دی۔ کہاں ہیں کیا کر رہے ہیں..... اور ہم اے ہم نہیں! آپس ہی میں ایک دوسرے سے باہم دست و گریباں ہیں۔

ایک کہتا ہے میں بڑا ہوں دوسرا کہتا ہے میں۔

ایک کہتا ہے وہ سیدھی راہ پہ ہے دوسرا کہتا ہے وہ.....

اگر ہم متعدد ہوتے، اللہ تبارک و تعالیٰ ایسی ایجادات ہمیں عنایت فرماتا۔

تیراڑہن اے میرے نوجوان! تیری کاموں میں مصروف ہو، آمین۔ ملی کاموں میں مصروف ہونہ کہ تحریمی۔

اغیار نے کیا کیا ایجادات کیں اور یار..... محو خواب

وقت اللہ کی امانت ہے، کوئی دم دت کھو۔

کسی کو بھی یہ پتہ نہیں کہ کب اس نے یہاں سے چلے جانا ہے لیکن یہ پتہ سب کو ہے کہ ضرور چلے جانا ہے اور ایک بار جا کر پھر واپس نہیں آنا اور قیامت تک قبر میں پچھتا ناہی پچھتا ناہی۔

اے اوس نے والے نوجوان! تو کیوں بیدار نہیں ہوتا! کسی اور کے لئے نہ کسی اپنے لئے تو اٹھ! اس وقت تجھے سونازیب نہیں دیتا۔

مت بھول کر وہ دن آنے والا ہے جس دن کہ یہ الکلیاں کوئی حرکت نہ کر سکیں گی۔ اس وقت کو غیمت جان اور ان سے وہ کام لے جو تیری قبر میں تیرے کام آئے، اور وہ کام لے جس سے کہ ملت کو فائدہ پہنچے۔ تیری یہ زبان گوشت کا ایک لوگڑا ہے، اس نے یہ رنگارنگ کی بولیاں سدا نہیں بولنی۔ اس سے اپنے رب کی، جس نے تجھ کو پیدا کیا، تسبیح و تمجید بیان کر اور اتنی زیادہ کر کہ کوئی دم بیاد سے خالی نہ گز رے۔

بے شک جو مغلت میں گزرا، یاس و حرث کا موجب ہے۔

مشرق تیرا، مغرب تیرا، شمال تیرا، جنوب تیرا۔

تو زمین پر اللہ کا خلیفہ، اقوام عالم کا رہنا ہے۔

وَلَقَدْ كَرِمَنَا بَنَى آدَمَ (بنی اسرائیل: ۷۰)

(اور ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی)

بندہ بنا کر اکرام کی حد کر دی،

یہی بندوں کی شاہی ہے۔

سیدریا تیرے لئے پھاڑ تیرے لئے ہوا میں تیرے لئے فضا میں تیرے لئے  
 بنا تات تیرے لئے معدنیات تیرے لئے پھل تیرے لئے پھول تیرے لئے  
 فتح تیرے لئے نصرت تیرے لئے سطوت تیرے لئے حکمت تیرے لئے  
 حکمت تیرے لئے حکومت تیرے لئے ہر تیرے لئے ماہ تیرے لئے  
 جمال تیرے لئے جلال تیرے لئے جاہ تیرے لئے فرش تیرے لئے  
 عرش تیرے لئے حوریں تیرے لئے غلام تیرے لئے مصطفائی تیرے لئے  
 مجتبائی تیرے لئے عجائب تیرے لئے غرائب تیرے لئے اور  
 ساری کی ساری خدائی تیرے لئے ہے، تو نہ لے تو ہی بتاؤ کیا کرے؟ و ماعلینا الالبلاع  
 اے او جینے والے! قبر میں قیامت تک پچھتا تا اور کرلاتا رہے گا کہ یہ میوے  
 میرے لئے تھے، میں نے کیوں نہ ان کو کھایا۔ یہ پھول میرے ہی لئے کھلے لیکن افسوس!  
 میں نے ان کو اپنی زینت نہ بنایا۔ تمام شجرات میرے لئے بنائے اور میں اپنی نادانی کے  
 باعث عمر بھر دھوپ میں سڑا۔ اللہ نے مجھ کو دنیا میں جواہرات کے خزانوں کی سنجیاں بخشی ہوئی

تحیں لیکن میں نے کسی بھی خزانے کو بالکل نہ کھولا۔ کاش مجھے ان نعمتوں کی دنیا میں قدر ہوتی۔ اور میں دم بھر کے لئے بھی دنیا میں جی نہ لگاتا۔ کردار کی مستقی میں مدھوش ہو کر اللہ کے سوا کون و مکان کی ہر شے کو بھول جاتا۔

اے او میرے نوجوان! تو کوئی بھی نمونہ نہیں دینتا۔ نہ دین کا نہ دنیا کا..... تجھ سے تبی دست بھی کوئی ہے؟ طرہ یہ کہ اس ناداری کا تجھے احساس تک نہیں!

تیرے پاس ایک بھی نمونہ نہیں اور نمونے ہی سے علم نے عمل کا مظاہرہ کیا۔ تیرے پاس تو نمونوں کے انبار ہوتے! نمونے ہی نے دین کو پھیلایا، نمونہ ہی دین کی جان۔ نمونہ نہ ہوتا تو کسی علم میں کیا جان ہوتی۔ نمونے ہی نے دین کو سرفرازی بخشی۔ تو دین رکھتا ہے، دین کا نمونہ نہیں رکھتا۔ بازی گرنے صرف نمونہ پیش کیا اور نمونے کا کوئی مکر نہیں۔ تیر اعلم نمونے کا مبتلاشی ہے، پا کر ہی مطمئن ہو سکتا ہے، کسی اور طرح کبھی نہیں۔

نمونہ کبھی صدیق اکبر، رضی اللہ عنہ کبھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، کبھی عثمان غفرانی رضی اللہ عنہ اور کبھی حیدر کر ار رضی اللہ عنہ۔

نمونہ کبھی کلیر کبھی پانی پت،  
کبھی سالک کبھی مجدوب۔

ہر حال میں اور ہر دور میں دین کی عظمت کو برقرار رکھا، کبھی گرنے نہ دیا۔ ہر دور میں دین ہی کا پاسبان رہا۔

نمونہ ..... دین کی آبیاری کامالی ..... کبھی خشک نہ ہونے دیا۔

پھر کیا ہوا؟ دین پہ بہار آئی، پھل و پھول میں رنگت و حلاوت۔ نمونہ پیش کر۔ نمونہ شدت سے اور مدت سے تیرے نمونے کا منتظر ہے۔

نمونہ پایا گویا ہر شے پائی۔

نمونہ ہی سے ہر شے سمجھ میں آئی۔

تیری کس کرنی پے کیا اعتبار کرے اور کیا عنایت کرے!

خلاصت ایک وجود رکھتی ہے..... قوی الجسم وجود۔

جب کوئی کسی خصلت کو اپنالیتا ہے خصلت کا جلال و جمال اس پے چھا جاتا ہے اور

چھائے رہتا ہے

اور خصائیں سے فضائل پیدا ہوتے ہیں۔

نیکی اور صبر نبوت و ولایت کی دو بنیادی خصلتیں ہیں۔ ہر کسی سے ہر وقت ہر حال میں نیکی کراو نیکی کی مخالفت پے صبر کو اپنے اوپر لازم قرار دے۔ یقین جان کر اللہ نیکی اور صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

نیکی کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ نیکی کی مخالفت پے صبر نیکی کے اجر کو دو بالا کرتا ہے۔

نیکی کے ساتھ صبر نیکی کے اجر کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اللہ رب العالمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا خوب فرمایا: وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ

**هَجْرًا جَمِيلًا**

یعنی آپ کے خلقین جو کچھ بھی آپ کو کہیں آپ صبر کریں انہیں کچھ مت کہیں اور نہایت ہی احسن و جیل طریق سے ان سے علیحدگی اختیار کریں۔

**فَهُنَّ فِي مِيَارَبِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا**

یعنی ان بیچاروں کے قبضہ قدرت میں کوئی شے نہیں، مطلق نہیں، آپ کا رب ہی مشرق و مغرب کا رب ہے۔ اور آپ اپنے رب کو اپنا کار ساز ٹھہرایے۔

گزار ہوا سانس کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح ہوتا ہے پھر بھی لوٹ کر نہیں آتا۔ جو سانس گز رگیا پھر کب اس نے واپس آنا ہے؟ نیکی کر، ہر مقبول نیکی باقیات الصالحات میں سے ہے۔

نیکی کے میدان میں نیک بن کر اتر۔ نیکی کا مظاہرہ کرتا ہوا نیکی کے میدان میں کم ہو جا۔ کسی کی کوئی خصلت تیری کسی خصلت سے کبھی عمدہ نہ ہو یا تیری کوئی خصلت کسی کی خصلت سے کبھی کم نہ ہو۔ نیکی کے میدان میں تجھے کوئی چھاڑ نہ سکے۔ پھر یہ زندگی قابلِ روک ہے۔ نیکی کے میدان میں نیکی کا علم بلند کر۔ نیکی کے جھنڈے کو کبھی گرنے نہ دے۔ کسی کی کوئی برائی تجھے نیکی سے کبھی روک نہ سکے۔ جب تو نے برائی کا بدلہ نیکی سے دیا، جہاڑ زندگی میں کامیاب ہوا۔

احسان کے میدان میں احسان کر، ہر کسی سے کر، بلا تمیز اور بلا معاوضہ ہر کسی سے ہر معاملہ میں احسان کر۔ احسان کا کوئی بدلہ نہیں مگر احسان۔ جو تو کرتا ہے اللہ دیکھتا ہے۔ کسی اور کو دکھانے کی ضرورت ہی نہیں۔ جس کیلئے تو کرتا ہے وہ دیکھ رہا ہے اور وہ کافی ہے۔ احسان کر۔ اگرچہ احسان کا بدلہ احسان ہے پھر بھی بدلے سے بے نیاز ہو کر کر۔ بے نیک احسان اللہ کو پسند ہے اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”خلقونَ اللہُ كَاتِبُهُ“  
پھر فرمایا ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کے کتبے کے ساتھ احسان کرئے“  
خلقونَ سے مراد ہر قسم کی خلوق ہے۔ جن ہو یا انسان، درند ہوں یا خرزند، چند ہوں یا پرند، مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا بد، خلوق میں سے ہے۔

فلاح کا انعام شایعی و گدائی پہ نہیں، خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت پر  
موقوف۔

مخلوق اللہ کا کنبے ہے  
اللہ کے کنبے کی خدمت کر  
احسان کر  
اکرام کر

اور یہی بہترین شعار ہے۔

جب کوئی کسی کے کنبے کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی احسان کرتا ہے، کنبے کا مالک  
اگرچہ کوئی ہوضرو خوش ہوتا ہے۔ اپنے محض کا شکر یہ بھی ادا کرتا ہے۔ کیا اللہ اپنے کنبے کی  
بیار و نادار مخلوق پر احسان کرنے والوں پر خوش نہ ہوگا؟ بے شک اللہ سب قدر دانوں سے  
بڑھ کر قدر دان ہے۔

اللہ اپنی ہر مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ جو بنده اللہ کی مخلوق کی  
خدمت کرتا ہے اور محض اپنے رب کی مخلوق سمجھ کر خدمت کرتا ہے، کوئی اور غرض و غایت نہیں  
رکھتا، اللہ کو پسند ہوتا ہے۔

فقر کے تمام مراتب خدمت ہی کے معیار پر مرتب ہوتے ہیں۔ ہر تیکی ایک  
علمت ہے۔ خدمت کی عظمت سب سے بالاتر ہے۔ قرون اولیٰ کے صوفی کا سرکاری نام  
اہل خدمت ہوتا تھا اور خدمت ہی کی بدولت آج اس کا نام زندہ ہے۔ اس کے پاس کچھ  
بھی نہ ہوتا مگر خدمت۔ اور ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن خدمت نہیں۔ وہ مخلوق کا خادم تھا  
ہم مخدوم۔

بندہ جب اللہ کیلئے اللہ کی مخلوق کی خدمت میں مصروف ہوتا ہے اللہ خوش ہوتا ہے۔  
 نہ پڑھ کر خوش ہوانہ لکھ کر۔ جب بھی خوش ہوا کسی کرنی ہی کی بدولت ہوا۔  
 بھوکے کو کھلا کر خوش ہوا اور ننگے کو پہنا کر۔  
 کسی مسکین کو دے کر خوش ہوا اور بیمار والا چاروندار کی خدمت کر کے۔  
 خلق کی حاجت براري خالق کو پسند ہے۔  
 دل کبھی خوش نہیں ہوتا اور اتنا اور ایسا تو کبھی بھی نہیں ہوتا جیسا کسی بھوکے کو  
 کھانا کھلانے سے۔

☆ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَاتِيَ يَوْمُ لَا يَبْعَثُ فِيهِ  
 وَلَا خُلَةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ط (ابقرہ ۲۵۲)

مسلمانو! جو (مال) ہم نے تم کو دیا اس میں سے اس سے پہلے خرچ کرو کہ وہ دن  
 آموجود ہو جس میں نہیں ہو گی اور نہ دوستی اور نہ شفاعت۔

☆ وَإِنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَاتِيَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ  
 لَوْلَا أَخْرَجْتَنِي إِلَى أَجْلِ قَرِيبٍ فَأَصْدِقَ وَأَكْنُ مِنَ الصَّلِحِينَ ۝  
 (النافقوں ۱۰)

اور جو ہم نے تم کو دیا اس میں سے اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کے  
 پاس موت آموجود ہو پھر وہ کہے کہاے میرے پروردگار! مجھے اور تھوڑی مت تک مہلت  
 کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک بختوں میں ہوتا۔

☆ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ط قُلِ الْعَفْوَط (ابقرہ ۲۱۹)  
 جو لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ (خیرات میں) کتنا خرچ کریں، آپ  
 فرمادیجھے کہ جتنا (ضرورت سے) زائد ہو۔

☆ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُفْقِدُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ط

(آل عمران ۹۲)

تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچو گے جب تک اس چیز سے خرچ نہ کرو جس سے محبت رکھتے

ہو۔

☆ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوفَ إِلَيْكُمْ وَآتَئُمْ لَا تُظْلَمُونَ

(انفال ۲۰)

اور جو شے تم اللہ کی راہ میں خرچ کر گے اس کا ثواب تمہیں پورا دیا جائے گا اور تم

پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

☆ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَبَعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنَا وَلَا

آذى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (البقرہ ۲۲۶)

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر اس کے خرچ کرنے کے

پیچھے نہ احسان جاتے ہیں، اور نہ ایذا دیتے ہیں ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں ان

کا ثواب موجود ہے اور نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے۔

☆ إِنَّ الْمُصَدِّقِينَ وَالْمُصَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَعِّفُ

لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝ (الحدید ۱۸)

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو

قرض حنہ دیا ان کو دو گناہ دیا جائے گا اور ان کے لئے عزت کا اجر ہے۔

☆ إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضِعِّفُهُ لَكُمْ وَيَعْفُرُ لَكُمْ ط (تغابن ۷۶)

اگر تم اللہ کو قرض حنہ دو گے تو اس کو تمہارے لئے دو گناہ دے گا اور تم کو بخش دے گا۔

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل صدقہ یہ ہے کہ تو بھوکے آدمی کا پیٹ بھردے۔ (تینیق)

☆ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مُسْكِنًا وَيَتَسْمَا وَأَسِيرًا (الدحر ۸)

اور وہ لوگ (محض) اللہ کی محبت میں غریب کو، تیکم کو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

رمضان المبارک کے بعد بھی قیدی بھائیوں کیلئے ماکولات و مشروبات کا سلسلہ بدستور جاری رہے گا ماشاء اللہ۔ میرے نزدیک اس سے بہتر اور کوئی دعوت نہیں۔ جی بھر کر کھلاؤ، پلااؤ اگرچہ سونے کے بھاؤ بکتا ہو۔

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا کی مانند ہے (یعنی اس کا ثواب جہاد اور حج کے برابر ہے) راوی کیا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شب بیدار شخص کی مانند ہے جو رات کو سنتی نہیں کرتا اور اس روزہ رکھنے والے کی مانند ہے جو ہمیشہ روزے سے رہتا ہے (یعنی صائم الدہر شخص کی مانند)

(بخاری، مسلم، مکملۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ شمارہ ۷۰۷)

خلق اللہ کا لنبہ ہے اور کنبہ میں ہر خلق شامل ہے۔ مومن بھی کافر بھی، نیک بھی اور بد بھی۔ وجود و جہد اللہ کی خلق کو نفع پہنچانے کی نیت سے کی جاتی ہے رنگ لاتی ہے۔ علم و حکمت کے خزانوں سے جسے بھی عطا ہوا خلق کی خدمت کے لئے اور خدمت ہتی کی بدولت عنایت ہوا۔

حق بات یہ ہے کہ جب وہ رنگ و سل اور مذہب و ملت کے تمام امتیازات سے بالآخر ہو کر اللہ کی مخلوق کی بے لوث خدمت میں مصروف ہوئے اور ایک مدت تک مصروف رہے تب ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوئی۔ تم مخلوق سے جتنے دور ہوتے گئے وہ قریب ہوتے گئے۔ یہاں مخلوق کی نجاست تیرے لئے کراہت نبی اور ان کے لئے راحت۔ اللہ نے ان پر حکمت کے باب کھول دیے اور انہیں علم طب کی پیشوائی عطا کی۔

اے میرے مسلمان! اے میری جان! یہ حکمت تجھے عطا ہونی تھی، تیری لاپرواںی کی بدولت انہیں دی گئی۔ تم پیاض مسیحائی میں کھوئے رہے اور وہ اسرار مسیحائی کے جو یار ہے۔ کاش تجھے اس کا احساس ہوتا!

اللہ کی یہاں مخلوق کی بے لوث خدمت کرتا کہ اللہ تجھے تیری کھوئی ہوئی میراث دوبارہ لوٹائے۔ آمین۔

اگر اپنی کوئی روایت یاد نہیں تو گورے کی یاد کر۔ ڈاکٹر باش نے شاہ جہاں کی شہزادی کا علاج کر کے اپنی قوم کو ہند کی حکومت دلوادی۔

کوئی ایک بات تو باقی رکھتا! ایک نہیں، ساری کی ساری گم کر دیں۔ اور یہ تیری بے بصری کی حد ہے۔

بے لوث خدمت کا جذبہ ہماری ملی میراث تھی۔ ہم نے ہی آدمیت کو یہ شعور بخدا اور ہم ہی سے دنیا نے نقل کی۔ ہم دیکھتے رہے، نقال بازی لے گیا۔

حکمت مومن کی میراث تھی، تیری میراث تھی، آج کیوں تیرے پاس نہیں؟ تو نے کیوں اسے اپنے ہاتھ سے جانے دیا؟ بتلاتونے اپنی اس کھوئی میراث کو حاصل کرنے

کے لئے کیا جدوجہد کی؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر تو اپنی جگہ قائم رہتا تیری جگہ کی دوسرے کو کیسے دی جاتی؟ حکمت کا جواب ان پر کھلا، تجھ پر کھلتا۔

اے اوس نے والے! وہ عنایتِ رباني کسی فرد کا نہیں، ذوق و شوق کا استقبال کرتی ہے۔ اور تخلوق کی خدمت کا شوق مسعود بھی ہے محمود بھی۔ مقبول بھی ہے محبوب بھی۔ احسن بھی ہے محسن بھی۔ اور اے جانِ من! انسانیت کو نفع پہنچانے والی جملہ ایجادات و کشوفات عطاے الہی اور عنایتِ رباني کی مرہون منت ہیں۔

جو کوئی جب کبھی اور جہاں کہیں افادہ عام میں مصروف ہوا، معروف ہوا۔ کامیاب ہوا، کامِ ران بھی، ماشاء اللہ۔ اگرچہ غیر مسلم ہو۔ بلا تخصیص خدمت پر، بلا تخصیص عنایت ہوتی ہے۔

عنایتِ رباني نافعِ الناس امور کی جدوجہد کو کامیاب فرمانے میں ایمان و فکر کی تمیز روا رکھتی تو معنوی اعتبار سے غلط ہو جاتی۔ اور اگر ایسے ہوتا تو کون و مکان کے خالق و مالک رب العالمین کیسے کھلاتے۔ بعینہ اگر رزق کی تقیم ذات و صفات پر موقوف ہوتی تو بادشاہوں کے بادشاہ رب العالمین خیر الرازقین کیونکر کھلاتے؟

حکمت بہترین رزق ہے جو بندوں کو عنایت ہوتا ہے۔

انعام و اکرام سے بے نیاز ہو کر کام میں محورہ۔ کام بذات خود ایک انعام ہے۔

کارگیر اپنے کام میں محورہ کام کے سوا کسی اور فکر میں کبھی متکفر نہیں ہوتے۔

اہل فن کبھی متکفر نہیں ہوتے۔ کوئی حادثہ کسی اہل فن کو کبھی متکفر نہیں کر سکتا۔

فن کا رکا استغراق ہر فکر پر حاوی ہوتا ہے۔

جب تک کوئی فنا کار کلیتاً اپنے فن کی دھن میں ہمہ تن محو و مستقر نہیں ہوتا، با مراد  
نہیں ہوتا۔

یہ تمام ایجادات، روحانی ہوں یا مادی، فکر ہی کی بدولت اور فکر ہی کا حاصل ہیں۔

امت کو فکر کا حکم دیا، بحث سے منع کیا۔

اگر یہ قوم فکر کرتی تو حکمت میں اقوام عالم کی سردار ہوتی۔

جس فکر کی اللہ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں تاکید فرمائی ہے، مقبول۔ اور یہ فکر  
جس میں کہ تو بتلا ہے فضول ہے۔ وہ فکر بلوغ المرام اور یہ فکر..... الامان الامان!

اللہ رب العالمین نے بندوں کو فکر کی تاکید کی۔ بار بار فرمایا "تم فکر کیوں نہیں  
کرتے؟" بے شک ہم فکر نہیں کرتے۔ ہماری تقلید کو رانہ ہے۔ اگر اس میں فکر ہوتا، اس کی  
عظت مکشف ہوتی۔ پھر اس میں ذوق ہوتا، شوق ہوتا، توفیق ہوتی اور استقامت ہوتی  
ماشاء اللہ۔

ایک ایجاداً یک پوری زندگی کی شاہکار ہوتی ہے۔ موجود اپنی ہرشے ایجاد پر چحاور  
کر دیتا ہے۔ موجود اپنی ایجاد میں اس قدر محو و منہک ہوتا ہے کہ اسے اپنی ایجاد کے سواد نیا  
و ما فیہا کی کسی بھی چیز سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ شب روز اپنی ہی دھن میں محو عمل رہتا ہے۔  
کسی اور طرف اپنی توجہ کو مطلق بٹھنے نہیں دیتا۔ ایک مدت کے بعد اللہ رب العالمین کی رحمت  
نازل ہوتی ہے۔ اور ایجاد درجہ قبولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے۔ اور نافع الخلق ہو کر  
نگارخانہ و ہر میں ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

موجود اپنا دور ختم کر کے چلا جاتا ہے اور اپنی ایجاد چھوڑ جاتا ہے۔ اس سے بہتر  
انسانیت کی اور کیا خدمت ہو سکتی ہے؟

فرنگی کے فکر کا حاصل عجائب ایجادات اور تیری فکر کا حاصل بحث، نفاق اور غم۔

فرنگی نے خیال سے حاصل کیا اور تجھے قرآن سے بھی حاصل نہ ہوا۔

فرنگی کے فکر کے فیض سے دنیا فیض یاب اور تیری فکر نے ملت کے شیرازے  
بکھیر دیئے۔

معاشرے کی اصلاح محض باتوں ہی سے نہیں، عملی نمونہ سے ہوا کرتی ہے۔ یہ  
دور گفتار کا نہیں، کروار کا ہے۔ کسی کروار کا نمونہ پیش کر۔

تاریخ کی تمام داستانیں کروار ہی کی داستانیں ہیں۔  
گفتار کی کوئی داستان کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔

تو صاحب کروار بن نہ کہ صاحب گفتار۔

کروار کے سامنے گفتار کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

علم گفتار اور عمل کروار ہے۔

گفتار جب کروار کا زرہ بکتر پہن کر میدان میں آتی ہے، توارمات کر دیتی ہے۔  
مکرار انکار پے اور کروار گفتار پے غالب ہے۔

عملی قوت تقریروں اور تحریروں کی مرہون منت نہیں ہوتی۔

علم پے عمل کا اصطلاحی نام..... حال

حال کا کوئی منکر نہیں

علم قال ہے عمل حال

چہاں قال ہوتا ہے حال نہیں ہوتا اور

چہاں حال ہوتا ہے قال نہیں ہوتا

قال قال میں اور حال حال میں مصروف رہتا ہے  
 میرے بیٹے! قال کے ساتھ حال کا ہونا لازم طریقہ ہے۔  
 تو نے قال دیکھا ہے حال نہیں دیکھا۔  
 نماشندہ دیکھا ہے نمونہ نہیں دیکھا۔  
 جو قال حال کے تحت ہو، تیر کی طرح ہے۔ کبھی خالی نہیں لوٹتا۔  
 قال کا نہیں، حال کا نمونہ پیش کر  
 اپنے قول کا کر  
 عنایت..... قول کی منتظر  
 کسی کے کسی قول پر مت اترا۔ تیر اپنا قول ہی تیرے لئے نافع ہے۔  
 قول قال کی اور  
 عمل علم کی زینت ہوتے ہیں۔ جب تک قائم رہتے ہیں، جگہاتے رہتے ہیں۔  
 اگر میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے تابع ہوں، ملائکہ اور ارواح  
 فضائے بسیط میں بکھیرتے رہتے ہیں۔ یہی قول عمل کی زندگی ہوتی ہے۔  
 کر کے دیکھ، قول عمل پر استقامت دل میں دعوم مچادیتی ہے۔  
 قول عمل کے ہمراہ ملائکہ موجود رہتے ہیں، دعا کرتے ہیں: اللہ کرے اس  
 بندے کا قول عمل ہمیشہ قائم رہے کبھی باطل نہ ہو۔  
 قالی کا ہاتھ خالی۔  
 جس کام کے لئے اور جن کاموں کے لئے اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے، کرتا نہیں۔  
 اللہ نے تجھے اپنے ذکر کے لئے اور ذکر کو بلند کرنے کے لئے پیدا کیا، پھر کرتے کیوں نہیں؟

یہ باتیں جو تم کہتے ہو اور کرتے ہو، بے شک اللہ کو ناپسند ہیں۔ مت کیا کرو، باز رہا کرو۔

اللہ کے پسندیدہ کام اللہ کے ہوتے ہیں، ضرور کیا کرو۔

ابتدائے آفرینش سے لے کر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک چند باتوں سے منع کیا گیا۔ وہی چند باتیں ہر کوئی ہر روز کرتا ہے مثلاً جھوٹ..... غیبت..... چغلی اور حسد۔

کیا بھی تک ان کے ختم کرنے کا وقت نہیں آیا؟

جو چیزیں قطعی حرام ہیں، دور حاضر کے حرم کا مقبول ترین مشغله اللہ اللہ!

ہم جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد ہی کے مارے ہوئے ہیں۔

اگر ان مذموم ترین افعال سے باز رہتے تو کیا خوب ہوتا۔ بے شمار علم و حکمت کے حامل ہوتے۔

جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد

چاہیے تو یہ تھا کہ ایمان کی قوت کی برکت سے یہ چاروں وبا نیں گھنٹے گھنٹے گھٹ جاتیں، مئیتے مئیتے مت جاتیں، نام و نشان تک باقی نہ رہتا مگر بر عکس گھٹنا تو درکنار بڑھ رہی ہیں اور حیرت انگیز تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی بھی مقام ان کی دسترس سے حفظ نہیں۔

غالب کی غیبت اللہ کو ناپسند۔

غیبت تبلیغ کی صدھ ہے، بندنہ کی گئی تو کیا کیا!

تیرا دم ترقی پذیر نہ ہوا تو کیوں .....؟ باتیں اس کو کھا گئیں - بند کیوں نہیں

کرتے؟

اگر کوئی کلینٹ غیبت بند کر دے تو جانوروں تک کی بولی سمجھنے لگے۔

منڈی سے جب تاقص مال دساور جانا شروع ہو جاتا ہے، ناکام ہو جاتی ہے،

ورنہ جب تک مال کا معیار نہیں گرتا منڈی کا وقار بھی نہیں گرتا۔

تو ٹکوہ کرتا ہے..... کوئی سودا لینے والا نہیں

ارے! سودا تو دیکھ، تیرا سودا خالص نہیں

اس میں غیبت، چغلی، جھوٹ، حدادور کس کس شے کی ملاوٹ نہیں؟ سودا خالص

ہو کیوں نہ بکے اور کیسے نہ بکے؟ گاہوں کے ٹھٹھ لگ جائیں۔

سودا ہے..... عمدہ نہیں..... معیاری نہیں

معیاری سودا..... اپنی تشبیر آپ ہوتا ہے، کسی تشبیر کا محتاج نہیں ہوتا۔ اور نہیں تو

صرف اپنے سودے کو غیبت اور چغلی سے پاک رکھ۔ قرآن کریم نے فرمادیا۔ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا۔ بتا پھر کس حکم کا انتظار ہے۔ دریمت کر، وعدہ کر

اور بھی کر کر کاب کبھی غیبت اور چغلی نہ کروں گا، اگر پھر بھی تیرا سودا نہ بکے جو چاہے کہنا اور

یہ اس مضمون پر ختم الکلام ہے۔

غیبت اور چغلی ذکر اور تبلیغ دونوں کو کھا جاتی ہے۔ نہ ذکر نافع نہ تبلیغ..... اور ہم

سب کے سب غیبت بھی کرتے ہیں اور چغلی بھی۔ بتا! اس سے کیا حاصل مگر فتنہ ہی فتنہ۔

غیبت ختم کر، چغلی بھی، کامیاب ماشاء اللہ۔

اگر کوئی بالا بخت ہر قسم کی بزرگی و کرامات سے بالا ہو کر صرف غیبت

اور چغلی سے باز آجائے، تبلیغ کا مردہ جسم زندہ ہو کر حرکت میں آجائے۔

خصال کی تبلیغ کرتے ہجھتے نہیں، کسی خصلت کو اپنا کر تو دیکھ، خصال کی بستی نہ  
ہنادے تو کہنا۔ خصلت کبھی اکیلی نہیں رہتی، نہیں اکیلے رہنا اسے زیب دیتا ہے۔ شہر ہنار  
با کرتی ہے۔

حصلت وہ ہے جس کی قرآن کریم اور سنت مطہرہ تقدیق کرے۔

تیرے پاس نہ دین نہ دنیا، کسی مل بوتے پر اتراتے نہیں تھختے؟

حصلت نونے کی طلبگار ہے، کسی خصلت کا نمونہ پیش کر!

استقامت نبوت کی سب سے بڑی خصلت ہے، ہر کسی کو کیسے دی جاسکتی ہے؟

استقامت کے ساتھ حال اور حال کے ساتھ مقام ہوتا ہے۔ جس میدان میں استقامت اتر  
آتی ہے فتح ہو جاتی ہے۔

اے جان من! اے اوسونے والے نوجوان مسلم!

تجھے کون بتائے اور کیا بتائے اور کیسے سمجھائے کہ

الثرب العالمین کا سب سے بڑا حکم،

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی سنت اور

نبوت و رسالت کی سب سے بڑی خصلت استقامت ہے اور

استقامت یہ ہے کہ زندگی کے میدان میں جو قدم جہاں پر رکھ دیا پھر کسی بھی حال

میں پیچھے نہ ہٹے اگر چڑوئے ٹوٹے ہو جائے۔

خرقه و احرام ایک ہی سند کے دونام ہیں۔ ایک بار پہن کر پھر نہیں اتنا راجاتا۔

کبھی اتنا نہیں جاتا اگرچہ دوزخ میں ہو۔ زندگی کے میدان میں جدوجہد امکانی

اور ہار جیت غیر امکانی ہے یعنی ہار جیت انسانی بس میں نہیں اللہ کے بس میں ہے۔ مرد میدان میں ہار سکتے ہیں، میدان سے بھاگنا نہیں کرتے۔ مردوں کا میدان میں کٹ جانا مردوں کی اصل جیت ہے۔ مرد جس علم کو ایک بار بلند کر دیتے ہیں پھر جب تک جان میں جان باقی رہتی ہے اسے کبھی گرنے نہیں دیتے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان اس حقیقت کی شاہد ہے کہ ہر مرد نے ہر میدان میں اپنے خون سے استقامت کو سینچا۔

استقامت سلوک کی منزل کا حاصل

استقامت سلوک کی منزل کا عمود

استقامت فوق الکرامت

استقامت نفس کی خالفت

استقامت روح کی موافقت

استقامت باز اردنیا کی نایاب جنس

استقامت عزم الامرور کا مفہوم

استقامت رب العالمین کا فرمان

استقامت رحمة للعالمین ﷺ کا ارشاد

استقامت میدان کی پکار..... اور

استقامت ہی عمل کا واحد مطالبہ ہے۔ و ما علینا الا البلاغ

وہ بھی کیا دن تھے میکرے میں چہل پہل تھی۔ رونق تھی اور بہار۔ میں کی مہک

چاروں طرف زندگی کا پیغام بکھیرتی۔ رندوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے۔ تل دھرنے کی جگہ

نہ ملتی۔ جام پر جام لٹھائے جاتے۔ ساقی کی مستی اور رندوں کا ریگ قبل داد دید ہوتا۔ ان کے متانہ نعروں سے میدے کے درود یوار تو کب افضلے عالم گونج اختی۔ ان رندوں کی دنیا، کیا تاؤں، اے جان من! کیسی تھی؟

اپنی دھن میں مست، اپنی لگن میں مگن، نشے میں مخمور۔ نہ کسی سے مرعوب نہ کسی کی طرف راغب۔ کسی کو کسی خاطر میں نہ لاتے۔ دنیا کی کوئی چیزان کی نظروں میں کوئی وقعت نہ رکھتی۔ شجاعت کا مجسمہ، غیرت کے پیکر۔ ذرا سی بات پر بگڑ جاتے، مرنے مارنے پر بیل جاتے۔ جدھر جاتے ہل چل مجادیتے۔ جہاں اڑ جاتے، اڑ جاتے۔ کٹ جاتے مگر بہنے کا نام نہ لیتے۔

جب کسی کام کا ارادہ کر لیتے، کر کے رہتے۔

جب کرنے پر تل جاتے، بس کرہی دیتے۔ کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے۔ ایک اکیلا سینکڑوں پر بھاری ہوتا۔ کوئی ان کی نگاہوں کے جلال کی تاب نہ لاسکتا۔

میدان کی پکار سنتے ہی میدان میں کوڈ پڑتا۔ کوئی کام، کسی بھی قسم کا کوئی مسئلہ یا مصروفیت اسے کبھی روک نہ سکتی۔ کسی اسباب کا پابند نہ ہوتا۔ جس بھی حال میں ہوتا، حاضر ہو جاتا۔ کروہین مرداگی کے جو ہر کی داد دیتے۔ عشق کرتے۔ کسی کثرت کو کسی خاطر میں مطلق نہ لاتا۔ محبوب ملک اللہ علیہ السلام کے موئے مبارک کوسر کی ٹوپی کا حرز ہنا کر چنان سے گمرا جاتا۔ پاش پاش کر دیتا۔ اگر کسی مقام پر بے بس ہو کر نفرہ مارتا، خدا کی قسم، ساری خدائی کو میدان میں پاتا۔

جبات ایک بار کر دیتا، اس پر ثابت قدم رہتا۔ کبھی مخرف نہ ہوتا۔ اپنے قول کو ہمیشہ زندہ اور قائم رکھتا۔ اسی کو اصطلاح میں استقامت اور اسے ہی اے ہمنشیں! مرداگی کا جو ہر کرتے ہیں۔

اگر تیری دنیا میں تیرے ان رندوں کے کردار کے عزم کا علم بلند نہ ہوتا تو تیرے کسی بازار میں کوئی رفق نہ ہوتی۔ سنان ہوتے، ویران ہوتے۔ نہ گل ہوتے نہ ببل۔ میرے مولاۓ کریم روف الرحیم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی تو یہ تمنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نوجوان کردار کی مستقی میں مدھوش ہوں اور یہ مدھوش عارضی نہ ہو سرمدی ہو اور یہی مدھوش ملتِ مصطفویہ کی آبرو ہے۔ حیات کا ذوق اور موت کا خوف انسانی زندگی کے دو محور ہیں اور ہر کوئی انجی کے گرد گھوما کرتا ہے۔

ہستی جب کردار کی مستقی سے مست ہوئی است ہوئی اور ورست ہوئی۔ حیات و ممات کے ذوق و خوف سے مستغفی و بے نیاز ہوئی اور یہ انسانی زندگی کا بلند ترین مقام ہے۔ ماشاء اللہ! اے ہم نہیں، اے میری جان! تجھے کون سمجھائے، کیا سمجھائے اور کیسے سمجھائے، تیرے کردار کی مستقی ملت کی امتیازی شان اور یہی مستقی ملتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔

کردار کی مستقی میں عزم بالجزم کا پہلا نمبر ہے۔ جس کردار میں عزم جلوہ گرنہیں ہوتا کسی منزل پر نہیں پہنچتا، کوئی رنگ نہیں لاتا اور نہ ہی کوئی گل کھلاتا ہے۔

مرد جب کسی بھی کام کا عزم کر لیتے ہیں کمر کس لیتے ہیں اور جب تک وہ کام پورا نہ کر لیں کبھی کرنہیں کھولتے۔ حضرت سیدنا آدم کی اولاد کی ساری داستان عزم بالجزم ہی کی داستان ہے۔

مردوں کے عزم اور اللہ کے ٹکن میں کوئی دوری نہیں، بالکل نہیں۔ عزم اور ٹکن

میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عزم اور گھن دنوں میں اللہ کا امر جلوہ گر ہوتا ہے۔ ازل تا ابد بندے کے عزم کا اللہ کے گھن نے استقبال کیا۔ ہر عزم کا استقبال کیا۔ گرم جوشی سے کیا۔ اور کسی بھی میدان میں عزم کے علم کو کبھی گرنے نہیں دیا۔ عزم کی تحسین کی، داد دی اور پایہ بھیل کو پہنچایا۔

مومن کا عزم کن فیکون کے مقام پر قائم ہوتا ہے۔  
مومن کا عزم اگر کن فیکون کے مترادف نہیں، کامل نہیں۔  
آبدار تو ہے تابدار نہیں۔ ڈم دار تو ہے خم دار نہیں۔  
تیرے عزم کی لغت کسی بھی لغت سے کمتر نہ ہو۔  
بہترین ہو، جامع ترین ہو، اعلیٰ ترین ہو۔

اعلیٰ سے اعلیٰ بھی اس کے پایہ کونہ پہنچ سکے اور عزم کی دنیا میں ایک قابلِ ریک  
ثمنوں ہو ماشاء اللہ۔

تیرا عزم توک دار ہو اور خم دار۔

عزم کا تذکرہ اللہ کو بے حد پسند۔ ہر تذکرہ سے قید المثال۔ تذکروں کی دنیا میں سرفہrst۔ اور ہر تذکرے کو مات کر دیتا ہے۔

عزم جب حق و باطل کے میدان میں مظہر العجائب کا نمونہ بن کر اپنے کرتب کا مظاہرہ کرنے لگتا ہے، کائنات کو تحریر کر دیتا ہے۔ خالقین تک داد دینے لگتے ہیں اور کروپیاں انگشت بدندال۔

عزم اللہ کا وہ امر ہے جو کبھی نہیں ملتا۔ اللہ نے عزم کو کبھی ہرنے نہ دیا۔ عزم کی زندگی فوق الوری۔ عزم قوی العزیز۔ حصہ کے نمونے کا دلدادہ۔ بندہ نہیں، اللہ عزم کی

تلش میں رہتا ہے۔ عزم کا کوئی نمونہ پیش کرنے سعادت حاصل کر۔ بندہ عزم کو اپنا کر ہی  
بندہ کھلایا۔

عزم کا تذکرہ اللہ کا تذکرہ ہے اور اللہ سے کبھی محدود ہونے نہیں دیتا۔  
حیات جاوداں سے مشرف فرمائے زندوں کی طرح زندگی سے سرفراز فرمایا کرتا ہے۔ ہزارہا  
سال گزر چکے، گزریں، عزم کا تذکرہ من و عن جوں کا توں۔

عزم بالجہنم اللہ کا وہ کلام ہوتا ہے جو کبھی نہیں مرتا، کبھی نہیں ملتا۔ ازل تا ابد پوری  
آب و تاب سے زندہ رہتا ہے۔ اور یہ ازل ہی کے فیصلے ہوتے ہیں جو کبھی نہیں بدلتے۔  
داستان بن کر ہر آنے والی نسل کے لئے رہنمائی کے وارث بھی ہوتے ہیں اور رہنمای بھی۔

### مومن کا عزم کن فیکون

عزم کی ضرب آلات حرب پہ حاوی

حصہ اخلاق کا جو ہر

حصہ ہر کثرت پہ غالب اور

حصہ ہی کی بنا پا انسان کو انسان پر فوقیت ہوتی ہے۔

تاریخ آدم اور تاریخ اسلام کی تمام ناقابل فراموش داستانیں استقامت ہی کی  
داستانیں ہیں اور استقامت نبوت کی اعلیٰ ترین حصہ ہے۔ جو داستان خصائص نبوت سے  
سیراب نہیں، وہ بھی کوئی داستان ہے اداستانوں کی دنیا میں کوئی مقام نہیں رکھتی۔ دیوپری  
کی داستان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ لذت سے بھر پوچھ بے نور۔

استقامت چیست؟

کسی امر پر چنان کی طرح ڈٹ جانا

بادخالف کے کسی جھوٹ کو خاطر میں نہ لانا  
 کچھ بچھے نہ بچے، کچھ رہے نہ رہے، ہر شے لٹ جائے  
 مگر قدم پیچھے نہ ہے۔ اور یہ عزم الامور میں سے ہے، بچوں کا کھیل نہیں۔  
 بڑے بڑے نای گرامی شہزادور..... اس اکھاڑے میں اترے مگر عزم واستقامت  
 کے معیار پر پورے نہ اترے۔ اس راہ کی پریمیج دادیوں میں گھبرا کر یوں بھاگ نکلے کہ آج  
 تک نام و نشان نہ ملا۔

اے جان من! تو کیا جانے عزم کیا ہے۔

عزم مرداگی کا جو ہر، میدان کی آبر و اور مردان حق کا غیر فانی نشان ہے۔  
 تاریخ شاہد ہے تقدیر نے عزم کی موافقت کی۔ ہر عزم کی موافقت کی۔  
 مومن نے قدر کی اور قدر نے عزم کی موافقت کی۔ عزم کا مقام نہ فہم وادر اک  
 میں آ سکتا ہے نہ سا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی عزم کے اس مقام کو جھٹا سکتا ہے۔ تقدیر نے  
 جب دیکھا وہ ملنے کا نہیں، خود ہی بدلتی۔

عزم اپنے مقام پر ہمیشہ ڈنارہا۔ بال بھر جنہیں نہ کھائی۔ یہاں تک کہ تقدیر نے  
 عزم کے استقلال کو خراج تحسین پیش کیا۔ جب بھی دیکھا کہ وہ بد لئے کا نہیں اور کوئی بھی  
 اسے بدل نہیں سکتا، عزم بال بھرم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائی اور خود بدل گئی۔  
 یہ تھی تیرے آبا کی داستان جس کی بدولت وہ دنیا میں کرم اور قیامت تک کیلے  
 زندہ ہیں۔

عزم جب بھی لکلا  
 اللہ ہی کی حمایت میں لکلا

تن تھا لکلا

بے سرو سامان لکلا

حسبنا اللہ کو مان کر لکلا

نعم الوکیل کو جان کر لکلا

اور اللہ نے بھی عزم کی حمایت کی، پوری حمایت کی، حمایت کی حد کردی، ماشاء اللہ!  
خودی جب بے خود ہو کر ساحل سے بحر میں کو دتی ہے تلاطم برپا کر دیتی ہے۔ پھر  
کسی بھی شے کو بچا کر نہیں رکھتی۔ اپنی جان کو بھی نہیں۔ زندگی کو داؤ پر لگادیتی ہے۔

کشتنی کی تدبیر ایک حیله ہے، عزم ہر شے کو بالائے طاق رکھ کر تو کلت علی اللہ  
بیڑے ٹھیل دیتا ہے اور تقدیر نے کبھی اسے نہیں ڈبویا، ہر حال میں عزم کی لاج رکھی۔

عزم اللہ کی قوت ہے اللہ کی قوت کے سامنے ہر قوت بیچ ہے۔

عزم اللہ کی عزت ہے اور اللہ سے کسی بھی حال میں گرنے نہیں دیتا۔

عزم اللہ کی قدرت ہے تقدیر بن کر عازم پر چھا جاتا ہے۔

### عزم

چودہ صدیاں گزریں۔ ایک نوجوان نے دریائے یموک کے کنارے پیشافی پر

تاریخ ساز شکن ڈالتے ہوئے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ!

”سمندر میری تکوار کے آگے بے حقیقت حباب، پھاڑ بے کس شنکے کی مانند، دریا

ایک کھائی کی طرح اور میری تکوار کے سامنے کوئی نہ ظہر سکے گا“

ہاتھ غبی نے تائید کی کہ ”تونے بیچ کہا“

## عمل

اور پھر

یرموک کے اس پار  
بہادر بادلوں کی طرح گرجے  
تلواریں بھلی کی طرح چکیں  
تیر بارش کی طرح بر سے

اور

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قیصر روم کی قوت کو خاک میں ملا دیا۔ ماشاء اللہ!

**حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ**

اے اللہ کی تکوار!

یرموک کے دریا کی لمبیں تیری جرأت کو سلام کہتی ہیں، اللہ اللہ، ماشاء اللہ!  
ایک دن میں فوتکواریں ٹوٹ کر کفر پہ گریں اور ہاتھ نے کہا: مر جا!  
تو توحید کے نئے میں مدھوش تھا، کسی کثرت کو کبھی خاطر میں نہ لاتا۔ تن تھا کفر پہ  
گر جتا اور کشتیوں کے پشتے لگا دیتا۔ موئے مبارک ہی تیر احرز جا ہوتا۔ جب ہر منصب  
سے بے نیاز ہو کر میدان میں گر جتا، اللہ اللہ، میدان کا نپ اٹھتا۔  
ملت کی آبرو کی وفا تیرے عزم کو سلام کہتی ہے۔  
یہ تھے داستانِ ملت کے زریں اور اق..... نہ کہ یہ

## تاریخ عالم

سیف اللہ کا سماج اپنے سالا را اور مبلغ

پھر سے پیدا نہ کر سکی

ایک سو چینیں لڑیں

کسی میں بھی حکمت نہ کھائی

ٹکوار کے ایک ہزار زخم کھائے

موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائے

دنیا کے دو بڑے براعظموں میں اسلامی پر چم لہرائے۔ ماشاء اللہ

اسلامی نظم و ضبط:

تیری رضا کے صدقے

تیری اوفا کے قربان

خلیف وقت سے معزولی کا پروانہ ملتا ہے

دنیا کا عظیم ترین سپہ سالار

تلیم و رضا کا پیکر بن کر

گردن جھکائے، ادب و نیاز سے ٹوپی اتار دیتا ہے اور معمولی سپاہی کی حیثیت

سے داڑھجاعت دیتا ہے۔ جاہ و حشمت اور منصب و مراتب کی مطلق پرواہ نہیں۔

میں تیری شجاعت بھری اداوں کو نیاز مندا نہ ہدیہ تیریک پیش کرتا ہوں۔

(ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عقی عذر)

عزم و استقامت حیات الدنیا کے دو گوہر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جب بھی کسی سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں اسے عزم عطا فرمایا کہ استقامت بخشنے ہیں۔ ورنہ کوئی بندہ اپنے آپ نہ کسی عزم پر قدرت رکھتا ہے نہ ہی استقامت پر۔

عزم و استقامت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جتنا بلند عزم اتنی ہی قوی استقامت۔

عزم کے ساتھ اگر استقامت نہ ہو تو کسی بھی میدان میں کبھی جیت نہیں سکتا۔

عزم قلبوت، استقامت روح روائی۔

نظام قدرت عزم و استقامت ہی سے روای دواں۔ بیکی تاریخ اور بیکی آدمیت و انسانیت و شریعت کی جدوجہد کی داستان ہے جو قیامت تک کے لئے زندہ جاوید ہے، کسی بھی زمانے میں کبھی نہیں ملتی! ماشاء اللہ!

عزم و استقامت کی بے مثال جو کربلا کے میدان میں پیش ہوئی، دنیا کی کسی بھی تاریخ میں نہیں ملتی! ماشاء اللہ!

دریائے فرات کے کنارے عزم کے دونوں بازوں کٹ گئے، استقامت پانی کی مسک کو منہ میں پکڑے جا رہی ہے اللہ اللہ! ادھر تھی ریت پر عزم کا سترن سے جدا ہے اور تن زخمیوں سے پُور روز میں پڑپ رہا ہے، سر نیزے کی انی پہ بلند ہے..... استقامت قرآن کریم کی تلاوت کر رہی ہے۔

یہ حد ہے جسے کسی ماں کے لال نے کبھی مات نہ کیا اور نہ رہتی دنیا تک کبھی مات کر سکے گا۔

خصال نبوت کی ہر خصلت جہاں کہیں بھی ہو، اللہ اللہ، ماشاء اللہ، دعوم مجادیتی

۔۔۔

خصال نبوت کے ظل میں کن کنان کاظہور ہوتا ہے۔ اور کن کنان کے کہتے ہیں؟  
کمالات نبوت ..... گوناگون

کمالات نبوت کے خصال جب میدان میں آتے ہیں، بڑے جوبن سے اترا  
کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے جنات و شیاطین متحد ہو کر باطل کرنے کے لئے جری لشکر سمیت  
صف آ را ہوتے ہیں۔ عزم بالحزم ان سب کو ہرا کر بازی لے جاتا ہے۔  
کمالات نبوت کی کوئی بھی خصلت جب میدان میں آتی ہے، حادی و مهدی  
ساتھ ہوتے ہیں اور استقبال ہوتا ہے۔

خلاصت کے نزول پر حمایت و مخالفت کے لئے ملائکہ و شیاطین حاضر و موجود ہتے  
ہیں۔ یہی حق و باطل کی جنگ ہوتی ہے۔ جب تک ایک دوسرے کو ہر انہیں لیتے، جاری  
رہتی ہے۔ ملائکہ حمایت کرتے ہیں، شیاطین مخالفت۔

دنیا میں دنیا میلہ دیکھنے جاتی ہے۔ عزم واستقامت کا میدان آسمان والوں کے  
دیکھنے کا میلہ ہے، کروہیں کے دیکھنے کا میلہ۔

آسمان والوں نے کیا کچھ نہیں دیکھا؟

خلیل اللہ علیہ السلام کو آتش نمرود میں پھیکتے دیکھا

ذبح اللہ علیہ السلام کے حلقوم پر باب کو چھری چلاتے دیکھا

زکریا علیہ السلام کو آرے سے چرتے دیکھا

ایوب علیہ السلام کو آلام میں جتلاد دیکھا

یونس علیہ السلام کو شکم مانی میں محبوس دیکھا  
 یوسف علیہ السلام کو بازار مصر میں نیلام ہوتے دیکھا۔  
 اور جو کچھ کر بلے کے میدان میں دیکھا وہ بھی کسی نے کسی میدان میں نہ دیکھا۔  
 شہزادہ کو نین بنی اسرائیل کا سر اقدس بالائے سنان دیکھا۔ تاریخ مات کر دی۔  
 اب بتلا کوئی کیا کچھ پیش کرتا جائے۔

شاہ شمس کی کحال ادھیرنا اور منصور کو سولی پہ کھنپتا عزم واستقلال ہی کے مناظر  
 کی داستانیں ہیں۔

عزم واستقامت کا تذکرہ بزم کو نین کی تاریخ کا زریں باب ہے اور اسی سے  
 بزم ہستی میں کیف ہے۔ کئی ایک باتوں کا ابھی کسی میدان میں مظاہرہ نہیں ہوا۔ اگر سب  
 باتیں ہو چکی ہوتیں، دنیا کے قیام کا کیا جواز رہتا۔ دنیا قائم ہی اس لئے ہے کہ عزم و  
 استقامت کی پیشانی ابھی کئی عنوانات کی محتاج ہے۔ بہت سی باتیں ابھی تک میدان عمل  
 میں پیش نہیں ہوئیں۔ تاریخ ان کی مدت سے اور شدت سے منتظر ہے۔ جب تک یہ دنیا قائم  
 ہے، کرواری کی داستانوں کا مظاہرہ جاری رہے گا حتیٰ کہ قیامت برپا ہو۔

عرشِ کریم کی نوری مخلوق کو خاکی مخلوق کے جو ہر کی نمائش کے لئے جب کوئی  
 اکھاڑا جلتا، اللہ اللہ، کروئیں کو دیگ کر دیتا۔ داد پر مجبور کر دیتا۔ ماسوا سے بے نیاز ہو کر  
 اللہ اکبر کانعروہ لگا کر جب میدان میں اتر تارن کانپ اٹھتا۔ نامور جنگجو اُنگشت بدندرا رہ  
 جاتے۔ میدان جب گرم ہو جاتا، تماشائیوں کے دل سینوں میں دہلنے لگتے۔ لرزہ طاری  
 ہو جاتا۔ پینت پینت ہو جاتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے ساتھ پا کر ارض و سما کی کسی بھی  
 طاقت کو بھی خاطر میں نہ لاتا۔ بے بس و بے کس سمجھتا۔

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَعَزِّ مِمَّا أَخَافُ وَأَخْلَدُ كَيْ حَرَزْ بَنْ كَرْبَلَاءَ سے  
لکرا جاتا، چنان کوہلا دیتا۔

اللَّهُ اللَّهُ، وَهُ تَقَىٰ زَنْدَگِی کے دن جو آج تک اسی آب و تاب سے  
مذکورہ یزاداں کا درختان باب بننے ہوئے ہیں۔ کسی بھی قوم کو ابھی تک نہیں بھولے اور تو؟  
آپس میں دست و گردیاں۔

الف کہتا ہے میں بڑا ہوں      ب کہتی ہے میں

رج کہتا ہے میرا کوئی ہمسر نہیں      د کہتا ہے میرا

تیرے ان دعوؤں سے گیدڑ تو شرمائے، پر تو نے اپنا حال جوں کا توں ہی رکھا۔ کیا  
ابھی تک تیرے بدلنے کا وقت نہیں آیا؟

تیری زندگی اے اونوجوان مسلم! انہوں کو ہر تھی، کھٹے میں روں دی  
لعل جیسی تھی، تماشہ بن گئی

غمونہ بن کر آئی تھی، جنتہ مشت بنا دی

کیسے کیسے منے اس لڑی میں پروئے گئے!

اوے گھیارے! تیرے پاس تیرے ابوکی کوئی بھی نشانی نہیں، سب کی سب کم کر دیں!  
تھس سے بڑھ کر بھی کوئی خیارہ ہو گا؟ اور تیرے ابو حسین بھی میدان میں اتر، جنڈے گاڑ دیئے۔

تیرے وہ پڑا اسرار بندے جو تیری دنیا میں مسافروں کی طرح رہتے، مردؤں کی  
طرح جیتے اور مردؤں کی طرح مرتے، جن کی نظروں میں تیری دنیا کی کوئی بھی شے اور کوئی  
بھی منصب مطلق نہ چلتا آج کہیں نظر نہیں آتے۔ نہ معلوم کدھر چھپ گئے۔ ان کے بغیر  
بزم کو نہیں میں کوئی رونق نہیں۔

ان کا عزم بالجزم ہوتا۔ کبھی نہ بدلتا اگرچہ دنیا بدل جاتی۔ بے شک وہ تھے پورے کے پورے اسلام میں داخل۔ جس بھی میدان میں اترتے سکے جمادیتے۔ تیرے سوا تیری قسم! کوئی بھی شے نہ رکھتے اور تو اے کون و مکاں کے خالق و مالک، والی و وارث! ان کے لئے کافی ہوتا وافی ہوتا۔ تیری غیرت ان گرد و غبار میں لپٹے ہوؤں کے عزم کی داد دیتی اور گوارانہ کرتی کہ نا کام پھریں۔ جس بھی میدان میں وہ تھی دست تیری رحمت کو پکارتے رحمت نازل ہوتی اور ضرور ہوتی۔ آج یہ فریادیں، یہ درد و کرب کی آہیں، یہ نالے یہ سکیاں جو کبھی کن فیکون کے مقام کی امین ہوتیں، کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

احرام تیری زینت تھی جو گم ہو گئی

طریقت کا جب احرام باندھ لیتے کون و مکاں کی ہر شے سے مستغفی و دست بردار ہو جاتے۔ جیتے..... مگر اللہ کے لئے ..... اللہ اللہ!

پیشوائے طرق طریقت کے طریق کا سلوک معیار: اللہ اللہ ما شاء اللہ، اصحاب صدقہ کے ظل کا ایک ظل ہوتا ما شاء اللہ۔

جو پیرا ہن پہن کروہ اس وادی میں داخل ہوتا آخر دم تک کبھی نہ بدلتا وہی بھگی، وہی خلی، وہی بھگی۔

ترک ان کی ایک امتیازی شان ہوتا اور وہ کسی بھی قیمت پر کبھی اس شان کو گرنے نہ دیتے۔

مہمنے اوصاف حمیدہ کی لغت کے ورق ورق پڑے اوڑک اس صفت پر قلم رکا کہ کائنات کی جمیع صفات کی اُمّ ترک ہے۔

ہر صفت اسی کی مر ہوں متن  
 ثابت قدم رہے تو یہی ہر صفت کا منع اور  
 ترک کے ستر ہزار ابواب ہیں  
 استقامت نے کھامرجا  
 حکمت نے اس کو مان لیا۔  
 آج کچھ نہیں تو کیا کبھی بھی کچھ نہ تھے؟ راج کمار کے قول اور راجہ کے ترک کو  
 ہم ہی نے مات کیا تھا۔

راجہ ہریش چندر کا ترک نای گرامی تھا۔ فقر الہ نے ہر دور میں اس کو مات کیا۔  
 ترک کے بلند ترین مقام کو بھی گرنے نہیں دیا۔ ترک میں بادشاہ و فتیر کی تمیز نہیں ہوتی، ہر دو  
 پیکاں ہوتا ہے۔

حضرت آدمؑ کی اولاد نے فقر الہ کی تعظیم کو ہمیشہ قائم رکھا ماشاء اللہ۔  
 فیکٹپیپر نے بھی فقر کے ترک کے کئی ایک نمونے پیش کرنے کی جارت کی لیکن  
 ہریش چندر کو مات نہ کر سکا۔ تاریخ نے اس کو تسلیم کیا۔ ماشاء اللہ۔

بھتی کا کیا کھانا ہوتا ہو گا؟ تین ہزار برس سے بھی پہلے کی بات ہے کہ  
 راجہ ہریش چندر نے شب و روز کھایا، اف تک نہ کی۔

ایسے ہزاروں راجہ بنے اور مٹے..... یہ تذکرہ کسی راجہ کا نہیں، کسی خصلت  
 کے کردار کے عملی نمونے کا تذکرہ ہے جو رہتی دنیا تک زندہ رہے گا ماشاء اللہ۔  
 کوئی کرتب دکھلا۔ کسی خصلت کا نمونہ پیش کر۔ خیال کی تائید صرف ہم خیال  
 کرتے ہیں جب کہ کرتب و خصلت کی تائید ہر کوئی کرتا ہے اگر چڈشمیں ہو۔

تم میں ہر شے ہے عزم نہیں

اتحاد نہیں

ان کے بغیر ہر شے لا حاصل۔

جو خصلت اقوام عالم کے لئے نمونہ اور برتری کا موجب تھی، اب تم میں نہیں۔  
اندر بیٹھے پانی کو رڑ کے جا رہے ہو، اس سے کیا حاصل ہو گا؟ کچھ بھی نہیں

مگر..... تھکن اور حزن!

اے میرے نوجوان! اب تیرے پاس باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ با تسلی..... وہ  
بھی تیری اپنی نہیں، کسی کی نقول۔ تیری اپنی زندگی میں کوئی چاشنی نہیں۔ تیرے فکر میں کوئی  
روشنی نہیں

بھر ہے..... نہ روائی نہ طفیانی، نہ جوش باقی نہ خروش، خردناہوش،  
تیری زندگی ساری خدائی کو زندگی کا پیغام اور مرشدہ جانفرزا سنایا کرتی تھی،  
مر جھائی۔ تیری قتدیل بجھائی۔ اور تجھے احساس تک نہیں!!  
تیری منزل ایک دوسرے کو ایک دوسرے سے گرانا، دین کی آڑ میں دنیا کمانا، ملی  
اتحاد کو پارہ کرنا اور اسی ایسی با تسلی اور من گھرست مسائل جو آج تک کسی کے فہم و گمان  
میں بھی نہ تھے، منصہ شہود پر لانا اور گرمانا ہے، پھر کس بل بوتے پہ کسی کا میابی کی کیا امید؟  
جن کی نقلیں کرتے ہو، ان کی ایک بھی بات تم میں نہیں۔

کان..... صوت سردمی کے سرور سے مسرور

ناک..... دم کی زندگی کا پاسبان و ہوشیار

من کی محیت..... ورثی الورثی اور

تن.....سر بجده

یہ تھا ہماری زندگی کا منشور!

خطابات والقبات نے ہمارا خاتمہ طریقت برپا کر دیا! ہماری سعیِ دلچسپ وہ تو  
شروع ہیں کبھی شرم نہ آئی۔

اے جان من! ہم راستا نہیں، آخر یہ سب کیوں؟

اسے لئے کہ ہماری روزی طیب نہیں، مخلوک ہے۔

آج سب قوتِ حیدریٰ کی رث لگاتے پھرتے ہیں۔ قوتِ حیدریٰ کا دار و مدار  
اکل حلال پر موقوف ہے۔ جب تک کسی کا کھانا طیب نہیں ہوتا اور کمائی کر کے نہیں کھایا جاتا،  
کسی میں کوئی قوت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی جدوجہد کسی بھی منزل پر پہنچ سکتی ہے۔  
روزی انسانیت کی عمارت کی بنیاد ہے اور عمارت بنیاد پر ہی کھڑی ہوتی ہے۔

ایک آدمی اپنے بال بچوں کے لئے طیب روزی کی تلاش میں سات سمندر پار  
گیا۔ اس نے تاجائز طریقہ سے ایک پیسہ تک نہ لیا۔ کوئی مخلوک لقمہ کبھی نہ کھایا۔ برسوں  
اپنی بیوی سے دور رہا اور یہ اس کا بہترین اور مقبول الاسلام چلہ تھا۔ اللہ نے اسے اور اس کی  
اولاد کو ہدایت بخشی، حیاجخشی، کام بخشنا اور استقلال بخشنا۔

حلال روزی کھا کر پلے ہوئے پچھے نہایت ذہین، تابع دار، راست باز اور  
راخِ الاعقاد ہوتے ہیں۔ برائی و بے حیائی کا کوئی کام کبھی نہیں کرتے۔ آدمیت کے مقام پر  
چنان کیستی استقامت رکھتے ہیں، کبھی جنبش نہیں کرتے۔

ایک دوست نے کھا میرے باپ نے مجھ کو اپنے ہاتھوں کی کمائی سے روزی کھلانی  
ہے اور میں نے ساری عمر اپنے والدین کی موجودگی میں اپنی بیوی کی طرف نہیں دیکھا، کسی

بچے کو کبھی گود میں نہیں لیا، اپنی بیوی کے ہمراہ کبھی نہیں چلا اور یہ حیا پاک روزی ہی کی برکت سے تھی جو میرے باپ نے مجھے کھلائی۔

باز کی بلندی اور کوئے کی پستی قد و قامت کی بدولت نہیں، رزق کی بدولت ہے۔

کوئے اور باز کے قد و قامت میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا، کھانے کا ہوتا ہے۔ باز بھوکا مرجائے گا لیکن تازہ گوشت اور خون کے سوا کوئی اور شے کبھی نہ کھائے گا۔ باز کی پرواز و تجسس اس کھانے ہی کی قوت و برکت سے ہے۔ کو اکسی روزی کا پابند نہیں۔ گوشت بھی کھاتا ہے گندگی بھی۔ باز کی طرح ایک بار کھا کر سیر نہیں ہوتا۔ سارا دن ٹھوٹکیں مارتارہتا ہے۔ کسی بھی شے کو نہیں چھوڑتا لیکن پھر بھی سیر نہیں ہوتا اور باز ایک بار کھا کر سارا دن مست رہتا ہے۔ جب تک دوبارہ بھوک نہیں لگتی، کسی سو کھے ہوئے درخت کی شاخ پر بیٹھا اپنے خالق کی تشیع و تحمد میں مصروف رہتا ہے۔ بازاں جہاں کو زبان حال سے رزق کی برکات و رفعت کا درس دیا کرتا ہے۔

عزت نفس اور رفعت منزل۔

رفعت منزل رزق ہی کے معیار پر موقوف ہوتی ہے۔

اللہ ہمیں طیب رزق عنایت فرمائے آمین۔

اللہ ہمیں طیب رزق نصیب کرے۔ یہ روزی طیب نہیں ملکوک ہے، اسے کھا کر قومی، ملی اور تعمیری کام نہیں ہو سکتے اور تمام فتنات و فسادات روزی ہی کی شامت ہوتے ہیں۔

عقاب و شاہین پاک روزی ہی کی قوت سے پہاڑوں کی چوٹیوں کو سر کیا کرتے ہیں۔

ہماری دینی درسگاہیں زکوہ و خیرات و صدقات پر چلتی ہیں ورنہ رومیٰ کے بعد رومیٰ  
اور جامیٰ کے بعد جامیٰ ضرور آتے۔

یہ روزی تیرے دسترخوان کے معیار کے مطابق نہیں، اسے مت کھا۔ یہ تیری  
بنیادیں ہلا دے گی۔

بندے کے افعال و اقوال کھانے ہی کی پیداوار ہوتے ہیں۔

جس معیار کا کھانا ہو گا، اسی معیار کا کردار۔

جب تک تم چیزیں حاصل نہیں ہوتیں، آدمیت و انسانیت و پرشریت تو نہ تھجیل

رہتی ہے

نفع دینے والا علم ☆

مقبول عمل ☆

طیب رزق ☆

یہ نشان سامنے رکھ

۱۔ کیا یہ علم جو میں حاصل کر رہا ہوں، نافع ہے؟

۲۔ کیا یہ عمل جسے کہ میں شروع کر رہا ہوں، مقبولیت کے معیار کے مطابق ہے؟

۳۔ کیا یہ روزی جسے کہ میں کھار رہا ہوں، طیب ہے؟

روزی جب تک پاک رہی اقوال و افعال پاک رہے، خیالات پاک رہے  
برکت رہی، سطوت رہی، آدمیت کا احترام رہا، اکرام رہا۔ رزق جب ملکوں ہوا، جائز و  
ناجاز کی تمیز اٹھی، ہر شے رخصت ہوئی۔

تیری زندگی کی سب سے بڑی خواہش مال و اقبال ہے۔ کسی نہ کسی روپ میں

ساری کی ساری دنیا مال و اقبال ہی کی کثرت میں بنتا ہے۔

آج تجھے یہ بتائیں کہ تیرے دین کا سب سے بڑا فتنہ کیا ہے؟ مال کا ذخیرہ۔

انسان کثرت ہی کے جنون میں بنتا ہے۔ ہائے کثرت، ہائے کثرت، ہائے کثرت، ہائے کثرت۔ ضرورت پر اکتفا کر۔ کثرت کوئی چیز نہیں۔ کثرت کی بہتات، فتنہ ہے۔ کھانا پینا پہننا آج کے لئے ہے، کل کی روزی کل ملے گی۔

بڑے میاں! اللہ کے بندوں کے پاس ذخیرے نہیں ہوتے، فارغibal ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ۔

اسلام نے ذخیرہ اندوزی کو کسی بھی دور میں کبھی پسند نہیں کیا۔ مال ہو یا منال ہمیشہ ضرورت ہی پر اکتفا کیا۔ یہی اس کی ازلی تاریخ ہے اور ہر دور کے سوراخ نے اس کی تقدیق و تائید کی۔

○ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ہر قوم اور ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے (یعنی ہر قوم اللہ کی طرف سے کسی چیز کے فتنہ میں ڈال کر آزمائی جاتی ہے) اور میری امت کا فتنہ (یعنی اللہ کی طرف سے آزمائش) مال ہے

(ترمیٰ)

حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو اپنی امت کا فتنہ قرار دیا ہے  
آج اس میں

میں بھی بنتا ہوں، تو بھی

یہ بھی اور وہ بھی

یہ امت جب تک اس فتنے سے پاک رہی دین کا بول بالا رہا۔ بخوبی پہ سیادت رہی، انس و جان پر قیادت رہی، غیروں پر بیت رہی، ملی وقار پر تمکنت رہی۔ اور جب اس فتنے میں بتلا ہوئی، ہر شے رخصت ہوئی۔

سلف صالحین کی دعوت و تبلیغ: خلق کی فلاح، دین کا احیا، اللہ کی رضا اور ہماری؟ حصول دنیا، انتشار و تفرقہ، کبر و ریاء یا شیخ! تو ہی بتائیے میں ملی اصلاح و فلاح کیونکر ہو؟ دین کو کمزور اور برپا کرنے والی دوستی چیزیں ہیں۔  
لپس پشت عیب جوئی اور مال جوان سے پاک ہوا، بحال ہوا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لَمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَا لَا وَعْدَةَ يَخْسِبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيَنْبَدَنَ فِي الْخَطَمَةِ ۝ وَمَا أَذْرَكَ مَا الْخَطَمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمُؤْقَدَةُ ۝ الْعَيْنُ تَطْلِعُ عَلَى الْأَفْنَدَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۝

(سورۃ الهمزة آیت ۱۹)

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو پس پشت عیب لکانے والا ہو اور وہ درڑ و طعنہ دینے والا ہو۔ جو مال جمع کرتا ہو اور اسے بار بار گلتا ہو۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جس میں جو کچھ پڑے گا وہ اسے توڑ پھوڑ کر کھو دے گی۔ اور آپ ملی اللہ علیہ السلام کو کچھ معلوم ہے کہ توڑ پھوڑ

کرنے والی آگ کیسی ہے؟ وہ اللہ کی سلکائی ہوئی آگ ہے جو (بدن کو لگتے ہی) دلوں تک پہنچ جائے گی اور ان پر (اس طرح) بند کردی جائے گی (کہ وہ) آگ کے لبے لبے ستونوں میں (گھرے ہوں گے)

باتوں سے تو ہم مطمین نہیں ہو سکتے، کوئی نمونہ دکھا جو پس پشت عیب نکالنے والا نہ ہو، اور رُو در رُو طعنہ دینے والا نہ ہو، اور مال جمع نہ کرتا ہو، اور اسے بار بار گناہ نہ ہو، اور یہ خیال نہ کرتا ہو کہ یہ مال سدا اس کے پاس رہے گا!

مال ہی دنیا کا اصل قند ہے۔ مراتب ایثار پر موقوف ہوتے ہیں، نام و نمود پر نہیں! ایثار..... جمع کی ضد

ذخیرہ اندوزی فتنے کا موجب بنتی ہے۔ سیرت صحابہ ملاحظہ ہو۔ کل کے لئے ایک کھجور تک جمع نہ رکھتے۔

حضرت بلاں رضی اللہ عنہ نے کل کے لئے کھجوریں جمع کر کے رکھیں۔ میرے آقا روحي فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بخار بنے دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن؟ بلاں رب اللہ عنہ! اس کو خرچ کر دے اور عرشِ عظیم کے مالک سے افلاس و فقر کا خوف نہ کر..... اور ہم ہر شے کے ذمہ مہینوں بلکہ سالوں کے لئے جمع رکھتے ہیں۔

لاکھوں کروڑوں کا مال چھوڑ گیا۔ مر گیا، وارثوں میں تقسیم پر فتنہ برپا ہوا۔ کیا خوب ہوتا اپنے ہاتھوں سے مستحق تخلوق میں تقسیم کرتا جو آخرت کے لئے زادرا ہے۔

ہماری طرح جانوروں کے پاس ذخیرے نہیں ہوتے۔ کوئی جانور کل کے لئے دانہ تک جمع کر کے نہیں رکھتا۔ جو یقین جانور کو اپنے رب کی ربویت پر ہے، ہم میں سے کسی کو

بھی نہیں۔ اگر جانوروں کی طرح ہم بھی کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرتے، ضرورت سے زائد چیز حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے۔ تو توکل کا یہ بلند مرتبہ ہمیں نصیب ہوتا۔ انسانیت کی ذلت ختم ہو جاتی۔ محتاجی مٹ جاتی۔ آدمیت کا بول بالا ہو جاتا۔ امارت و غربت کی حدود کسی ضابطے کی پابند ہو جاتیں۔ انسانیت زندگی کے کسی بھی موڑ پر بھی نہ سکتی۔  
سکتی مگر ایسے نہ سکتی۔

سو سالہ قریب المرگ۔ حرص جوں کی توں۔ اس نامزاد کو رگڑ اور غبارہنا کر ہوا میں اڑا۔ اگر یہ نہیں کر سکتا تو جو چاہے کر۔ میدان سے بھاگ اور جہاں چاہے رو۔ پر بھول کر بھی کسی ایسے دنگل میں اترنے کا نام تک نہ لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگانی سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ بدگانی بدترین جھوٹی بات ہے اور کسی کا حال یا کوئی خبر معلوم کرنے کی کوشش مت کرو اور کسی کے سودے کو مت بگاڑو۔ آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں بغرض نہ رکھو، آپس میں غیبت نہ کرو اور اللہ کے سارے (مسلمان) بندے بھائی بن کر ہو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپس میں حرص نہ کرو! (بخاری و مسلم)  
حرص آدمیت و انسانیت و بشریت کے بلند ترین مقام کو پامال کر دیتی ہے۔  
آن کی آن میں پامال کر دیتی ہے۔ اس کی دسترس سے کوئی نہیں بچا۔ نہ سکتا ہی نہیں۔ الا باذن اللہ یا حیی یا قوم حق حق حوصلہ  
رزق مقوم حرص نہ موم۔

آدمی کو اللہ نے فطرت سعید پر پیدا فرمایا ہے۔ بچ کو دیکھ! مرغوب سے مرغوب شے کو کھا کر جب سیر ہو جاتا ہے کھیل کو دیں لگ جاتا ہے۔ اور اگر کسی اپنے ہم جوں کو دے

دینتا ہے، باغ باغ ہو جاتا ہے۔ گدھ مردار خور ہے وہ بھی سیر ہو کر درخت پر جانپیش تی ہے۔  
بڑے میاں! کائنات کی ہر شے قدرت کا بہترین عطیہ ہے۔ بے بدلت عنایت۔  
اس پر جتنا بھی شکر کر کم ہے۔ ہر نعمت کا تقاضا ہے کہ اس کا شکرada کیا جائے۔  
قیامت میں سیری ہے طلب کثرت میں حرص!

حرص فطری نہیں غیر فطری بھوک ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ کوئے کو دیکھو، صح نہ  
شام پاک و ناپاک جگہ مٹھوٹکیں مارتارہتا ہے، کبھی سیر نہیں ہوتا۔ ہر شے کی حد ہے، امارت  
حرص کی وہ حد ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ انسانی امکان سے ورنی اورنی۔ ایک خواہش کی  
میکیل ہوئی دو اور جاگ آٹھیں..... دو سے چار..... چار سے آٹھ۔ حرص کا یہ سلسلہ لا متہنی  
ہے، کبھی ختم نہیں ہوتا۔ کاریں کوٹھیاں، بنگلے، بینک بلنس، رنگارنگ سامان تیش، انواع و  
اقسام کے پر ٹکف کھانے، خوشنما لباس..... امارت اور امارت کی نمائش ہی کی صورتیں  
ہیں۔ حرص اندر ہوتی ہے، امارت کے حصول میں پاک و ناپاک یا خوب و ناخوب کو نہیں  
دیکھتی۔

ترجمہ: اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے  
ہیں (الحضر: ۹)

دنیاۓ حرص کے سامنی طسم کو اس نامرد کو میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے فیضان فیض سے فقراء ہی نے توڑا۔

طریقت کے اس معركہ کو سر کرنے کا اعزاز صرف اور صرف فقرہ ہی کو حاصل ہوا،  
کسی اور کو نہیں۔

فقر کے میدان میں کسی بھی شے کی کوئی حرص باقی نہیں رہتی۔ مطلق نہیں۔ اور نام

کو بھی نہیں مگر

☆ ذکر الہی

☆ تبلیغ الاسلام اور

☆ مخلوق کی خدمت

میرے محترم! پہلے بھی کئی بار لکھا جا چکا ہے..... کہ محض باتوں سے کوئی بات نہیں  
بنتی۔ باقی انسان کو کہیں نہیں پہنچا سکتیں۔

دین میں جہاں عالم کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، وہاں اس سے مراد وہ عالم  
ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ اگر عمل نہیں تو کیا ہمارا علم اور کیا ہمارا عرفان!  
جمحوٹ، غیبت، چغلی، کینہ اور حسد..... یہ پانچ چیزیں قطعی حرام ہیں۔

ہے کوئی جو ان سے مبررا ہو

ہمارا باطن ظاہر کے بر عکس ہے

ظاہر میں کوئی تقصی نہیں، باطن میں کوئی خوبی نہیں

ظاہر آ راستہ و میراستہ، باطن پر آ گندہ۔

ہم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے، مطلق نہیں کرتے

جن باتوں سے علم منع کرتا ہے، مطلق باز نہیں رہتے

جیسے، جمحوٹ، غیبت، چغلی، حسد، کینہ

ان رذائل و خبائث سے ایک دن، صرف ایک دن، اجتناب کر کے دیکھو..... اگر

شام تک کایا نہ پڑے جو چاہے کہہ!

عمل دل میں سور

نگاہ میں عفت اور

کردار میں بے با کی پیدا کرتا ہے۔

عمل سے کروار، کردار سے رعب اور رعب سے جلال پیدا ہوتا ہے۔

رعب و جلال بنفس کوئی خصلت نہیں، عمل ہی کے کردار کا ایک حال ہوتا ہے۔

کثرت مت دیکھ، خصلت دیکھ

نہ معلوم کیوں تیری دنیا میں دین کی ترقی نہ ہوئی حالانکہ دنیا کے ہر شعبہ نے

بے انداز ترقی کی۔ دنیا تیری نظروں میں مردود اور دین مطلوب ہے۔ محض لکھتا پڑھتا دین

کی ترقی نہیں، دین داروں کے اخلاق و کردار کی بلندی کا نام ترقی ہے۔

عہد پڑھتے قدم رہنا آدمیت و انسانیت و بشریت کی آبرو ہوتی ہے اور اصطلاح

میں اسے کردار کہتے ہیں۔

کردار..... آدمیت و انسانیت و بشریت کے عروج کا ضامن، الہی عنایت کا اور وہ

اور فوق الوراء

کردار..... نہ نہ نے کا تھانج

گزر اہوادم جیسے بھی گزر، گزر چکا۔ اگلہ دم کا گرم جوشی سے استقبال کر۔

اگر کسی نے کوئی عمدہ کردار پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گویا اپنے ہی نفس کی

عزت و احترام کا موجب ہوا مشاء اللہ۔

اسے بار بار دیکھ اور خوب غور سے دیکھ، تیری دنیا دین ہی کے رنگ میں رنگی ہو اور

ساری کی ساری رنگی ہو۔ یہ رہنمائی نہیں، عین اسلام ہے۔ روح بھی کہیں تو بے جانیں۔

دنیا، دین کی ضد ہے، یہ تو بتلاتونے دین کی خاطر دنیا کی کس چیز کو چھوڑا؟

اہم نے چالیس شہزادوں کی حکومت چھوڑی۔

تیری کس کرنی پہ کیا رحمت بر سے

کروار..... کرنی پہ ہوتا ہے قول پہنیں اور

فضل و رحمت و برکت کو دار پر نازل ہوتی ہے، گفتار پہنیں۔

اللہ کا فضل، رحمت اور برکت ہمیشہ کروار پہ اتری۔ بدر میں اتری، حسین میں

اتری، خیبر میں اتری، خندق میں اتری، موتیہ میں اتری، مکہ میں اتری، قدسیہ میں اتری،

رموک میں اتری، اندرس میں اتری، یروشلم میں اتری۔

کروار پیش کر، اب بھی اترے گی اور ضرور اترے گی۔ یہ ہو سکتا ہی نہیں کہ نہ

اترے۔

### کروار

آقاوں نے غلاموں کی سواریوں کی مہاریں پکڑیں ☆

عرب و عجم کے فرمازوں نے حدود اللہ کی پابنانی کرتے ہوئے بیٹے پر کوڑے ☆

برسائے

حاکم وقت قاضی کی کپھری میں ملزم بن کر کھڑا ہوا ☆

خلفیہ وقت نے اکل حلال کے لئے باغوں میں گذوی کی ☆

منکوں کی جھولیاں جواہرات سے بھرنے والوں نے سوکھے ٹکڑے چبائے ☆

جو اور بھور کھا کر قیصر و کسری کا غرور خاک میں ملایا ☆

مسجد کے کچھ فرش پر بیٹھ کر ایشیا اور افریقہ کی قمتوں کے فیصلے کئے  
پھٹے پرانے کپڑوں اور پھٹدے جوتوں میں توکل و تقویٰ اور فقر و غنا کو معنی بخشنے  
روما اور فارس پر قہر الہی بن کر جھٹپٹے والا سپہ سالار معزولی کا حکم سن کر عام سپاہی کی  
حیثیت سے لڑا

تاریخ نے کردار کو من و عن زندہ رکھا، کبھی فراموش نہ کیا۔

کردار..... الہی صفات کا مظہر اور عنایت ربی۔

کردار باقی، ہر شے قافی

کردار..... مرد انگلی کا جو ہر

کردار کے ہمراہ ابطال لازم و ملزم

کردار ہی نے ابطال کو چلا یا۔

خلافے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے کردار کا نمونہ تو کسی نے کیا پیش  
کرنا ہے، جھلک پیش کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رو دبار نیل سے خطاب:

خلیفۃ المؤمنین رضی اللہ عنہ نے گورز کے خط کا جواب گورز کو نہیں دیا۔ نیل کا معاملہ تھا  
نیل ہی سے مخاطب ہوئے:

” اے نیل گر تو تابع رب ذوالجلال ہے ”

اوے سن! پھر کیوں نہ تو بہہ تیری کیا مجال ہے؟ ”

اس خط کے نیل میں گرنے کی دیر تھی کہ رو دنیل میں سیلا ب آگیا۔ ٹھانٹھیں مار مار  
کر بہنے لگا..... پھر اس دن کے بعد نیل نے کبھی بہنا بند نہیں کیا۔ اسی طرح..... پھر کبھی

”یا ساریۃ الجبل“ کے مثل کا کوئی واقعہ تاریخ نے پیش نہیں کیا..... حالانکہ وہی ہم اور وہی اسلام۔

ان کی ساعت اتنی تیز ہوتی کہ سینکڑوں میل کی مسافت کی دوری کے باوجود جب چاہتے ایک دوسرے سے ہمکامی کرتے ..... اور تم؟ دھائی دینے والوں کو بھی سن نہیں سکتے۔

وہ تھے میکدہ توحید کے رند جنہوں نے رج پی اور بھی بھر کر پی۔ اور یہ تھی جذب و مستی کی حقیقت اور اللہ نے اسے نگارخانہ دہر میں قیامت تک آنے والوں کے لئے زبان زبان پر زندہ اور قائم رکھا ہوا ہے۔

وہ بھی کیا دن تھے کہ دریا ہمارا کہمانا کرتے تھے

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی کہ نیل کا پانی بند ہو گیا ہے قبلی کہتے ہیں کہ جب تک کسی خوبصورت جوان لڑکی کو لوہن کی طرح سجادہ جا کر دریا کی بھیثت نہ چڑھایا جائے دریا نہیں بہے گا اور یہ اس دریا کی قدیم عادت ہے۔ میں نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا ہے اور ان پر واضح کر دیا ہے کہ یہ باتیں اب نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی ہم اپنے خلیفہ کے حکم کے بغیر کبھی ایسی بات کرنے دیں گے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو جلال میں آگئے اسی وقت، ماشاء اللہ بجان اللہ احمد اللہ، وہیں بیٹھے دریا سے مخاطب ہوئے ”اے نیل سن! مجھے پتہ چلا ہے کہ تو ایک دو شیزہ کی بھیث لے کر چڑھا کرتا ہے گویا تیرا بہنا تیری اپنی ہی مرضی پر موقوف ہے۔ اے نیل! سن، اگر تیرا بہنا اور نہ بہنا تیری

مرضی پر مختصر ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور بالکل نہیں۔ ہمیں تو ایسے دریا کی ضرورت ہے جس کا بہنا اور بندہ ہوتا اللہ ہی کی طرف سے اور اللہ ہی کے حکم سے ہوا اور اگر تو میرے اللہ کے حکم سے بہتا ہے، میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ عمر تجوہ کو حکم دیتا ہوں کہ ابھی بہہ۔ اور یہ تعمیہ بھی کرتا ہوں کہ تیری مجال ہی کیا کرتونہ ہے۔

یہ لکھ کہ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو صحیح دیا

اے نیل! اگر تو تابع رب ذوالجلال ہے

پھر کیوں نہ ہے، تو تیری کیا مجال ہے!

یہ کہنے کی درحقیقی اور اس خط کے دریا میں گرنے کی درحقیقی کہ دریائے نیل میں

سیلا بامد آیا۔

سبحان اللہ! الحمد للہ! وہ بھی کیا دن تھے کہ شہر کے کتبے بھی ہمارے حکم سے سرتاسری نہ کر سکتے تھے۔ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب مدائیں کی بدنوائیں کی خبر ملی آپؐ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائیں کا گورنر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ فوراً جا کر مدائیں کا نظم و ضبط اپنے ہاتھ میں لیں۔ حکم ملتے ہی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنا بوریا بستراٹھایا اور مدائیں کو چل دیے۔ اور مدائیں کے لوگوں کو یہ پتا چلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نیا گورنر مدائیں کے لئے مقرر فرمایا ہے تو ان کے استقبال کے لئے شہر سے باہر آگئے۔ جب انہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو سمجھے کوئی کسی منزل کا تھکا ماندہ را ہی ہے، ہمارا گورنر فارسی رضی اللہ عنہ نہایت شان و شوکت سے کہیں پیچھے آتا ہو گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر انہیں جب اپنا تعارف کروایا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جسے کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی خدمت کے لئے مأمور فرمایا ہے تو وہ حیران و ششدر رہ

گئے۔ چمیکوئیاں کرنے لگے کہ یہ گورنر؟ اور پھر مدائیں کا؟ مدائیں کے حالات بہت اہتر ہیں، یہ بیچارہ سیدھا سادا بھولا بھالا کسی خانقاہ کا ملنگ یا کسی مسجد کا ملا ہے، یہ تو کسی بھی طرح سے حالات پہ قابو نہیں پاسکتا۔

آپ کو سرکاری رہائش گاہ میں قیام کی دعوت دی گئی تھیں آپ نے مسترد کر دی اور فرمایا میری ضرورت کی ہر شے میرے پاس ہے اور میں اپنا قیام اس مسجد ہی میں کروں گا۔ اس پوہا اور خوش ہوئے کہ چلو یہ بھی اچھا ہوا، عشا سے بھرتک مراقبہ میں رہیں گے اور شہر اللہ کے حوالے۔

آپ یہ سب کچھ خاموشی سے سنتے رہے پھر دوسری رات شہر میں چوری کی بے شمار وارد اتیں ہوئیں۔ آپ کو مطلع کیا گیا کہ شہر میں رات بھر لوٹ چکی رہی ہے اور لوگوں پر خوف وہ اس طاری ہو گیا ہے، اس کا مدرا فرمائیں۔

عصر کی نماز کے بعد آپ نے پہلا اعلان فرمایا کہ آج رات کسی صندوق اور دروازے کو کوئی تالانہ لگے اور تمام گھروں کے دروازے کھلے رہیں۔ اس پر انہوں خوب تالیاں بجا گئیں۔ نیز آپ نے فرمایا آدمی رات کے بعد کوئی آدمی اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھے کہ اگر وہ مارا گیا تو گورنر اس کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ اس پوہا اور زیادہ ہنسنے۔

مدائیں کے تمام دانشور اگشت بدندال اور متھر تھے کہ نہ معلوم اس میں کیا حکمت ہے پھر وہ مسجد سے باہر تشریف لائے اور ایک کتے کو فرمایا ادھر آ اور میری بات سن! یہ سنتے ہی وہ کتا دوڑتا ہوا آیا اور آپ کے قدموں پر سر کھدیا۔ آپ نے کتے کو فرمایا جا اور شہر کے تمام کتوں کو میرا یہ حکم سنادے کہ رات بھر کسی بھی آدمی کو شہر میں آنے جانے نہیں دینا اور نہ ہی ادھر ادھر پھر نے دینا ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے اسے صبح تک اپنی تحولی میں رکھو۔

یہ حکم سنتے ہی وہ کتاب تمام شہر میں گھوم گیا اور ایک ایک کو اپنے آقا کا حکم پہنچادیا  
 سبحان اللہ! الحمد للہ! صبح آپ نے سارے شہر کا دورہ فرمایا اور دیکھا کہ جگہ جگہ شہر کے کئے  
 چوروں کو قابو میں لئے بیٹھے تھے۔ جب تک آپ نے ان کو آزاد کرنے کا حکم نہیں فرمایا وہ  
 اس طرح کتوں کی تحولی میں رہے۔

پھر آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ اے ماں کے لوگو! جب میں  
 تمہارے پاس پہنچا تو تم مجھ پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ میں کسی بھی طرح تمہاری حفاظت  
 کے فرض سے عہدہ برآنہ ہو سکوں گا۔ تم نے دیکھ لیا جس کام کو تم میرے لئے مشکل سمجھتے تھے  
 وہ اس شہر کے کتوں کی تحولی میں ہے۔ پھر اس کے بعد ماں میں مکمل امن ہو گیا اور کسی  
 چوری کی واردات نہیں ہوئی۔

یہ سب کیا تھا اور کیوں تھا؟

اس لئے اور صرف اس لئے کہ ہماری اپنی کوئی زندگی نہ تھی اور نہ ہی کوئی مرضی  
 ہوتی تھی۔ ہم جو کچھ بھی کرتے تھے اللہ ہی کے لئے اور خلق کی صلاح و فلاح کے لئے  
 کرتے تھے، اجرت و عوضانہ کے لئے نہیں۔ اللہ کی اطاعت کا جلال شیاطین کو جلا دیتا ہے۔  
 ہماری مرضی جب اللہ کی مرضی میں مغم ہو جاتی، اللہ کی ہو جاتی۔ اس حال میں ہم جو کچھ بھی  
 کہتے اسی طرح ہو جاتا، ذرا بھی درینہ لگتی۔

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے عداوت کی تو میں اس کے ساتھ  
 جنگ کا اعلان کروں گا۔ اور مجھے اپنے بندے کا مجھ سے قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے  
 اتنا محبوب نہیں جتنا اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ ہمچلی نوافل سے

میرے قریب ہو جاتا ہے میہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ چہرہ جس سے چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر (کسی چیز سے) پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز سے جس کا میں کرنے والا ہوں اتنا تردی نہیں ہوتا جتنا کہ نفسِ مومن (کے معاملہ) میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو برآ سمجھتا ہے اور میں اس کی برائی کو برآ سمجھتا ہوں۔

(بخاری شریف جلد سوم صفحہ ۲۵ شمارہ ۱۳۱۸)

## o

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں کھڑے خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ دعائی خاموش ہو گئے پھر یہاں کیک بلند آواز میں فرمایا: یا ساریہ الجبل چنانچہ اس آواز کو سنتے ہی لٹکر اسلام نے اپنی پیشوں کو پھاڑ کی جانب سے بڑھنے والے خطرے سے محفوظ کر لیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی آنکھوں سے دیکھا اور ساریہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے کانوں سے سن۔ ان آنکھوں اور کانوں سے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اوپر بیان فرمایا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کی آواز اللہ کی آواز بن کر گوئی کہ سینکڑوں میل دور لڑنے والے سپاہیوں نے اسے سنا اور اس پر عمل کیا۔

اللہ کرے ہمیں بھی ایسی ہی آنکھیں اور ایسے ہی کان نصیب ہوں آمین،

ذکرو طاعت سے حال اور حال سے جلال پیدا ہوتا ہے۔

جلال جب جو بن پا آتا ہے جمال بن جاتا ہے۔

ذکر و طاعت تیری منزل کے دونشاں ہیں، یہ نشان گرنے نہ پائیں۔

آپ کی آنکھیں، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں ہر وقت ہر حال میں اللہ اور اللہ کے جیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع فرمان ہوں۔ نہ نافرمان ہوں نہ سرکش۔ پھر یہ آنکھیں، کان، ناک، زبان، ہاتھ اور پاؤں اللہ کے ہیں۔ اور اللہ کی بصارت و ساعت، گرفت واستقامت انسانی فہم و ادراک سے کہیں بالاتر ہوتی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک مرتبہ ایک وفد پیش ہوا انہوں نے کہا کہ جن صاحب کو آپ نے ہم پر گورنر مقرر کیا ہے ان کے خلاف اور تو کوئی شکایت نہیں البتہ یہ تین شکایتیں ہیں:

اولاً وہ رات کے وقت کسی سے نہیں ملتے!

ثانیاً صبح اپنے گھر سے دیر سے باہر نکلتے ہیں!

ثالثاً مہینے میں ایک دن تو بالکل نہیں نکلتے اور نہ ملتے!

آپ نے وفد کی شکایات سن کر انہیں دربار میں طلب فرمایا اور جو شکایتیں وفد نے کی تھیں انہیں بتائیں۔ انہوں نے جواب دیا:

میں سارا دن امور سلطنت میں مصروف و منہج رہتا ہوں، عبادت کے لئے مجھے کوئی وقت نہیں ملتا پس میں رات کو اپنے اللہ کی یاد میں مسجد ہو جاتا ہوں! نیز عرض کی میرے گھر میں کوئی نوکر یا خدمت گار نہیں۔ صبح میں اپنے گھر بیلو کام اپنے ہی ہاتھوں سے انجام دیتا ہوں اس لئے مجھے ذرا دیر ہو جاتی ہے۔ مہینے میں ایک دن اس لئے باہر نہیں جاتا کہ میرے پاس صرف ایک جوڑا کپڑے ہیں۔ میں ان کو اس دن دھوتا ہوں اور جب وہ سوکھ جاتے

ہیں پہن کر باہر لکھتا ہوں۔ میرے پاس کوئی دوسرا کپڑا ہی نہیں کہ جسے میں پہن کر باہر لکھ سکوں۔

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں نے ان کے انتخاب میں کوئی غلطی نہیں کی۔

سلف صالحین کے یہ تذکرے اللہ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے اپنے بندوں کی زبانوں پر زندہ رکھے ہوئے ہیں اور یہی باقیات الصالحات ہیں۔

اے ہم نشیں! اپنے اس کھوئے ہوئے مقام اور لٹی ہوئی عظمت کو پھر سے حاصل کرو رہے کیا کسی کا قال اور کیا کسی کا حال، کیا کسی کی منزل اور کیا کسی کا مقام!

پہن..... صرف تن ڈھانکنے کے لئے،

کھا..... صرف بچائے زیست کے لئے

سو..... تازہ دم ہونے کے لئے..... اور

جاگ..... صرف اللہ کے لئے! ماشاء اللہ

شام کو سوتے وقت ایک دمڑی بھی تیرے پاس باقی نہ ہوا!

تیری جیب میں کوئی پیسہ نہ ہو، ایک دمڑی بھی نہ ہو، گھر میں بھی نہ ہو، بالکل نہ ہو،

کسی پینک میں کوئی رقم جمع نہ ہو، کسی بھی قسم کی کوئی جائیداد نہ ہو، کسی سے بھی کہیں سے بھی آنے کی کوئی امید نہ ہو..... یہ تعالیٰ اللہ کے فقیروں کی خلافت کا خلافت نامہ ماشاء اللہ۔

ایک خلافت نامہ ایک پوری داستان کا ترجمان ہوتا۔ جب تک تو اس حال میں رہتا، ساری خدائی تیرے ساتھ ہوتی۔ تو ان کا ہو کر سب کا ہوتا۔

صفات الہیہ میں جذب ہو کر ذات ہی کا فرق باقی رہتا،

ملائکہ، جن و انس ہر شے حمایت و تائید کرتی اگرچہ مستغفی عن الخطا ب ہوتے۔  
کسی کی بھی حمایت و تائید کو کسی خاطر میں نہ لاتے۔

زبان کو جھوٹ سے

نگاہ کو خیانت سے

عمل کو ریا سے اور

دل کو نفاق سے پاک رکھ

پھر یہ زبان اللہ کی تکوار

آنکھیں جمال و جلال کا مرکز

عمل کن فیکون اور

دل عرش رحمان ہے۔

پہنہ ستر ڈھانپنے کے لئے۔

ایک پہنہ ہوا کپڑا سال ہا سال چل سکتا ہے۔ پوند پ پوند لگا جلنی کی طرح  
بنا۔ یہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا طریق تھا۔

تھا ہے جمعہ کی نماز میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اور حضرت  
امام حسین رضی اللہ عنہ ان کے قریب بیٹھے تھے۔ انہوں نے ان کی قمیش کو ستر پوند لگ لے دیکھے۔

تیرے کردار کی کوئی مثال، کوئی بھی مثال، تاریخ میں نہیں ملتی۔ ورق ورق اللہ،  
اللہ اللہ کر پلٹ کر پلٹے، نشان تک نہ ملا۔

کردار ہی وہ نشہ تھا جسے نی کر

علم..... علم میں اور صلحاء..... عمل میں مست رہتے۔ الاست ہو جاتے۔ اور نہ نئے

عنوانات منصہ شہود پہلاتے۔ اپنی ہی دھن میں جو ہو کر مساوی سے بے خبر و بیگانہ ہوتے۔

جب بھر کرپی لیتے مدھوش ہو جاتے۔

جس سے بھی نکراتے پاش پاش کردیتے

ایک ہوتا..... زمانے بھر کو ماٹ کر دیتا۔

جب سے کروار رخصت ہوا کوئی بتائے کہ کیا ہوا؟

کروار ہی تو تیری متاع تھی جو گم کر دی!

ان مقالات میں ”مے“ عقل و شمن سیال کا نہیں..... خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

کے کروار کا استعارہ ہے اور اس میں، اے جان من، سب کچھ ہے..... مستقی، مدھوشی،

بے نیازی، عزت و عظمت، غیرت، جذبہ، جلال، رعب اور تمکنت ماشاء اللہ۔

وہ تھے رند اور وہ تحامیکدہ۔ میں نے اور شیں نے اس مے کو بدل دیا، بدل کر رکھ

دیا۔ بدلتے بدلتے ثربت بنا دیا بلکہ پتلی لئی..... جس میں کوئی جوش نہیں، کوئی حدت نہیں

کوئی نفع نہیں اور کوئی کیف نہیں۔ مشروب ہے گرزندگی سے خالی، جسم ہے مگر روح سے

خالی۔

مقالات حکمت میں مستغفی و بے نیاز اور محو و منہمک کی صفات کو بار بار دھرا یا گیا

ہے۔

مستغفی وہ ہے جو ہر تحسین و تنقید سے بالاتر اور انعام و دشام سے لا پروا۔

بے نیاز وہ ہے جو کسی کی نیاز مندی کی مستقی میں مساوی سے بیگانہ ہے۔

محودہ ہے جو لوگوں کی گمن میں مستغرق ہو۔ پس و پیش سے بے خبر۔

منہمک وہ ہے جو اپنی منزل پہ پوری توجہ سے گام زن ہو۔ دم بھر کو بھی نہ رکے۔

یہ چاروں خصال زندگی کی کامیابی کے ام الخصال ہیں۔ زندگی جب تک ان خصال سے بہرہ و نہیں ہوتی، جدوجہد کے باوجود بے نیل مرام ہوتی ہے۔ کاروان ہستی جب مستقیم کا استقبال کرتا ہے تو وہ غنا، بے نیازی، محییت اور انہاک ان سب پر چھا جاتا ہے۔ دنیا نے ہست و بود میں ایک فقید الشال باب کی تمہید اور ایک عدیم النظر داستان کا جلی عنوان بن جاتا ہے جس کی گہرائی و گیرائی نہ کم ہوتی ہے نہ ختم۔ رہتی دنیا تک اس کا تذکرہ دلوں میں باقی رہتا ہے اور زبانوں پر جاری ماشاء اللہ۔

فقدان طریقت حاضرہ: ہم عہد کے پابند نہیں، قول کے پکے نہیں، بول کے پورے نہیں۔ قول سے پھر جانا ہمارے لئے کوئی بات ہی نہیں۔ حالانکہ ارض و سما کی طنابیں قول ہی کی برکت سے قائم ہیں۔

جہاں کھڑا کیا جاتا ہے قائم نہیں رہتے۔ جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعییل نہیں کرتے۔ جو علم اللہ نے بخشنا اس پر عمل نہیں کرتے، بالکل نہیں کرتے۔ کسی بھی امر پر ثابت قدم نہیں۔

حضرت سلطان ابراہیم اوصم قدس سرہ العزیز نے پیش کی حکومت کے بد لفڑکو خریدا اور اکثر فرماتے

”مجھے یہ سودا بڑے ہی ستے داموں ملا“

ہمارا عزم تا قص، یقین متزل، نظر کوتاہ، قدم ست اور حوصلہ پست ہے۔ کسی بھی میدان میں نہیں ڈلتے۔ ذرا سی بات پر لڑکھڑا جاتے ہیں۔ ہماری تکبیر سے دل نہیں دھلتے۔ نعروں کی گونج سے رن نہیں کانپتا، غیرت کے جوش دلانے پر بھی خون نہیں گرماتا،

چہرہ آتش بار نہیں ہوتا، نگاہیں آگ نہیں برستیں، دل نہیں ترپتا، جسم نہیں بھرتا گویا جمود طاری ہے۔ موت کا جمود اور یہ حال کسی بھی حال میں مستحسن نہیں، مذموم ہے۔

اگر بدلا نہ گیا اور ابھی بدلا نہ گیا تو کیوں نہ بدلا؟

عالمگیر صداقت کا نمونہ، تلپیس اپنیں کا شکار ہو گیا ہائے!

عنایات الہیہ کا متحمل نہیں۔ رموز کائنات کی امانت کا امین نہیں۔ اپنی خلافت پر یقین نہیں۔ صاحب لولاک ملی اللہ علیہ وسلم کا شاہین نہیں۔ ذرا سی عنایت پر بھڑک اختتا ہے۔ بہک جاتا ہے۔ اپنے آپ میں نہیں رہتا۔ پینا پلانا تو دور کی بات ہے گویا دیوبھری کی داستان ہے، میکدے کے باہر کی بوکی تاب نہیں لاسکتا، بے خود ہو جاتا ہے۔

ظاہر میں بال بھر کی نہیں اور باطن میں کچھ بھی نہیں۔ گویا ظاہر پاک باطن خاک۔

قارئین حضرات! بندہ ان مقالات حکمت میں اپنے ہی نفس سے مخاطب ہے۔ کسی دوسرے پر مطلق تنقید نہیں۔ ہم نے جب بھی تنقید کی، اپنے ہی نفس پر کی، کسی اور پر نہیں۔ واللہ باللہ تاللہ! ماشاء اللہ۔

ہم نے اپنی نسبت کی ناموس اور منصب کے اکرام کی وجیاں اڑا دیں۔

نانے کے دادے کی کرنی تجھے کیا نفع دے گی؟ تیری اپنی کرنی ہی تیرے لئے

ناخ ہے۔

تیری روئیداد ..... ماضی کا طواف

حال سے انحراف

سر اسر کورانہ تقلید

بے جا بحث و تنقید

بے جان و پژمردہ  
بے کیف و افسرده  
پیغام کا نام تک نہیں

## تیرا حال

قدی..... انگشت بدندال  
خضرراہ..... تیری تلاش میں سرگردان  
بصر عالم..... محوجیت  
چشم فلک..... منتظر  
یہ دور کو رانہ تقسید کا نہیں، بالکل نہیں۔  
تیری فراست امید افزای تو ہو سکتی ہے، اطمینان بخش نہیں۔

## مسلمان سے خطاب

گلستان دہر میں  
ہزاروں بھل کھلے، مر جھا گئے  
غنجے مسکراتے، کھلا گئے  
بحر حیات میں  
ہزاروں سفینے روں ہوئے ڈوب گئے  
مو جیں ابھریں، دب گئیں

## افق عالم پا

ہزاروں نقش ابھرے، مٹ گئے

چراغ بھر کے، بجھ گئے

تاریخ عالم میں

ہزاروں باب کھلے، بند ہو گئے

عنوان ابھرے، مجھ ہو گئے

عالم آب و بگل میں

ہزاروں گروہ نمودار ہوئے، کم ہو گئے

نکربے، اجزے گے

مگر

ایک پھول کی تکہت سدا برقرار رہی

ایک چراغ کی لوکبھی ختم نہ ہوئی

ایک عنوان کی اہمیت کبھی کم نہ ہوئی

اور

ایک گوہر کی تاب کبھی محدود نہ ہوئی

بوستان دہر کا وہ گل سر سبد

افق عالم کا وہ تابندہ ستارا

تاریخ عالم کا وہ روشن عنوان

اور

بحریات کا وہ انمول گوہر

ملتِ اسلامیہ ہے جسے قرآن کریم نے خیر امّہ کے شرف سے  
مشرف فرمایا اور انتم الاعلوں کا مژده جانفزا سنایا۔

اے میری جان: تو اس ملت کا فرزند ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغام کا  
امین نہ کیا اور جسے اقوام عالم کی امامت کا تاج پہنایا۔

جب تک تو نے اپنے منصب کا اکرام کیا اور اپنی نسبت کی ناموس کا احترام  
کیا، اللہ نے تجھے بڑے بڑوں پر غلبہ عطا کیا۔ تجھے اپنی نصرت و تائید سے ہمکنار کیا۔

جب تک تو اللہ کا رہا، اللہ کے لئے جیا، اللہ کے لئے مرا، تیرا ہر کہیں احترام  
رہا، اکرام رہا۔

جب سے تو جہان کا بنا تیر کوئی نہ بنا اور کچھ بھی نہ بنا۔  
تاریخ عالم کی وہ داستان جس کا عنوان ”مسلمان“ ہے حیرت انگیز بھی ہے  
 عبرت خیز بھی۔ کبھی وہ عالم کہ اس کا نام سنتے ہی، بحرو بر لرزتے اور کبھی ایسی بے نی کہ الامان  
الامان۔

تیرے جوش کا بیوں سرد پڑ جانا  
تیری بلندی کا پستی میں بدل جانا  
تیری قوت کا ضعف میں ڈھل جانا  
تیرے کمال کا رو بے زوال ہو جانا  
کوئی معمولی حادث نہیں، تاریخ عالم کا بہت بڑا انقلاب ہے۔ تیرا یہ زوال انفرادی  
سلط پر بھی ہوا تو میں سلط پر بھی۔ علم میں بھی ہوا عمل میں بھی۔ وہ بھی کیا دن تھے کہ تعلوں سے  
ہنگا بکتا۔ جب کبھی نعرہ زن ہوتا، بحرو بر کانپ اٹھتے۔ فلک تیور بدلتا،

کر و بیان انگشت بدنداں۔ اگر کوئی تیری غیرت کو للاکارتا، دم بھر کی مہلت نہ دیتا۔ کسی قوت کو خاطر میں نہ لاتا، نہ ہی کسی امداد کی مطلق پرواکرتا۔ پہاڑوں سے ٹکرا جاتا، چٹانوں کو ہلا دیتا، کسی کثرت سے خوف نہ کھاتا۔ کسی میدان میں اڑ جاتا، بازی لے جاتا۔ تیرے تیروں کی تاب لانا کسی کے لئے بھی ممکن نہ تھا۔ تیری سطوت و بیبت سے بھروسہ لزتے۔ تیری گونج سے شیروں کے پیتے پانی ہو جاتے۔

اگر کسی میدان میں موت سے سامنا ہو جاتا، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا۔ تیری جبین کی سلوٹ کسی نئے انقلاب کا عنوان بن جاتی۔ جس جاہ و حشمت کی خاطر دنیا مارے مارے پھرتی ہے، تیری لوٹی بن کر تیرے حضور دست بستہ باریابی کی منتظر رہتی۔ تیرے نام کی گونج سے دنیا کا کونہ گونجا۔ پہاڑ گونجے، صحراء گونجے۔ مت گونجے، رند گونجے۔ مدھوش گونجے، بے ہوش گونجے، ہر کوئی گونجا مگر آج یہ گونج قصہ پاریسہ بننے لگی۔ تیری تاریخ کے تاباک قصے افسانے بننے لگے۔ تیری سطوت و بیبت کی داستان قصہ ماضی بننے لگی۔ وقت کی گردش نے تیرے کو دار کو دھنلا دیا۔

آج تیرے کسی میدان میں کوئی علم نہیں لہرا رہا۔ نہ دین کے میدان میں، نہ دنیا کے۔ نہ علم کے نہ عمل کے۔ نہ عبادات کے، نہ معاملات کے۔

اگر تیرے یہ مشاغل اور حافل جن میں گم ہو کر تو اپنی آب کھوبی بیٹھا ہے، تجھے کچھ فرست دیں تو اپنا حاسبہ کر۔ زندگی تیز رفتاری سے گزر رہی ہے۔ دیارِ ہستی کی شام ہونے کو ہے۔ سانس کا رشتہ ٹوٹنے کو ہے۔ شیرازہ بکھرنے کو ہے۔ دیا بھٹنے کو ہے۔ وقت کی قدر کر۔ مہلت کو غیمت جان۔ زندگی یوں گزار کر تجھے یہاں سے جانے کا افسوس نہ ہو۔ اے ملت کے پاس بان! گزرے ہوئے دور کی داستانوں سے دل نہ بہلا۔ ملت کی داستان کا آغاز کر

جو کسی گزری ہوئی داستان سے کم نہ ہو۔ ہر داستان کی ابتداء جدوجہد سے ہوتی ہے۔ جدوجہد جب جو بن پر آتی ہے، داستان بن جاتی ہے۔ جدوجہد کے میدان میں اتر، تاریخ عالم تیری داستان سننے کی منتظر ہے۔ وقت تیری ضرورت کو پھر تسلیم کر رہا ہے۔ اگر تو نے تاریخ عالم کے صفات پر نئے عنوان تحریر کرنے ہیں تو وقت کی آواز سن۔ اتحاد و اخوت کا علیبردار بن۔ جود ہونی بجھ گئی ہے، اسے پھر سے رہا۔ جو آگ سرد پڑ چکی ہے، اسے پھر سے دہکا۔ جو شعلہ بجھ چکا ہے، اسے پھر سے بھڑکا۔ شبستان عشرت سے باہر آ۔ یہ دور بات کا نہیں، صفات کا منتظر ہے۔ زندگی کے کارزار میں کوئی عملی نمونہ پیش کر۔ تیرے پاس نہ نہیں کے انبار لگے پڑے ہیں۔

صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت

عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت

عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت

علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت

حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

اویس رضی اللہ عنہ کی خاموش محبت

جنید رحمۃ اللہ علیہ کا مرافقہ تو حید اغماں

یوں قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا جذب اور

محمد و مصاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جلال

تیرا قابل فخر سرمایہ ہے۔ روشنی کے ان میماروں سے اپنی راہ منور کر۔ یہ نشان منزل بھی ہے، جادہ بھی۔ اپنے اسلاف کے نام کی لاج رکھ۔ تیرا چلنا پھرنا

عام انسانوں کا سا ہو لیکن سوچ ..... نافع الخلاق۔ ملت کی اقبال مندی کے لئے متعدد ہو، ذات کو ملت پر قربان کر۔ زندگی جہاد ہے۔ جہاد میں لڑنا مجاہد کا کام، فتح و نصرت اللہ کے ہاتھ۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ موجود ہے، رحمت بھی موجود ہے۔

دنیا بھر کی باطل قوتیں مل کر بھی حق کو مٹا نہیں سکتیں۔

اس چراغ کو بجھا نہیں سکتیں۔

اس سفینے کو ڈبو نہیں سکتیں۔

یہ بچکو لے تیری بیداری کے لئے ہیں۔

اے مسلمان! اے ملت کے پاسبان!

ملت تیری صداقت وعدالت و شجاعت و شرافت و سخاوت کے جو ہر دیکھنے کی طلبگار ہے۔ تو نیکی کے میدان میں آور زندگی کا کوئی نمونہ پیش کر۔ اللہ کا "کن" تیرے ارادے کی تنجیل کے لئے بے قرار ہے۔

دین زندگی کا مقصد متعین کرتا ہے۔ مقصد زندگی کا محور ہے۔ ہر شے اپنے محور کے گرد گھوما کرتی ہے اور محور کے گرد گھومانا زندگی کی منزل ہے۔ جو قوم یا فرد اپنے مقصد کو بھول جاتا ہے، سست ہو جاتا ہے اور پست ہو جاتا ہے۔ جو قوم یا فرد اپنی منزل پر گامزن نہیں، مقصود تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ قوم اپنی منزل پر گامزن ہو کر ہی اقوام عالم کی پیشوائی کا دم بھر سکتی ہے، سو کرنہیں اور کھو کر نہیں۔

ملی تحریک کا انحصار تیر و لفڑک پر نہیں، صداقت وعدالت و شجاعت و شجاعت پر موقوف ہے۔ جب بھی کوئی قوم ان چار معروف ملی تحریکاروں سے لیں ہو کر زندگی کے میدان میں عملی نمونہ پیش کیا کرتی ہے، اقوام عالم کی پیشوائی کا مقام حاصل کر پاتی ہے،

کسی اور طرح نہیں اور مطلق نہیں، وَمَا عَلِيْنَا الْاَلْبَلَاغُ۔

اتحاد دین کی بنیاد  
حیا دین کی جان  
عزم دین کی روح اور  
استقامت دین کی پرواز ہے

o

مؤمن کی فرات اللہ کا نور

عزیت جبل طور

استقامت غیر محصور

مؤمن کو کبھی کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ کبھی بھی نہیں۔

اس کے عزم کی راہیں اللہ کی تجلی سے منور.....

اور اس کی استقامت پہاڑ کی طرح غیر متزلزل ہے۔

وقتی طوفان پہاڑ کی سطح کو گرد آلو تو کر سکتے ہیں، جھکا نہیں سکتے۔ اللہ کی رحمت کی

بارش اس گرد کو دھوڈا لتی ہے تو پہاڑ کے حسن میں اونکھار آ جاتا ہے۔

مؤمن کی ہمت آخری دم تک نہیں ٹوٹی اور اللہ نے یہ ورشہ مؤمن ہی کو بخشنا ہے۔

اور یہ شان بھی اللہ نے مؤمن ہی کو بخشی کہ زندگی کے کسی میدان میں کبھی نامید

نہیں ہوتا حتیٰ کہ موت سے ہم کنار ہو۔

## مومن کی شان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف دیکھا تو فرمایا:

”بلاشبہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے شرف بخشنا اور تجھے مکریم اور تعظیم بخشی ہے مگر مومن کی حرمت تم سے زیادہ ہے۔“  
(مجموع الزوائد، جلد اول، صفحہ ۸۱)

○

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”مومن حرمت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ سے بڑھ کر ہے۔“  
(نواز الاصول صفحہ ۲۶ افی مرتبہ روح المؤمن مرتبہ مدینۃ منورہ)

○

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن سے بڑھ کر اور کوئی شے کمرم نہیں!

(طبرانی، مجموع الزوائد جلد اصفہان صفحہ ۸۱)

○

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مکرمہ فتح کیا تو اس کی طرف چہرہ انور کر کے فرمایا کہ (اے مکہ!) تو محترم ہے اور تیری حرمت کس قدر بلند ہے اور تیری خوشبو کس قدر پاکیزہ ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھ سے زیادہ محترم مومن ہے۔

(طبرانی، مجموع الزوائد جلد اصفہان صفحہ ۸۱)

○ حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کاے اللہ! تو نے اولاد آدم کو دنیا بخشی ہے وہ اس میں کھاتے پیتے ہیں اور بابس پہنچتے ہیں اور ہم تیری شیع بیان کرتے ہیں نہ ہم کھاتے ہیں اور نہ ہم دنیا میں اس طرح کھلیتے ہیں جس طرح وہ کھلتے ہیں۔ لہذا آپ آخرت کو ہمارے لئے منحصر فرمادیجئے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے جسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے ان کے صالحین کو ان کی طرح نہیں کروں گا جنہیں میں نے کہا (کن) تم ہو جاؤ تو وہ ہو گئے (یعنی فرشتے)

(طبرانی، مجمع الزوائد جلد اصفہی ۸۱)

○ عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بنی آدم سے بڑھ کر کوئی مکرم نہیں ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ملائکہ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ملائکہ بھی نہیں، ملائکہ تو مش و قرکی طرح مجبور ہیں۔

(طبرانی، مجمع الزوائد جلد اصفہی ۸۲)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ مومن میرے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی محبوب ہے (طبرانی، مجمع الزوائد جلد اصفہی ۸۲)

اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے جس کے الفاظ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی زیادہ مکرم و محترم ہے۔

○

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی موت پر زیادہ بخیل ہیں تم میں سے کسی ایک کے اپنے پسندیدہ مال کی نسبت حتیٰ کہ اس کی روح اس کے بستر پر قبض کرتے ہیں۔  
(بزار، مجمع الروايات جلد اصفہنی ۸۲)

○

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی ہوا سے بہتر کوئی ہوانیں۔ اس کی ہوا آفاق میں پائی جاتی ہے اور اس کی ہوا اس کا عمل ہے۔

(کنز العمال جلد اصفہنی ۱۶۵)

○

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی فراست سے بچو، کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔  
(ترمذی، مقاصد الحسنة صفحہ ۱۹)

○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے کعبہ! تیری خوشبو کس قدر پا کیزہ ہے اور اے مجر اسود! تیرا کس قدر عظیم حق

ہے۔ اللہ کی قسم: ایک مسلمان کا حق تم دونوں سے زیادہ ہے۔

(کنز العمال جلد اصفہان ۱۶۲)

°

### مومن کے ایمان کا خلاصہ

وَهُوَ مَعْكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحمد ۲۰: ۲)

”اور وہ تمہارے ساتھ ہے (خواہ) تم کہیں بھی ہو،“

### تفویت

قَالَ لَا تَخَافُ إِنِّي مَعْكُمْ أَسْمَعُ وَأَرَى (طہ ۳۶: ۲)

”فرمایا ذر نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں، سننا اور دیکھتا ہوں،“

### استقامت

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خُوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْزَنُونَ (الاحقاف ۱۴: ۲)

”جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے، پس  
ندان کے لئے خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے“

بھی ایک اثاثہ ہے جسے پا کروہ پھول نہیں ساتا۔ مساوا کو کسی خاطر میں مطلق نہیں  
لاتا، کسی مقام پر کبھی نہیں گھبرا تا اور ہر خوف سے بے خوف ہو کر اپنی منزل پر گامز نہ رہتا  
ہے، ماشاء اللہ!

**مومن کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔**

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جمع علاقوں سے منقطع ہو کر اپنے اللہ کو حاضر و ناظر کافی دوافی پا کر حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہا اور میلوں بھر بھڑکتی ہوئی آگ میں کوڈ پڑے، آگ گلزار بن گئی اور حضرت خلیل اللہ کے ایمان کا یہ نمونہ قیامت تک مومنین کے لئے مشعل راہ بنا۔ جب تک ہم اپنے رب کی قدرت و عظمت پر ایسا ایمان نہیں لاتے کس وکالت و کفالت کے دعویدار ہو سکتے ہیں؟

ستر بار تو بتا چکے حال ماضی کا شاہد ہے۔ جو چیز ماضی میں تھی حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں تو ماضی میں بھی نہ تھی۔ ماضی کو دیکھنا ہوتا حال کو دیکھو۔ اور حال کو ماضی پر فویقیت حاصل ہے ماشاء اللہ۔

### روحانیت کے کمال اور اللہ پر

### بھروسہ کی ایک نادر مثال

تیری صدی ہجری میں مصر میں ایک زاہد ابو الحسن بن عابد رہتے تھے۔ طولونی حکومت کے پہلے فرماں رووا احمد بن طولون نے کسی بات پر ناراض ہو کر انہیں شیر کے آگے ڈالنے کا حکم دیا۔ عربی ادیب مصطفیٰ صادق الرافعی (متوفی ۱۹۳۷ء) ”الاسد“ کے عنوان سے یہ واقعہ تحریر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ احمد بن طولون ایک لوڈی کے لطف سے تھا۔ اس کا باپ طولون غلام تھا۔ احمد کے مزاج میں ایک طرف عاجزی تھی تو دوسرا طرف باعیناہ خیالات۔ وہ ایک بلند ہمت شخص تھا۔ اس نے شروع سے ہی تہی کر لیا تھا کہ وہ ذلت و غلامی

کی زندگی کو عزت کی زندگی میں بد لے گا۔ اس نے لگاتار محنت کی، علم حاصل کیا اور کچھ عرصہ صوفیہ کی خدمت میں بھی حاضری دی۔ رفتہ رفتہ وہ ممتاز ہو گیا یہاں تک کہ مند شاہی تک جا پہنچا۔ اس کے مزاج کی دو رخی اس کے اعمال میں بھی نظر آتی تھی۔ بھی نہایت زم و حمل کبھی شیطانی حرکات کا طبع۔ اس نے زر کیش صرف کر کے نامور طبیبوں کی گمراہی میں ایک شفاخانہ قائم کیا جہاں مریضوں کو لباس، ادویات، خوراک اور رہائش سرکاری خرچ سے فراہم کی جاتی تھی۔ احمد ہفتہ میں تین ہزار درہم غرباً و مساکین میں خیرات کرتا، رنگارنگ کھانے پکوڑا کر غرباً کو محل میں مدعو کرتا اور انہیں پیٹ بھر کر کھلانے سے اسے دلی سرست ہوتی۔ قرآن کریم کی حلاوت اس کا معمول تھا۔ ذا کرین کا ایک بڑا گروہ اس کے محل کے اندر ایک خاص جگرے میں ذکر الہی میں محور ہتا تھا۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود معمولی باقون پر لوگوں کو قتل کروادیئے میں بڑا غیر محتاط تھا۔ ایسے افراد جنہیں اس نے قتل کر دیا یا قید میں اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور کیا، اٹھا رہ ہزار کے لگ بھگ تھے۔

وہ ایک دن کسی بات پر حضرت بنان رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گیا اور انہیں شیر کے آگے ڈالنے کا حکم دیا۔

شیر بے حد قوی اور خوفناک تھا۔ اس کا منہ ایسا وسیع تھا کہ قبر کا دہانہ ہو اور پیٹ ایک گہری قبر۔ شیخ کو چار دیواری میں بٹھا دیا گیا اور شیر کے پنجرے کا دروازہ اس چار دیواری میں کھوں دیا گیا۔ شیر دھاڑتا ہوا پنجرے سے لکلا۔ اس کی گرجدار آواز اور بیت ناک آواز سے دل دہلے جاتے تھے۔ شیر نے پنجرے سے نکل کر اپنے بدن کو سینتا۔ غیظ و غضب کے عالم میں اس کے بدن کے تمام بال کھڑے ہو گئے۔ وہ پوری طاقت کے ساتھ شیخ بنان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یوں لپکا جیسے ابھی ان کے پر خچے اڑا دے گا۔ ادھر شیخ بنان

گردن پنجی کئے نہایت اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے شیر کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ لوگ ایک وحشت ناک منظر کے منتظر تھے لیکن یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ شیر حضرت شیخ بنانؑ کے قریب پہنچتے ہی اپنی ساری وحشت اور خون خواری بھول کر ان کے سامنے زمین پر ہاتھ پھیلا کر لیٹ گیا۔ دوبارہ اٹھا گراب وہ شیر معلوم نہیں ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے وہ شیخ کی طرف چلا اور ان کے پاس پہنچ کر ان کے جسم کے ساتھ اپنا جسم رکڑنے لگا اور انہیں سو نگھنے لگا جیسے ایک کتا اپنے مالک سے پیار کرتا ہے۔ اس وقت شیخ یہ دیکھ رہے تھے کہ وہ ایک ایسی ہستی کے رو برو ہیں جس کے سامنے ہر بڑی سے بڑی قوت پیچ ہے اور شیر نے اپنے سامنے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خوفِ الہی کے سوا کسی اور خوف سے آشائی نہیں تھا۔

جس طرح شیخ میں کوئی خوف، فکر، پریشانی اور ذاتی خواہش باقی نہ رہی تھی اسی طرح اس وقت شیر بھی اپنی خونخواری، ہلاکت خیزی اور وحشت و غصب بھول چکا تھا۔

احمد بن طلalon اور دیگر خواص و عوام جوشی کا عبرت ناک انعام دیکھنے کے لئے وہاں موجود تھے، اس انوکھی صورت حال پر حیرت زدہ ہو گئے۔

واقعی جو شخص اپنی گردن اللہ کے سامنے جھکا دیتا ہے، اللہ کی ساری مخلوق اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتی ہے۔ ماشاء اللہ

نمونہ جب بھی کسی نے دیا اور جس چیز کا بھی دیا جان پر کھیل کر دیا، پھر وہ رہتی دینا تک زندہ و قائم رہا۔

کرنی کا کردار ابد الآباد زندہ جاوید

قیامت تک زندہ اور قائم رہنے والا ذکرہ ہر اعتبار سے ایک نادر نمونہ ہوتا ہے۔

## قرآن کریم کا مایہ ناز باب

مومن کا کار ساز اللہ ہے اور مومن اللہ کی قدرت کا نمونہ۔

یہ سن کر ڈنکے کی چوٹ پر سارا جنگل رقص کرنے لگا۔ ایک دھوم می گئی۔

ایمان جب اپنے لئے رب کو کافی و وافی اور وکیل و فیل تسلیم کر لیتا،

ماسوں سے مستغفی و بے نیاز ہو جاتا، ماشاء اللہ!

نفیل ایک معمولی ساحق پرست تھا۔ جب اس نے ابر ہمہ کے ہاتھی کو کان سے پکڑا

کر کہا: تو اللہ کے مقدس شہر کی حدود میں داخل ہے میہن بیٹھ جا۔ خبردار! آگے مت چلانا.....

وہیں گھٹنے فیک دیئے۔ فیل بانوں نے ہاتھی کو نیزے مارے، بر چھٹے مارے، آنکھ مارا لیکن

ہاتھی اپنی جگہ سے بالکل نہ اٹھا۔

سمع

بصر

نطق

جب تینوں حق کے تالیع ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فرمان کو سن کر

چیونیوں کی سردار نے چیونیوں سے مخاطب ہو کر کہا "اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں

سلیمان علیہ السلام کا لشکر تمہیں بے خبری میں نہ روند دا لے"

چیونی ہا قص الخلاق نے تو تین میل کے فاصلے سے حضرت سلیمان کی آمد کی آواز

سی اور میں اشرف الخلاق ہوتے ہوئے بھی پس دیوار نہیں سن سکتا۔ گراوٹ کی حد نہیں تو کیا

ہے۔

انسان نے کثافت و غلاظت و رذالت کے باعث سمجھ، بصر اور نطق کی قوتوں کو

مغلون کیا ہوا ہے۔

مؤمن کبھی جھوٹ نہیں بولتا

کبھی غیبت نہیں کرتا

اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کبھی نہیں کھاتا۔

اور مؤمن بننا بڑا ہی مشکل کام ہے۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُتُمْ

”اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو“

طریقہ الاسلام کی ”پی انج ڈی“ ہے

اس مقام پر کھڑنا تیرے میرے بس کی بات نہیں، عنایت الہی پر موقوف ہے۔

یہ مقام کبی نہیں، وہی ہے۔ اسے اصطلاح میں مراقبہ معیت کہتے ہیں۔

غور فرمائیں کہ بدی سے بچنے کے لئے کیا یہ کافی نہیں کہ: اللہ تجھ کو دیکھتا ہے۔

کراما کا تین جو تیرے پاس ہیں وہ تو تجھے نظر نہیں آتے یہ درخت، یہ پتھر، یہ مٹی

کے ڈھیلے..... غرضیکہ موجودات کی ہرشے تیری آواز کو سنتی اور تیرے حال پر روتی ہے۔

اے جان من! تو جلوت میں ہے کبھی خلوت میں نہیں۔

ملائک جہاوزندگانی کے معتبر مبصر ہیں

سوچ کر بول

سنبل کر چل

تیری کوئی بھی شے کسی سے پوشیدہ نہیں۔

بادشاہوں کے بادشاہ رب العالمین فرماتے ہیں  
قَالَ لَا تَخَافُ إِنِّي مَعْلُومٌ مَا أَسْمَعْ وَأَرَى (ط)

”کسی سے (بھی کبھی) مت ڈرو، میں (کل کائنات کا خالق و مالک و والی  
وارث) تمہارے ساتھ ہوں (جو کچھ بھی تمہارے ساتھ ہو رہا ہے) سنتا اور دیکھتا ہوں“ -  
اگر جتنڈ و کہدے فکر نہ کر، میں تیرے ساتھ ہوں تو بے فکر ہو جاتے ہیں۔ ایک  
بندے کی حمایت کے وعدے پے کلیتاً مطمئن..... لیکن اللہ رب العالمین کا وعدہ جیسے کسی  
دیوپری کی داستان! اعتبار ہی نہیں آتا!

اے ہم نہیں! تو ہی بتلا یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اسی کی بدولت ہم درور کے  
گدا..... ورنہ ہماری عظمت اے جان من! کسی بھی طرح کعبہ سے کم نہ تھی۔

اللہ فرماتا ہے..... تو جہاں بھی ہے میں تیرے ساتھ ہوں۔ مت ڈر، میں تیرے  
ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں، دیکھتا ہوں۔ میں تیرے قریب تھوں..... شرگ سے بھی قریب۔  
کیا تیرے لئے اللہ کا یہ فرمان کافی نہیں؟ یقیناً اللہ بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

☆      وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادٌنِي عَنِّي فَأَنْتَ فَرِيقٌ      (ابقر: ۱۸۲)

اور (اے محبوب ملی اللہ علیہ وسلم!) جب میرے بندے آپ سے میری بابت پوچھیں  
تو (فرمادیجھے کہ اللہ کہتا ہے کہ) میں قریب ہوں۔

☆      إِنَّ رَبِّيْ فَرِيقٌ مُّجِيبٌ (ہود: ۶۱)

بے شک میرا رب قریب ہے دعا سننے والا۔

☆      إِنَّهُ سَمِيعٌ فَرِيقٌ (سما: ۵۰)

بے شک وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) سننے والا ہے قریب ہے۔

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق:۱۶)

☆

اور ہم (انسان کی) شاہراگ سے بھی اس کے نزدیک ہیں۔

○ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! کیا تو نزدیک ہے کہ میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں یا تو دور ہے کہ میں تجھے کو پکاروں؟ میں تیری آواز کی آہٹ محسوس کرتا ہوں اور میں تجھے دیکھنیں رہا کہ تو کہاں ہے!

تو اللہ نے فرمایا:

میں تیرے پیچھے ہوں، میں تیرے آگے ہوں اور میں تیرے دائیں ہوں

اور باسمیں ہوں،

اے موسیٰ!

میں اپنے بندے کے ساتھ اس وقت ہم مجلس ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے

اور میں اس کے پاس ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

(منتخب کنز العمال ہامش مندا امام احمد بن خبل جلد اصفہان ۳۳۱)

جب تک تو خود میدان میں نہیں اترتا کوئی دوسرا کیوں کر اتر سکتا ہے؟ بندے کسی

حصہ کا نمونہ پا کرہی اس حصہ کی پیشوائی کر سکتا ہے، مطالعہ سے نہیں۔

جب تک کسی حصہ کی تمام ضروریات ولوازمات تمام نہیں ہوتیں، ناتمام رہتی

ہے اور حصہ ہی کی بدولت آدمیت کو ہر خلق پر شرف حاصل ہے۔

ایمان کی تائید اور اللہ جل جلالہ کے توکل پر جو بھی جاہد کسی میدان میں اتراء اللہ

نے اس کی حمایت کی۔ پوری حمایت کی۔ حمایت کی حد کردی۔ دیکھا نہیں کہ بدر کے میدان

میں جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے سمیت کفار سے لڑتے۔

ایمان بھی بھلا کبھی کسی کثرت کو خاطر میں لاتا ہے۔ ”مت ڈر! میں تیرے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں“، ایمان کی تقویت کے لئے کافی ووائی ہے۔ جب وہ کچھ کرنے کے لئے میدان میں اترے، دیکھا کہ وہ ملنے کے نہیں، کسی بھی طرح مژنہیں سکتے، قدرت کے قدرتی ہاتھوں نے تمام کر کچھ بھی کرنے نہ دیا۔ جو کرنا چاہتے تھے ”کن“، کہہ کر دیا۔

شہسوار ان طریقہ عملی نمونہ دے کر یہ درس دے گئے کہ جب بھی کسی میدان میں اڑ جاؤ، اسی طرح کرو۔

وہ اللہ کا بندہ جب متوكل علی اللہ کی زرہ پہن کر میدان میں اترتا تجھے کیا بتاؤں کہ کیا ہوتا..... موت و حیات سے بے خطر اور باطل کے لئے موت کا پروانہ ہوتا۔ کسی کی بھی امداد کو کسی خاطر میں کبھی نہ لاتا۔ اللہ معی کا یقین ہر کسی کی امداد سے بے نیاز کر دیتا۔ جس بھی میدان میں اڑ جاتا، اکھاڑے جادیتا۔ م مقابل کی دھیان اڑا دیتا۔ بے سروسامانی کی کوئی پروانہ کرتا۔ اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی خوف نہ کھاتا اور نہ ہی کسی سے کوئی امید رکھتا۔ کسی امدادی پیڑے کی تو کیا، جبراٹل کی فرماش کو بھی قبول نہ کرتا..... یہ کہتا کہ میرے لئے میرا اللہ کافی ہے! اللہ کی قسم! اللہ اس کے لئے کافی ہوتا۔

جب بھی کوئی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتا کہ وہ ان کی خدمت میں اپنی خدمات پیش کرنے حاضر ہوا ہے، موقع دیجئے، کہتے: آپ کی پیش کش کا شکریہ! ہمارے لئے ہمارا اللہ کافی ہے۔ کسی اور کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں..... جب وہ یہ کہتے اللہ کی قسم!

اللہ کی رحمت جوش میں آجائی اور اللہ کی ساری خدائی اپنی خدمات پیش کر دیتی اگرچہ وہ ان سب سے بے نیاز ہوتے!

کاش تیرے آباء کی یہ خصلت تجوہ میں ہوتی اور تو ان کی تقلید کرتا۔ تیری نظریں

اغیار کے اندادی بیڑوں پر؟ افسوس!

صدقی دل سے یہ تسلیم کر کہ اللہ رب العالمین کے سوا کسی کو بھی اور کسی بھی امر پر  
کوئی قدرت حاصل نہیں۔ دنیا میں جو کچھ بھی ہوا، ہوتا ہے اور ہوگا، اللہ تعالیٰ کے امر و ارادہ  
کے تحت ہوگا۔ یہ مومن کے ایمان کا بلند ترین مقام ہے۔ واقعات عالم اسی ایمان کی تصدیق  
میں رونما ہوا کرتے ہیں۔

تیرا ایمان ناقص ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا سا ایمان پیدا کر..... ۶۱ گزار  
بن جائے۔ جب تک تو ایسا ایمان پیش نہیں کرتا تیری کوئی بھی جدوجہد کیا رنگ لاسکتی ہے؟  
رحمت و برکات کا نزول تیرے ایمان ہی پر مخصر ہے۔

جب تمام علاقے سے کلیٹا دستبردار ہو کر اور تمام تذمیر کو بالائے طاق رکھ کر صرف  
ایک بار حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہا احادیث و صدیت و مجدیت و احسانیت کو پکارا۔  
آنکھ تک جمپنے کا موقع نہ دیا۔ آن کی آن میں دیکھتے ہوئے انگارے گلزار بن گئے۔

کیا تیرے ایمان کو تقویت پہنچانے کے لئے یہ کافی نہیں کہ ابرہيم کے جری لشکر کو  
ابا میلوں نے اور نرود کے لشکر کو مچھروں نے مارا؟

ایمان و کفر کی چیقش ازل سے جاری ہے اب تک جاری رہے گی

ایمان ..... غالب      کفر ..... مغلوب

ایمان کی قوت

نرود کے مقابل ..... مچھر

ابرہيم کے ..... ابا میل

ابا بیلوں سے ہاتھیوں کو مرانا تیری وہ مجرما نقدرت تھی جو ہر تاریخ کومات کر گئی!  
اللہ نے جب بھی اپنی عظمت و عزت و حکومت و قدرت کا مظاہرہ کیا، عقل کو دیک  
کر کے کیا۔ ہاتھی کے مقابل چڑیا اور جابر کے مقابل مچھر میدان میں آیا اور اس طرح  
ثابت فرمادیا کہ میری عظمت کے سامنے ہر چیز عاجز، میری عزت کے سامنے ہر شے ذلیل،  
اور میری حکومت کے سامنے ہر شے جگہی ہوئی ہے اور میں نے ہر شے کو اپنی قدرت کے مطیع  
کیا ہوا ہے اور کوئی بھی مخلوق اس کی نابرو منکر نہیں۔

وہ جب کسی بات پر اڑ جاتے کبھی نہ ملتے۔ جیسے چاہتے اللہ کر دیتا۔  
اللہ نے اپنے کسی بندے کی کسی میدان میں کنڈ لگنے نہیں دی۔ بندے کی غیرت کو  
اللہ نے اپنی غیرت سمجھا اور اس مضمون پر یہ تم الكلام ہے۔

ن تو ماں کا ہے نہ مختار کا، اغیار کا ہے  
رذیل مت بن، رذیل مت بن۔ ماں کا بن اور مختار کا  
و قا مالک کی عزت اور مختار کی آبرو ہوتی ہے  
اغیار سے شناسائی ماں کا و مختار سے بے وفائی نہیں تو کیا ہے؟  
اغیار یار نہیں ہوتا..... اغیار کو یار مت بنا  
ہر کسی کا یار مت بن..... ایک کا بن

o

قالَ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقْوُا اللَّهَ حَقًّا تُقْبَلُهُ (آل عمران: ۱۰۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔

اللہ سے کون ایسے ڈرتا ہے جیسے کہ ڈرنے کا حق ہے؟ کوئی بھی نہیں! اتنا بھی نہیں  
جتنا زید سے بکر۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام رب السوات والارض و  
رب العرش العظیم ہر جا ہر وقت ہر کسی کے پاس و ساتھ ہیں لیکن کوئی بھی اسے نہ حاضر مانتا  
ہے نہ ناظر۔ ہم صرف جانتے ہیں اللہ حاضر و ناظر ہے، مانتے مطلق نہیں۔ اگر مانتے ہوتے  
کسی بھی قسم کی کوئی برائی بھی نہ کرتے۔ خرافات و اہمیات سے احتساب کرتے۔ بت کی  
مانند دست بستہ حکم کے فتنہ رہتے۔ کسی بھی حال میں بھی بے تکلف نہ ہوتے۔ من مانی ایک  
بھی نہ کرتے۔ خدائی حکم کے پابند ہوتے۔

اور اگر ایسے ہوتے اللہ اکرم الاکرمین بھی تجوہ پر اپنے فیض کے دروازے کھول  
دیتے، تیری قدر کرتے، تھہ سے ہم کلام ہوتے، تیری حمایت کرتے اور اے جان من! تو کیا  
جانے کہ اللہ کی حمایت کا کیا مقام ہے۔ تیرے اللہ بادشاہوں کے بادشاہ، تجھے مساوے  
بے نیاز فرمادیتے۔ یہاں تک کہ..... علم و حکمت کے چشمے تیرے سینے سے جاری کرتے۔

تیرا درا کرم الاکرمین کادر  
تیردا تابادشاہوں کا بادشاہ اور  
تو منکوں کا ملکتا؟ ذوب مرنے کا مقام ہے  
اپنی حاجت، ہر حاجت، اپنے قاضی الحاجات سے مانگ..... دیا جائے گا۔ کبھی  
خالی نہ لوٹے گا۔

اللہ رب العالمین بادشاہوں کے بادشاہ خود فرماتے ہیں: مجھ سے مانگ، میں  
دوں گا..... یقیناً اللہ بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

قدرت ..... امر کن فیکون

کسی ساز و سامان کی پابند نہیں۔ جو چاہتی ہے، کرنے پر آتی ہے، دم بھر میں کرتی

ہے۔

دل سے مان! اللہ بادشاہوں کے بادشاہ، رب ذوالجلال والا کرام کے ملک میں  
کسی بھی غیر کو کسی بھی امر پر کوئی قدرت حاصل نہیں۔ مطلق نہیں۔ جو ہوتا ہے جیسے ہوتا ہے  
ارادت از لی ہی کے ماتحت ہوتا ہے۔

بے دل مت ہو، اللہ حاضر و ناظر ہے، دیکھتا ہے، سنتا ہے، جانتا ہے پھر یہ خوف  
کیسا اور گھبراہٹ کیسی؟ جو قدرت و عظمت اس دن تھی آج بھی ہے اور کل بھی ہو گی۔  
وہ بھی کیا دن تھے کہ تیری نظروں میں تیرے اللہ کے سوا کسی کی بھی شان مطلق نہ  
چھتی۔ کوئی اہمیت نہ رکھتی۔ اور جس جاہ و حشمت کے پیچھے تو مارے مارے پھرتا ہے، تیری  
لوئڈی بن کر تیرے حضور میں، اے اوس نے والے نوجوان! دست بستہ باریابی کے لئے  
منتظر رہتی اور آج تو اپنے غلاموں کے غلاموں کا غلام بنا ہوا ہے اور یہ مر جانے کا مقام ہے۔  
تیری غیرت کیوں جوش میں نہیں آتی اور اس کی کا تجھے کیوں احساس نہیں ہوتا؟ اگر تو نے  
اب بھی اپنی حالت نہ بدلتی تو کب بدلو گے؟

نہ تدیر پر تکیر رکھتے نہ لقدر پر۔ جس کام کا عزم کر لیتے کر کے رہتے۔ کبھی بازنہ  
آتے۔ اپنے عزم سے بال بھر پیچھے نہ ہٹتے حتیٰ کہ جیسے وہ چاہتے اللہ کر دینا۔ اگر کسی حکمت  
کی بنا پر تکمیل پر گزر نہ رکھتے، جاتے وقت یہ امید لے کر جاتے کہ وہ کام ضرور ہو کر رہے گا  
اگرچہ کسی سے ہو۔

”کن“ ان کے عزم کا استقبال کرتی اور ضرور کرتی۔

اگر کسی میدان میں ہار بھی جاتے تو بدل نہ ہوتے۔ اس ہار کو تازیانہ عبرت سمجھ کر اپنی ہر کمی کو دور کرنے کی پوری کوشش کرتے۔ ہار کو فتح کا مرشدہ جانفزا تصور کرتے۔ نصرت کیلئے اپنے ناصر کی طرف رجوع کرتے، ناصر نصرت و فتح سے ہمکار فرمادیتا۔

ہار کو اپنی طرف اور فتح کو فضل کی طرف منسوب کرتے۔

بھرت کے بعد نصرت اور نکست کے بعد فتحِ مومن کے ایمان کا وہ ضروری جز ہے جسے کوئی جھٹلانہیں سکتا۔

اے میرے نوجوان! اپنے آباء کی حوصلت پیدا کر۔ تیرے سفینے کو کوئی موج کیسے ڈبو سکتی ہے؟

یہ پچکو لے تیری بیداری ہی کے لئے ہیں۔

اے میرے مولائے کرمِ رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری امت کے نوجوان! تجھے اپنی کسی بھی ذمہ داری کا کوئی احساس نہیں اور تیرے آبا اپنی ذمہ داری پر کٹ مرتے۔ جب تک جان میں جان رہتی، کبھی پیچھے نہ ہٹتے۔ کاش ان کی یہ حوصلت تجھ میں ہوتی!

تیری کسی بھی چیز میں کوئی کمی نہ آئی۔ تیری ہمت جوں کی توں، قوت قائم، عزم جوان، ولولہ تازہ اور ذوق و شوق اسی طرح انگڑا بیاں لے رہا ہے۔ تیری ہر صلاحیت برقرار ہے۔

اے میری جان! تو صرف سویا ہوا ہے اور یہی دانتے رازِ بصرین کا متفقہ فیصلہ ہے۔

یہ سمجھ میں نہیں آتا کیسے جا گوئے اور کون جگائے گا۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اللہ جگائے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام جب کسی قوم پر اپنا کرم فرماتے ہیں تو اس قوم کے نوجوانوں کے دلوں میں احساس بیداری پیدا کر دیتے ہیں۔  
یا اللہ! ہمارا یہ معاملہ تیری "کن" کا تھا ج ہے۔

یہ احساس پیدا کر

احساس زیاب اور

احساس ذمہ داری

یہی دونوں خصلتیں قومی تعمیر و ترقی کے بنیادی اور ناگزیر اصول ہیں۔ جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی انہی کو اپنا کر کی۔

احساس زیاب، احساس ذمہ داری کی اساس اور محفوظ مستقبل کا ضامن ہے۔ جب قوم کو اس حقیقت کا شعور حاصل ہو جاتا ہے اس کا مستقل کامیابیوں سے ہم کنار ہو جاتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

فرض شناس، ذمہ دار اور دیانتدار، رات کو کھانا کھا کر نہیں بلکہ دن بھر کا کام ختم کر کچنے کے بعد سویا کرتے ہیں۔ جب تک دن کا کام پوری طرح ختم نہیں کر لیتے کبھی نہیں سوتے اگرچہ صبح طلوع ہو جائے۔

جس قوم کے عوام میں ذمہ داری کا شعور پیدا ہو جاتا ہے، ترقی کی منزلیں اس کے قدم چوتھی ہیں اور کوئی رکاوٹ اس کی راہِ عمل میں حائل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتی۔  
فرض شناس بن، یہی تقلید ہے۔

جس طرح ہر انسان اپنے رہنے کے لئے گھر، کھانے کے لئے خوراک اور پہنچے کے لئے بیاس کا آپ ذمہ دار ہے، اسی طرح ہر انسان اور ہر قوم اپنی اصلاح کی بھی آپ ہی ذمہ دار ہے۔

جب کوئی آدمی یا قوم اپنی اصلاح کا تہیہ کر لیتی ہے، اللہ سے اسی وقت ضروری اسباب عنایت فرمادیتے ہیں۔

جب تک کوئی آدمی یا قوم اپنی اصلاح کا عزم بالجسم نہیں کرتی، کوئی دوسرا کبھی کچھ نہیں کر سکتا۔

جس آدمی یا قوم نے دنیا میں ترقی کی، اسی اصول کے ماتحت کی۔ کسی دوسرے کو کسی کے لئے کوئی عمارت بنانے کی کیا ضرورت؟

انسانیت کی تعمیر کے معمار کا درجہ، انسانیت کی تعمیر پر موقوف ہوتا ہے اور انسانیت کی تعمیر انسانیت پر سب سے بڑا احسان ہے۔

مادیات کی جیرت انگیز ایجادات شب و روز کی محنت ہی کا شر ہیں۔ اتنی ہی محنت اگر انسانی کردار کی تعمیر و تکمیل کے لئے کی جاتی، انسانیت کا بول بالا ہو جاتا، مادیات بھی اپنے مقام پر برقرار رہتی۔

عقل نے نافع اخلاق ایجادات کیں اور تو مقامات کی الجھن میں الجھ گیا۔ ایسا الجھ کہ سلیمانی کی امید تک باقی نہیں۔

اگر کما حقہ، او امر و نواہی پکار بند ہوتا، دین بھی فیض کے دریا بھاہ دیتا۔

جب کوئی قوم کسی اخلاق کو اپنا لیتی ہے اللہ سے دانای (حکمت) بخش دیتا ہے۔

پھر اسے ترقی کرنے کے لئے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے، پہلے ہی روز نہیں۔ اور جو سرمائے

جس قوم کے لئے ضروری ہوتا ہے، اللہ اسے دیتا ہے۔ اللہ کے لطف و کرم سے ہمارے کہسار اپنی اپنی وادیوں میں موتیوں کے ذہیر لئے بیٹھے ہیں اور کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں۔

ہرشے کے خزانے بھرے پڑے ہیں ماشاء اللہ۔

دانائی ..... نبوت کا بہترین جزو

دانائی بزرگی کا اہم ترین جزو ہے

ہر دانا بزرگ نہیں ہوتا مگر ہر بزرگ دانا ہوتا ہے

یہ دونوں صفات (دانائی و بزرگی) لازم و ملزم ہیں۔ ہر قوم کی صلاح و فلاح انہی

دو صفات پر ہیں ہے۔

اگر ان دونیں سے کوئی ایک صفت، دانا بزرگی، علیحدہ ہو جائے تو وہ قوم اپنی بلندی سے گرجاتی ہے۔

ہم سے بہتر دانا کیس کو عنایت ہوئی؟ کسی کو بھی نہیں۔ علم و حکمت اور عشق و رقت

کا جوباب ہم پر کھلا، وہ ہم سے پہلے کسی پر بھی کبھی نہیں کھلا۔ ارسٹوا اگر اس دور میں ہوتا، گھنے میک دیتا۔

ف: ہم سے مراد "میں" نہیں، اسلام ہے۔

اے قوم! تجھے کائنات کی تربیت کا معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

تو کائنات کا معلم ہے، نہ کہ کائنات تیری۔

ہماری تہذیب، ہمارا تمدن، ہمارا اخلاق اور ہماری ہرشے ہر اعتبار سے اور ہر لحاظ

سے ساری دنیا سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ ہم علم (و حکمت) کے کسی بھی معاملہ میں کسی غیر کی

طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور بتائے ہوئے

علم و حکمت کے سوا ہماری دنیا میں کسی کی بھی بات کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اگر کسی نے کوئی علم و حکمت کی بات کہی ہمارے پاس اس سے کہیں بہتر بات موجود ہے۔ ہم سے پہلے جس کسی نے بھی علم و حکمت کا پرچار کیا ہمارے علم و حکمت نے ان سب کو مات کر دیا۔ ہمارے علم و حکمت کی موجودگی میں کسی کا کوئی علم و حکمت کوئی معنی نہیں رکھتا۔

تعصب شیطان کا ایک بڑا ستون ہے جس کو اس نے کبھی گرنے نہیں دیا۔ شیطان کیسے کیسے بندوں کو بہکاتا، دلفریب باتوں میں پھنسا کر راہ سے دور لے جاتا ہے۔ اس طو اپنے زمانے کا مانا ہوا حکیم تھا لیکن اس کی حکمت ہماری کسی حکمت کے مقابلے میں کوئی درجہ نہیں رکھتی۔ مغربی غیر مسلم مفکروں نے ہماری حکمت سے اخذ کر کے وہ باتیں اس طو سے منسوب کر دیں پھر اس بے چارے کو دنیا کی اٹی پر دوبارہ لاکھڑا کر دیا اور نہ علم و حکمت کا جو سرچشمہ اسلام نے جاری کیا، کہیں بھی کسی نے نہیں کیا۔

اے ہمیشیں! افسوس! تیرے مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علی کرم اللہ وجہہ اس کا دروازہ ہے" تو نے علی کرم اللہ وجہہ کی کبھی کوئی بات نہیں سنی اور تو نے اپنے مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات کبھی نہیں سنی اور تو نے اپنے مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی کوئی بات نہیں مانی۔ اس حال میں تجھ پر افسوس نہ ہو تو کیا ہو اور وہ علم و حکمت جو تیری میراث ہے کیوں کر جتھے ملے؟

کیا کسی نے کبھی اس عظیم نکتہ پر غور بھی فرمایا کہ التدرب العالمین نے سب سے پہلی وحی کا پہلا لفظ جو حضرت جبرائیل کو دے کر اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں غار حرامیں بھیجا..... اقرأ ہے..... یعنی "پڑھ۔"

معلوم ہوا تمام تعلیمات کے حصول کا واحد انعام اخخار پڑھنے پر ہی موقوف ہے۔

جس نے بھی جو حاصل کیا، پڑھ کر ہی کیا۔

علم و حکمت اور عشق و رقت کے جمیں تعلیم ہی کے منبع سے پھونا کرتے ہیں۔  
پڑھ کر ہی قطب بنا اور پڑھ کر ہی قلندر۔ پڑھ کر ہی نج بنا اور پڑھ کر ہی جرنل!  
بندے کو بندے پہ پڑھنے ہی کی بدولت شرف حاصل ہے۔

○ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس واکمل، اکرم و اجل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دو شخصوں کا ذکر ہوا۔ ایک عابد تھا ایک عالم، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے سب سے معمولی آدمی پر۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ، اس کے فرشتے، آسانوں والے اور زمین والے یہاں تک کہ جو شیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس شخص پر درود بھیجنی ہیں جو لوگوں کو بھلانی کی تعلیم دیتا ہے۔

○ میں نے حضرت ابو عمار رضی اللہ عنہ کی زبانی حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ عالم با عمل کو، جو لوگوں کو تعلیم دیتا ہے، آسمان کی ملکوت میں کبیر (یعنی بڑا) کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

(ابو امامہ باہلی، ترمذی شریف جلد دوم)

○ حضرت قیس بن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ سے ایک شخص ابو درداری اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ اس وقت دمشق میں تھے۔ حضرت ابو درداری اللہ عنہ نے پوچھا کہ بھائی! تم یہاں کیسے آئے؟ (یعنی کس غرض کے لئے آئے) اس نے کہا ایک حدیث (سننے) کے لئے جس کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان

کرتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کسی اور ضرورت سے تو نہیں آئے؟ اس نے عرض کیا جی نہیں۔ آپ نے پوچھا تجارت کی غرض سے نہیں آئے؟ اس نے کہا جی نہیں۔ آپ نے فرمایا تو کیا تم صرف اس حدیث کی طلب میں آئے ہو؟ (اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو لو سنوا!

میں نے حضور اقدس و اکمل، اکرم واجل، اطیب واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی حلاش میں کوئی راستہ طے کرے گا، اللہ تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والا کرام اسے ایسے راستے پر لے چلے گا جو بہشت کو جاتا ہے اور فرشتے علم طلب کرنے والے کے لئے اپنے پر بچاتے ہیں اور عالم کی ہستی ایسی ہستی ہے کہ آسان اور زیمن میں جتنے جاندار ہیں سبھی اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی باقی ستاروں پر علماء پیغمبروں کے وارث ہیں اور پیغمبروں نے ترکہ میں نہ دینار چھوڑا نہ درہم۔

انہوں نے تو اپنے ترکہ میں صرف علم چھوڑا سو جس نے یہاں اس نے بڑا حصہ پایا۔

(قیس بن کثیر، ترمذی شریف جلد دوم)

انسانیت کی برتری علم ہی کی بدولت ہے۔ انسان اور جانور میں علم ہی کا فرق ہوتا ہے۔ علم و حکمت اور عشق و رقت کے جسمی علم ہی کی بدولت پھولے۔ جہاں علم جلوہ افروز نہیں ہوتا، روٹی پانی کے سوا کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا۔

ملکی، قومی اور مذہبی ترقی کا انحصار تعلیم پر اور تعلیم کا نصاب اور نصاب کا شخصیت پر موقوف ہوتا ہے۔ گویا تعلیم کے لئے نصاب اور نصاب کے لئے شخصیت کا ہونا لازم و مطلوب ہے۔ قومی کامیابی کے لئے عوام کا تعادن ضروری ہے ورنہ کوئی ملک اور کوئی قوم کبھی ترقی

نہیں کر سکتی۔

کسی بھی ادارے کو چلانے کے لئے روپوؤں کی نہیں، شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے اور شخصیت جذبے کے تحت م Jewel ہوتی ہے۔ جب تک جذبہ قائم رہتا ہے، ادارہ قائم رہتا ہے۔ اللہ کرے تعمیری اداروں کے معماروں کے جذبات کبھی کم نہ ہوں اور کبھی ختم نہ ہوں ماشاء اللہ!

کائنات کی تعمیر میں جذبہ کا پہلا نمبر ہے۔ جس بھی تعمیر میں جذبہ رونق افروز نہیں ہوتا، کامیاب نہیں ہوتی۔ جذبہ انعام و اکرام سے مستغثی و بنیاز ہوتا ہے۔ اپنے کام کی مکملی کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا۔ جذبہ معمار پہ سوار ہوتا ہے جب تک اپنا کام ختم نہ کر لے، آرام نہیں کرنے دیتا۔

جذبہ ایک وہی خصلت ہے۔ خالق کی عنایت سے مخلوق کو دعیت ہوتا ہے اور ذوق و شوق جذبہ ہی کے مختلف مارج ہیں۔ جذبہ جب جنون کے مقام پہنچتا ہے، عشق بن جاتا ہے اور عشق ہر منزل کا میر کارواں ہے۔

جذبہ و جنون مکتبہ عشق کے محلم اور زندگی کے گوہر ہیں۔

جذبہ اللہ کی وہ قوت ہے جسے کوئی چھاند نہیں سکتا۔

جذبہ فرد و ملت کی زندگی کی روح رواں ہے۔ جس میدان میں بھی جذبہ بیدار ہوا فتح و نصرت کے جھنڈے لہانے لگے، پہاڑ تحریر کرنے لگے، ہوا میں موافق چلنے لگیں، حالات نے پلٹا کھایا۔

یہ زندگی وفا کا میدان ہے۔ وفا کے میدان میں وفادار بن اور وفا کے علم کو بلند کر۔

انہائی بلند۔ اور یہ علم جیتے جی کبھی گرنے نہ پائے حتیٰ کہ توریزہ ریزہ ہو جائے۔

تیرا جوش رندانہ سرد ہو گیا اور تجھے اس کی کا احساس تک نہیں۔ آج کسی بازار میں  
تیری کوئی قدر و قیمت نہیں۔

وہ بھی کیا دن تھے کہ تو لعلوں سے مہنگا بکتا تھا۔ جب کبھی تو نعرہ زن ہوتا، بگروبر  
کانپ اٹھتے۔ فلک تیور بدلتا اور کروہیاں انگشت بدندال ہوتے۔

آج تجھے کیا ہو گیا، تیرا جذبہ کہاں کھو گیا؟ اگر کوئی تیری غیرت کو لا کرتا تو دم بھر کی  
بھی مہلت نہ دیتا۔ کسی بھی قوت کو بھی خاطر میں نہ لاتا۔ نہ ہی کسی اہماد کی مطلق پروا کرتا۔  
بلاؤ پھر سچے پھاڑوں سے گلرا جاتا۔ چٹانوں کو ہلا دیتا۔ کسی کثرت سے خوف نہ کھاتا۔ اگر  
کسی میدان میں اڑ جاتا، اللہ اللہ، شتوں کے پتے لگادیتا۔ آج تیری غیرت کی کوئی داستان  
کسی بازار میں نہیں ملتی، تیری غیرت کو کیا ہو گیا؟

غیرت جب قوت کے مقابل کمرستہ ہوئی، تاریخ کومات کر گئی۔

ایک کمپ میں دو ڈگروں نے ایک بوڑھے مہاجر کی لڑکی کو ابھی بازو سے پکڑا ہی  
تھا کہ پولیس کے ایک نوجوان نے جو پاس ہی چوڑھے پہ بیٹھا اپنے بچوں کے لئے روٹی پکار رہا  
تھا، جلتی ہوئی ایک کھلپاڑ کو اس زور سے اس کے سر پہ مارا کہ ایک ہی وار سے وہ جہنم جا  
پہنچا۔ اسکے ساتھی نے جو دیکھا تو فوراً اس سپاہی کو گولی مار دی اور وہ اسی مقام پر، جہاں  
غیرت نے قوت کو پچھاڑا تھا، جامِ شہادت نوش کر گیا۔ اس واقعہ کے بعد پھر کسی کو کمپ کے  
اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ غیرت کا یہ ایک واقعہ سارے کمپ کی آبرو کا امین بن  
گیا!

غیور کو ہی غیرت ہوتی ہے کہ اس کی

بہن

بیوی

بیٹی

کواس کے سوا کوئی نہ دیکھے۔

خیانت بدترین خصلت ہے اور اللہ سے خوب جانتا ہے جو خیانت کرتا ہے۔ کوئی

بھی شے اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ ناجرم کو دیکھنا عین خیانت۔

خیانت کے باعث عبادت کی لذت سے محروم۔

دنیا میں کتنی کے چند آدمی ہوتے ہوں گے جو آنکھوں کی خیانت سے پاک ہوتے

ہیں۔

آنکھیں جب پاک ہو جاتی ہیں، مشیر برہنہ بن جاتی ہیں۔ نور میں کا پرتو!

اسلام کی سب سے بڑی صفت حیا ہے۔ جس آنکھ میں حیا ہے اللہ کی آنکھ ہے۔ ہر

آنکھ سے زالی، شوخ و بے باک۔ وہی آنکھ نور کے جمال کی مستقی میں مدھوش ہے۔ جس

طرف اٹھ جاتی ہے دم میں دم آ جاتا ہے۔ ہر دل کو مودہ لیتی ہے۔ یہی آنکھ مومن کی تواریخ ہے،

اس کا دار کبھی خالی نہیں جاتا۔ یہ آنکھ برق ہے دلوں کا قرار چھین لیتی ہے۔ میر جمال بھی ہے

اور قبر جلال بھی۔

جنینے والے! کسی ایسی خصلت کا مظاہرہ کر جو کبھی باطل نہ ہو، آخر تک زندہ و قائم

رہے۔

خصلت کی تبلیغ نہیں ہوتی، خصلت بذات خود ہی تبلیغ ہوتی ہے۔

اگر کوئی کسی کی ایک بات کو، صرف ایک بات کو، کماحتہ مان لے، مظہر العجائب کا  
غمونہ بن کر اوج شریا پہ چکے۔

غمونہ تلقین کا محتاج نہیں ہوتا

غمونہ کسی کا بھی ہو کبھی رونہیں ہوتا۔ معیار کے مطابق زندہ رہتا ہے۔

وفا اور عطا کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جہاں وفا ہے وہاں عطا ہے۔

تیری کس وفا پر کوئی کیا عطا کرے؟ اہل وفا عطا سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ وفا

بدات خود ایک عطا ہے۔

وفا پر عطا ہے

قول سے پھر جانا بندے کی سب سے بڑی کمزوری ہے

قول و قرار ہی کی برکت و عظمت سے ارض و سما قائم ہیں۔

قول پر استقامت نزول برکات کا انساب معمول ماشاء اللہ!

”آپ کا غلام“ کہنے اور لکھنے کو ہم نے ایک شیوه بنایا ہوا ہے ہر کوئی ہر کسی کو اپنے  
تینیں غلام قرار دے کر مطمئن ہو جاتا ہے حالانکہ کہیں کبھی کوئی کسی کا غلام ہوتا ہے؟ البتہ ہر  
کوئی اپنے نفس کا ضرور غلام ہوتا ہے۔

غلام وہی ہوتے ہیں جو ابدی ہوتے ہیں کبھی ناکام نہیں رہتے۔

ابدی غلام، فائز المرام۔

شاہی تمکنت کے جمال کے امین ہوتے ہیں، اہل وفا ہوتے ہیں اور پر لے درجے  
کے غیور ماشاء اللہ۔ حق پوچھوتے ہے حد غیور، انتہائی لاپروا۔ کسی کی کوئی پیش کش، بڑی سے بڑی  
پیش کش، ان کی نظر میں بالکل نہیں چھپتی، کوئی وقت نہیں رکھتی..... مُحکم راویتے ہیں۔

خاکروبی کے اعزاز میں گمن ہو کر کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔  
 خاکروبی تیری نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتی لیکن بادشاہ کے حضور میں جو قرب  
 خاکروب کو حاصل ہوتا ہے کسی بڑے سے بڑے الہکار کو بھی نہیں ہوتا۔ خاکروب کی رسائی  
 حرم سرا تک ہوتی ہے۔

دربار میں جو مرتبہ بھیگی کو حاصل ہے، کسی بھی الہکار کو نہیں۔  
 شاہی آداب کا کون متحمل ہو سکتا ہے؟ شاہی آداب کی پابندی آزادی کا خاتمه

۔۔۔

اعتماد..... غلام کی صفات کا سردار ہے۔

بڑے میاں! جس عنایت کی ججوں میں بڑے بڑوں کی عمریں گزریں، شاہی  
 دسترخوان کے خدام کے لئے یہ عنایت ایک عام چیز ہوتی ہے۔  
 شاہی دسترخوان کا پس خورده غلام ہی کی ملک و میراث ہوتا ہے اللہ اللہ!

ماشاء اللہ!

اور یہ عنایت روز ہوتی ہے۔

شمُّ نے روئی کو پس خورده ہی سے نوازا۔ سرخ شراب کی ایک بچی ہوئی گھوٹ  
 سے..... جسے رند تجھٹ کہتے ہیں۔ اگر دودھ کی آمیرش نہ ہوتی کپڑے چاڑ کر جنگل کو نکل  
 جاتا۔

قبیلہ مضر کا ایک گنام بد و فیروز مولاۓ علی کرم اللہ و چہ کی غلامی سے مشرف ہوا۔  
 وفا کی ادائیں مولا کو بھاگنیں حتیٰ کہ کربل کے میدان میں شہزادہ کو نینین ربی اللہ عزی کی معیت میں  
 شہید ہو کر اہل بیت میں شمار ہوا۔

اللہ اللہ یہ کیا تھا؟ وفا کا ایک اعجاز!  
 مقام عظمتِ حدائق کا اعزاز، ماشاء اللہ!  
 جمال وفا کی ضد ہے اور وفائل وفا کی آن!  
 اہل وفا جان دے دیتے ہیں، ہر بازار لٹ جاتے ہیں لیکن کبھی بے وفائی نہیں  
 کرتے۔

وفا کے میدان میں ثابت قدم رہنا ہر کس دن اس کا کام نہیں۔  
 سجان اللہ ماشاء اللہ! اہل وفا آن بان سے اس میدان میں اترے اور بازی لے  
 گئے۔ ان کے کارنامے تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اگرچہ وہ ان سے  
 بے نیاز ہیں۔ ان کی وقاویں کی زندہ اور تابندہ مثالیں اقوام عالم کے لئے رشد و ہدایت کا  
 موجب اور بادعت افتخار ہیں۔ کس کے اور کون کون سے کارناموں کا ذکر کیا جائے؟ ہر  
 کارنامہ ایک سے ایک بڑھ کر انوکھا اور نرالا ہے۔

اہل وفا تحسین و تنقیص، شہرت و مذمت، وہب و سلب اور قبض و سلط غرض کی بھی  
 شے کی مطلق پروانہ نہیں کرتے۔ دل ٹکنی ہو یا لنووازی، ہر دو سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ ان کی  
 اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔ ان کی مرضی ہی ان کی مرضی اور ان ہی کی رضا ان کی ادا ہوتی  
 ہے۔

وفا شعاری ان کا مسلک اور وفا کیشی ان کا نہ ہب ہوتا ہے۔

ارباب وفا کا شیوه، ٹکوہ نہیں، تسلیم ہے  
 تنقید نہیں، تعظیم ہے  
 تحریر نہیں، تکریم ہے

وفا سے بہتر کوئی طاعت نہیں

وفا سے برتر کوئی نعمت نہیں

وفا سے فروں تر کوئی سعادت نہیں اور

وفا سے بڑھ کر اور کوئی خصلت نہیں۔

انسانیت کی سمجھیل کا دار و مدار اور عز و شرف کا انحصار وفا ہی پر موقوف ہے۔ ان کے بغیر فرد ہو یا قوم، کبھی سمجھیل کے مدارج طے نہیں کر سکتی۔ اس کے بغیر حیات بے کیف اور موت صدحیف ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قومی طلبی وفا کی نعمت عنایت فرمائے! آمین

حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ وفا کے کہتے ہیں؟ کہا ایسا یعنے عهد وفا کی جڑ ہے۔ اپنے قول کو پورا کرنا اور کسی بھی حال میں اپنے قول سے کبھی نہ پھرنا وفا ہے۔ کسی ایک در پہ بیٹھ کر پھر جیتے جی۔ کبھی نہ اٹھنا۔ کسی سے کوئی تعلق ایک بار جوڑ کر پھر کبھی نہ توڑنا۔ کسی کا بن کر پھر ہمیشہ اسی کا رہنا۔ کسی ایک کا ہو جانا اور پھر ہمیشہ اسی کا بننے رہنا۔ جس در پہ ایک بار دھونی رہا دینا پھر ہمیشہ رہائے رکھنا۔ کوئی لائق کوئی تحریص، کوئی دباؤ، کوئی دھمکی یا انعام اس کی توجہ کو کسی اور طرف کبھی مبذول نہ کر سکے اور نہ ہی جذب کو متزلزل اور کشش کو زائل کر سکے اگر چڑی میں و آسمان کی طنابیں ٹوٹنے لگیں۔

حضرت امام اعیل علیہ السلام کا یہ قول کہ..... اے میرے باپ جس طرح بھی آپ کو اللہ رب العالمین کی طرف سے کرنے کا حکم ملا ہے کرڈا یعنی انشاء اللہ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے..... اللہ تبارک و تعالیٰ کو کون و مکان کی مخلوق کے اعمال سے مقبول و محبوب ہے۔ حضرت امام اعیل علیہ السلام نے جو بھی کہا دل سے کہا، حق کہا اور اس پر ثابت قدم رہے ذرا بھی نہ ڈگکائے۔ اللہ العالی العظیم نے ان کے اس قول کو اپنی کتاب قرآن عظیم میں

قیامت تک پیدا ہونے والے جن و انس کی رہنمائی کے لئے بہت فرمایا۔

نگارخانہ دہر میں کرنی کے سوا کوئی اور تذکرہ باقی نہیں رہتا۔ بندے آتے رہتے ہیں اور جاتے رہتے ہیں کسی کی کوئی یاد باقی نہیں رہتی۔ جس بندے کا کوئی عمل اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے اللہ سے بندوں کی زبانوں پر زندہ رکھتے ہیں۔ بندہ مست جاتا ہے، کرنی (کارہائے نمایاں) کبھی نہیں ملتی۔

کامیاب ہونے والوں کی راہ پر چل کر ہی بندہ کامیاب ہو سکتا ہے  
کامیابی کا راز..... کامیاب ہونے والوں کی راہ اپنانے میں ہے  
تھی راہیں..... کامیابی کی راہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کے بارے میں (قیامت کو) باز پرس ہوگی۔ (بنی اسرائیل: ۲۳۲)

○  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے روز ہر عہد بٹکنی کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا ہوگا، کہا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کی عہد بٹکنی کی علامت ہے۔ (دارمی)

عہد کا پابند ہو..... کامیاب انشاء اللہ

ایک عہد ایک جھنڈا ہے، جب تک عہد قائم رہتا ہے، جھنڈا جھولتا رہتا ہے۔

بندہ جب عہد سے پھر جاتا ہے، جھنڈا اگر جاتا ہے۔ گویا عہد جھنڈا اور ایفاؤ ستون

- ہے -

جھنڈا ستون پر جھولتا ہے۔ جب ستون ہی نہیں، جھنڈا کیسا؟

عہد الاست کامین بن!

اسی ذوق و شوق اور جذب و مسی کے عالم میں سرشار ہو کر نگار خانہ دہر میں  
”قالوا بلى“ کے اقرار کا عملی نمونہ پیش کر..... کامران ماشاء اللہ!

زبان سے اقرار تو ہو چکا، دل سے تقدیق کر:

الله الله ربی لا اشرک به شيئاً

عام زندگی عام ہوتی ہے۔ زندگی جب عہد و پیمان کی پابند ہو جاتی ہے، خاص  
ہو جاتی ہے، خاص الخاص ماشاء اللہ۔

عہد جب زندگی پہ چھا جاتا ہے، دم بھر کے لئے بھی سرکھلانے کی فرصت رہنے  
نہیں دیتا۔ محو و منہک فرمائ کر جس بھی خصلت کی تشریع چاہتا ہے ”التام“ کی جملہ لفاظت کا  
امین بن کر منصہ شہود پہ جلوہ نمائی کرنے لگتا ہے۔

پیاتام

اللہ کے سوا کوئی تام نہیں کہلا سکتا

اللہ جب کسی خصلت کا انتام فرماتے ہیں، تام سے مشرف فرمائ کر تام فرمادیتے  
ہیں۔ تام وہ ہے جو کبھی ناتام نہ ہو، لغت کے اعتبار سے زندہ اور قائم رہے۔

کسی خصلت کا نمونہ فوق الوری ہوتا ہے۔ ہر نمونے کومات کر دیتا ہے۔

جس نے بھی کسی خصلت کو اپنایا، دنیا بھر میں مہک اٹھی۔

کسی بھی خصلت کا باب بھی نہیں ہوتا، کہکشاں کی طرح جگہ تارہتا ہے۔

عہد آدمیت و انسانیت و بشریت کی جان۔ اور ذکر عہد ہی کی بدولت زندہ

و قائم۔

جز زندگی کسی عہد کی پابند نہیں، کوئی زندگی نہیں آوارہ ہے  
زندگی عہد سے بہرہ ور ہو کر زندگی کھلائی۔

عہد اپنے وعدہ کا مطالبة کرتا رہتا ہے۔ جب تک اس پر پورا نہیں اترتا، کبھی آرام  
سے سونے نہیں دیتا۔ بے جلین رکھتا ہے اور بے قرار۔  
عہد اپنے وعدہ سے جنگ کرتا رہتا ہے۔ جب تک اسے ہر انہیں دیتا، جنگ  
جاری رہتی ہے۔

عہد ایک وجود ہے..... قویِ اصل وجود  
جب پوری طرح چھا جاتا ہے، ہر عہد کا کفیل بن جاتا ہے  
عہد جب اپنے عہد پر پہرہ دار کی طرح ڈٹ جاتا ہے، ہر عہد کا محافظ ہو جاتا

۔۔۔

عہد اپنے وعدہ کی وقاری کا امین ہوتا ہے اور جب تک عہد اپنے وعدہ پر پورا نہیں  
اترتا، کوئی تحریر و تقریار سے مطمئن نہیں کر سکتی۔

ایک عہد کی پابندی ایک ولایت ہے۔

ایمان ایک ولایت ہے۔ عام مسلمان کو ادنیٰ درجہ کی ولایت حاصل ہے  
اعلیٰ درجہ کی ولایت عہد کی پابندی کی تکمیل کا اعزاز ہے۔

عہد آدمیت و انسانیت و بشریت کی آبرو کا امین اور انتیازی نشان ہے۔

عہد ایک وجود ہے۔ قویِ الجسم وجود۔ جب تک قائم رہتا ہے، ہر شے قائم رہتی  
ہے، کبھی نہیں گرتی۔

عهد اطمینان ..... عهد ایک چنان، جسے کوئی طوفان کبھی نہیں گرانہیں سکتا، نہیں  
اپنے مقام سے ہلا سکتا ہے۔

عہد پر استقامت ..... علم و حکمت اور عشق و رقت کا سرچشمہ

### باقیات الصالحات کا مجمع

اللذکو پسند

میرے آثار و فتوح فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند

خلوقی عام کو پسند

فطرت کو پسند

کوئی بھی اس کا مکر نہیں

باب زرالا

عنوان انوکھا

اداول پسند

عجائب کا مخزن

غراہب کا معدن

شیخیت کا عمامہ و دستار

اور زندگی کا ابر گوہ بار ہے۔

وما علينا الا البلاغ

جس نے بھی پایا

عہد ہی پر استقامت کی بدولت پایا

عهد ..... استقامت کا اور  
استقامت عہد کی ضامن ہوتی ہے۔

یہ ضمانت مقبول الہی ہو کر

فضل عظیم کی تفسیر بن جاتی ہے۔

کرامت مت دیکھ،

عہد پر استقامت دیکھ۔

عہد پر استقامت فوق الکرامت۔

عہد سے پھرنا ..... الامان الامان الامان

علم نے عہد کی فضیلت کا اکشاف کیا

لیکن عمل اس پر کاربند نہ ہوا۔

کریمیات تو کسی بھی طرح

قرودن اولیٰ کے کسی فیض سے محروم نہ رہتا۔

علم نے تقاضی و خطبات کی حد کر دی،

عمل نے ایک نہ مانی

اگر مان لیتا علم کا مقصد حل ہو جاتا۔

علم میں کوئی کمی نہیں ..... ورثی الورثی

عمل ..... ناقص

اور ناقص مستحسن نہیں ہوتا۔

اللہ ہمیں علم پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بد عهد ..... بے وفا

بد عهدی اور بے وفا کی سے بدتر اور کوئی بدی نہیں

عہد کا پابند ..... با وفا

عہد کی وفایت عظمت کا ظہور

یہ کیا عہدو بیان ہیں؟ بنی آدم کی تاریخ میں چند قول زندہ ہیں ..... جو زندہ نہ رہے

وہ کیا تھے؟

میرے اللہ نے فرمایا: اے بنی آدم! عہدو بیان پہ ثابت قدم رہ!

یہ اتنے قوی ہیں اور کڑے کہ دم مارنے کی گنجائش نہیں،

یہ شاہ مہر ہے، اسے اپنا!

بندے کا قول و قرار پہ ثابت قدم رہنا اللہ ہی کی عنایت ہوتا ہے و ما تو فیقی الا باللہ

لائقۃ الالباللہ۔

قول و قرار دونوں تک محدود نہیں ہوتے، قیامت تک قائم و دائم رہتے ہیں، کسی نہ

کسی خصلت کا عنوان ہوتے ہیں اور انہی کی بدولت سرفراز۔

خصلت کی تمکنت کبھی ماند نہیں پڑتی، چاند کی چکور بن کر فضا میں پرواز کیا کرتی

ہے، کبھی بلبل بن کرام کی سیر۔

تیرے وہ پڑا اسرار بندے آج تیری دنیا میں کہاں چھپ گئے، کسی میدان میں

کہیں نظر نہیں آتے؟ دنیا پھر جاتی پر اپنے قول سے کبھی نہ پھرتے، حتیٰ کہ اللہ کی رضاراضی

ہو کر فتح و نصرت کے دروازے کھول دیتیں۔

تیرے رندانہ انداز کے شیدائی و تماشائی آنکھیں چاڑ چاڑ کر تیری راہ تک رہے

ہیں۔ آبھی جا! اس بشدت سے اور مدت سے بے تاب و منتظر ہیں۔

قول کا پابند ہو..... کامیاب ماشاء اللہ  
 قول پڑھت..... کامران ماشاء اللہ  
 ورنہ تیری یہ زندگی کسی بھی بازار میں کسی قیمت کی نہیں و ما علینا البلاغ۔

اور

یہ باتیں بھی بڑے ہی کام کی باتیں ہیں  
 گھٹے میں مت رول۔

لکھنے والے نے تہربات لکھ دی..... تمیل بھی تو کرا!

زندگی ایک میلہ ہے۔ میلے میں ہر کوئی ہوتا ہے ہرشے ہوتی ہے۔ نیک بھی ہوتے ہیں نیک سے پیزار بھی۔ نیکی کوئی نئی بات نہیں۔ پیغام سنائے جا، جو سوتے ہیں انہیں جگائے جا اور زندگی کے منشور کو گرمائے جا۔

ملت کے فونہالو! ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ۔ معمولی معمولی اختلافی باتوں کو ہوا دے کر سادہ لوح بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف افقرت مت پھیلاو۔  
 دین کا علم حاصل کیجئے۔ اپنے علم پر عمل کیجئے۔ نمازوں کا ستون ہے نماز قائم کیجئے۔ آپ اپنے معاشرے کی اصلاح کے ضامن و ذمہ دار ہیں، اپنی ذمہ داری پوری کیجئے۔

ملت اسلامیہ کے مابین اخوت، اتحاد و محبت کو فروغ دیجئے۔ دین کی کسی درس گاہ کے خلاف اہانت آمیز کلمات نہ کہیے۔ دین کے فضائل و مسائل بیان کیجئے۔ اختلافی مسائل میں مباحثہ نہ کیجئے۔

نجات و قرب و ولایت کا واحد ذریعہ اتباع سنت پر بنی و موقوف ہے۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجھے۔

قرآن و سنت کی روشنی سے اپنی راہ روشن کر۔ اور قرآن و سنت میں کسی بھی برائی کا نام تک نہیں۔

جو راستہ اس راستے کی تائید نہیں کرتا اور جس راستے کی یہ راستہ تصدیق نہیں کرتا  
ہمارے نزدیک کوئی راستہ نہیں واللہ بالشدۃ الشدۃ!

محبت کے بغیر اتباع ناممکن اور اتباع کے بغیر محبت ایک غیر معترد عوٹی ہے۔

محبوب کے ارشاد کی تعمیل محبت کا ایک ناگزیر مقام ہے۔

ایک آدمی کسی کی محبت کا دعویدار ہے۔ وہ اسے حکم دیتا ہے، فلاں کام کرو، وہ نہیں کرتا۔ پھر کہتا ہے فلاں کام مت کرو، وہ اسے کرتا ہے۔ گویا جس کام کے کرنے کا وہ حکم دیتا ہے نہیں کرتا لیکن جس کام سے روکتا ہے کرتا ہے..... یہ محبت نہیں زبانی جمع خرچ ہے۔

حرف حرفاً۔ لکھوکھا صفات کی گردانی کر۔ جس نے بھی کسی منزل کو طے کیا، حادی ہی کی محبت سے طے کیا..... اور ہر تذکرہ محدث ہی کی محبت کا تذکرہ ہے۔

اللہ ہادی ہے اور مهدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور مهدی ہی نے دنیا کو بتایا کہ اللہ ہادی ہے اور قرآن کریم کتاب الہدی۔

مهدی کی اقتدا ہادی ہی کی اقتدا ہے۔

ہادی کی ہدایات ہی پکار بندرہنا، کسی بھی قسم کا انحراف نہ کرنا، کامیابی کی اصل

۔

میرے آقاروچی فراہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار باتوں کو مانتا ایمان کی میکیل کا امید

افزامقام ہے:

ترک کذب

ترک غیبت

ترک نیکیت اور

ترک حسد۔

اے ہم نشیں! اچھی طرح ذہن نشین کر: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی اصل ہے۔

جب تک تو میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا، اللہ کو کبھی نہیں پاسکتا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی، سچی اور اپنی محبت کی پیش سے مردہ دل زندہ ہو جاتا ہے، کسی اور عمل سے نہیں..... اور دل کی دنیا کا یہ ازالی وابدی دستور ہے ماشاء اللہ یہ کہہ..... حضور اقدس و اکمل واجل واطیب واطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا

مذہب، محبت میری ملت اور اتباع میری منزل ہے۔

زندگی امر و نبی پر مشتمل ہے

ایک امر ہے، ایک نبی

ہر امر میں نبی اور ہر نبی میں امر ہے

یاد امر ہے..... غفلت نبی

میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے خیال میں محور ہنا امر اور مساوا میں مشغولیت نبی۔

جو مصروفیت تجھ کو تیرے اللہ سے دور کرے مددوم ہے، ترک کر۔

تیرا قول الست بِرَبِّكُمْ اور اقرار قالوا بِلِي  
 اپنے قول و اقرار کو مان۔ پچھے دل سے تسلیم کر۔ ہر وقت پیش نظر رکھ، کبھی او جمل  
 مت ہونے دے۔ رو بیت کا انکار مت کر، کسی بھی انداز میں مت کر۔ رو بیت کا انکار کفر  
 نہیں تو کیا ہے؟ قالوا بِلِي کی یہ آواز تیرے قول و قرار کی امین ہو۔ تیرے کا نوں کو یہ آواز  
 کیوں سنائی نہیں دیتی؟ کہیں..... بہرے تو نہیں؟ سننے والوں ہی تو ایک آواز تھی۔ جو یہی نہ  
 سنی پھر کیا سنا؟ تیرے کا نوں تک چھپنے والی پہلی آواز قالوا بِلِي سننے ہی روح نے لیک کہا  
 اور آج تک اسی آواز کے ذوق میں مت ہے اگرچہ تم اس سے بے خبر ہو۔  
 اے او انہوں ہیرے! اقرار تیری زندگی کی بندگی تھی جو بھول گیا۔ ایسا بھولا کر  
 بھول ہی گیا۔

ہر جلوق کو شاہد بنا کر قالوا بِلِي کا اقرار کیا۔ یاد نہیں تو یاد کر۔  
 جب تک اسے تسلیم نہیں کر لیتا اگرچہ روز روز اور ہر روز سو بار بھی کہا جائے کم ہے۔  
 قالوا بِلِي کے اقرار کو مان

اور

حبيب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر دنیاۓ دوں کی ہر محبت قربان کر۔ اور ہر  
 سبیل اس ہی سے بلوغ المرام ہے۔

تو اپنے دل کی دنیا کے دفتر میں صرف دو ہی حرف لکھوں:  
 اللہ کو سجدہ اور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام..... تاد و ام قیام

جس تن میں اور من میں میرے رب کا ذیرا اور اللہ کے جبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا  
بیرانہیں، ذکرگروں کا بازار ہے۔

امت کی محبت اور خیرخواہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے محبت  
کا اولین ادب ہے اور محبت میں ایسی باتوں کا جیسی کہ ہم ایک دوسرے سے کرتے ہیں، نام  
تک نہیں۔

دین اسلام میں فتوحات و اصلاحات و اشاعت  
میرے آقاروچ فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت کی بدولت ہوئیں، ہورہی ہیں  
اور ہوتی رہیں گی۔ بحث جب بھی کہیں داخل ہوئی رحمت رخصت ہوئی۔

محبت دلکش الفاظ، خوش نما تراکیب اور حسن بیان کی ہتھاں نہیں، جذبے کی  
طلب گار ہے۔ جذبے صادق ہوتا کلام کی سادگی یا ادبی فروگذاشتیں بھی ایک حسن بن جاتی  
ہیں!

محبت فطرت ہے جو طرز اور حسن زبان و بیان کی ہتھاں نہیں۔ محبت قلب و نظر  
کے پیغامات کی امین اور قلبی واردات کی تربیت ہوتی ہے۔ اس کا اظہار حس بھی انداز سے  
ہو، لاکن التفات ہوتا ہے۔ کسی جانور سے پیار کریں وہ منوس ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ  
اظہار بیان سے محروم اور اس سے سمجھنے سے بھی معذور ہے۔ اس سے بھی لطیف تر پہلو یہ ہے کہ  
آپ اس بے زبان جانور کے پیچے سے پیار کر کے یا اسے آزار دے کر دیکھیں۔ وہ پیار کے  
بدلے پیار اور آزار کے بد لئے الوسح آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کرے گا حالانکہ آپ  
کے اس عمل سے براہ راست اس کی ذات متاثر نہیں ہوئی مگر اولاد کی محبت نے اس میں آپ

کے لئے محبت یا نفرت کی چنگاریاں بھر دی ہیں۔

انسان اشرف الخلوقات ہے، اس کے ہر جذبہ اور ہر عمل کو شرف و مجد کا حامل ہونا چاہیے۔ اس کی محبت و نفرت یا تقليد و تقييد میں کوئی واضح تغیری مقصد کا رفرما ہونا چاہیے۔ مدارج کی بلندی مقاصد کی رفت اور جذبے کے خلوص پر مخصر ہے۔ تقييد برائے تقييد امت میں فساد اور طلت میں افتراء کا باعث تو بن سکتی ہے، اتحاد و اتفاق کا نہیں!

خدام و متولین سے پیار آقا کے جذبہ محبت کو بیدار کرنے کا بہترین وسیلہ ہے اولاد سے پیار والدین کی محبت کے حصول کا عمدہ اور موثر ترین ذریعہ ہے۔ یعنی، اگر چاہے ہو کہ اللہ رب العالمین کی رحمت جوش میں آئے تو اس کی مخلوق سے محبت کرو، مخلوق اللہ کا نہیں ہے اور اللہ اپنی مخلوق پر ماں سے بھی سو گنا زیادہ مہربان ہے۔ اور اگر حضور اقدس ملی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے طلب گارہ تو آپ ملی اللہ علیہ وسلم کی محبوب چیز کو محبوب رکھو اور آپ ملی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین چیز آپ ملی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ یہ اندازہ لگانا ذرا بھی مشکل نہیں کہ وہ امت حضور ملی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر محبوب ہو گی جس کی خاطر حضور ملی اللہ علیہ وسلم اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جا گئے غرض ہر لمحہ متکر اور ہر لمحہ بے چین رہتے۔ جس کے لئے راتوں کے طویل قیام اور بجود میں حضور ملی اللہ علیہ وسلم کے اشک بتتے رہتے۔ غار حرا کا ہر مقدس پھر، ریگستان عرب کا ہر ذرہ اور معراج کی نورانی شب کا ہر لمحہ امت سے حضور ملی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت کا گواہ ہے۔ اور پھر وصال مبارک کے وقت حضرت اولیس قرقی رضی اللہ عنہ تک امت کی مغفرت کیلئے دعا کی وصیت اور قیامت کو تواریبِ ہب لئی امتنی کی دعا امت سے حضور ملی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور شفقت و رحمت کی غماز ہے۔

اس امت کی خیر خواہی، ہمدردی اور اس سے محبت و الفت و شفقت و رحمت کا

سلوک یقیناً حضور ملی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ الفتاویٰ کے حصول کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اور اس سے زیادہ ناگوار اور ناپسندیدہ عمل اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اتحاد و اتفاق کی بجائے امت کو انتشار و افتراق میں مبتلا کر دیا جائے۔ ہر صاحب عقل اور ذہنی شعور فرد یہ سمجھ سکتا ہے کہ ہمارا وہ قول و فعل جس سے امت میں اختلاف کو ہوا ملے، باہمی ہمدردی ختم ہوتی نظر آئے، الفت کے رشتے کمزور پڑ جائیں، فتنہ پھیلے، فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھے اور اتحاد بین اسلامیین کے مضبوط قلعے میں رخنے پڑ جائیں..... حضور اقدس ملی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے اترو سکتا ہے، اس میں آنہیں سکتا۔ حضور ملی اللہ علیہ وسلم کے دل سے دور تو ہو سکتا ہے اس میں سما نہیں سکتا۔  
حضرت مولانا حضور ملی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے ماشاء اللہ۔

اپنے مولاۓ کریم رووف ورجیم ملی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خیر مانگ۔ اللہ میرے آقا  
روحی فداہ ملی اللہ علیہ وسلم کی امت کا کردار بلند کرے۔ بلند تر۔ آمین!

دین کا پیغام ایک دوسرے سے محبت اور خیر خواہی ہے۔  
اتحاد میں محبت اور اتحاد میں ہی خیر خواہی ہے۔

محبت کر، خیر خواہ بن اور دنیا پہ چھا، ماشاء اللہ۔

دل رنجور ہیں، ایک دوسرے سے دور ہیں، تنفر ہیں، بیزار ہیں..... کوئی مژده جانفزا نہ کوئی محبت کا جام لا جو دلوں کی دوری دور کرے۔ محروم مسرو رکرے۔ کائنات کی تخلیق کا باعث محبت ہی تو ہے، طیب و مبارک محبت۔ یہ جام بھی کوئی جام ہے؟

دل توڑنا باز پچھا اطفال اور جوڑنا عزم الامر ہے۔

محبت کے نغمے سننا تا چلا چل

جور و شے ہوئے ہیں منا تا چلا چل

دلوں کو بسا تا بھاتا چلا چل  
 چلا چل مسافر چلا چل چلا چل  
 اتحادین اسلام کی اور  
 نفاق شیطان کی منزل ہے۔  
 نفاق ملت کی ضداور  
 ملت نفاق پنالاں ہے۔  
 نفاق ختم کر، جس طرح بھی ہو ضرور کر۔

اتحاد ملت کی جان ہے۔ دل جب اتحاد کے معنی سمجھ کر اس کی اہمیت و ضرورت کو محسوس کر لیتا ہے تو وہ ذاتیات کی دیواریں منہدم کر کے ایک مرکز پر متحد ہونے کے لئے بے قرار ہو جاتا ہے۔

ایک مرکز پر متحد ہو۔ اجتماعی جدو جہد میں مصروف ہو۔ اسلام میں تفرقہ بازی کا کوئی جواز نہیں۔ ایک فرقہ پر متحد ہوا وہ فرقہ اللہ کافر فرقہ ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ  
 جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا  
 مزید تشریع کی ضرورت نہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سلطنت تقریباً بیس لاکھ مرلع میل رقبہ میں پھیلی ہوئی تھی اور یہی اس وقت کی کل دنیا نے اسلام تھی۔ مسلمانوں کے اتحاد کی برکت سے تمام روئے زمین کے فرمازواؤں کے باجگزار تھے..... مگر آج!

تقریباً چالیس اسلامی سلطنتوں کے زیر اقتدار ممالک کا مجموعی رقبہ قریباً ایک کروڑ  
 مرلع میل سے متجاوز ہے اور نفاق کی بدولت ہم مشرق و سطی کے سب سے چھوٹے ملک

اس رائل سے خائف ہیں۔

اتحاد..... موجہ بركات

اتحاد..... طی سرمایہ حیات

اتحاد..... حل المشکلات

اتحاد کر

اتحاد کا پر چارکر

اکابرین ملت شیدائے ملت ہوتے ہیں۔

ان کی سوچ کام اور قرآن عظیم، فکر کا محور فرقان حمید اور  
ذکر کی تیخ رحمان ہوا کرتی ہے۔

یا شیخ! پھر کیوں اتحاد نہیں کرتے، و ماعلینا الالبلغ

یہ حصہ پیدا کر! ایک جان بن کر ایک کنبے کی طرح تحد ہو۔ اگرچہ ایک ہو۔

ایک گھر کی طرح ایک گھر کا ایک امیر ہو! کامیاب! ماشاء اللہ!

حصہ آدم کی عظمت کا راز

روئے آدمیت کا غازہ

صد فنونی انسانی کا ذری شہسوار

ہر زندگی کی معراج کا زینہ اور

ہر قوم کی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔

جب بھی کوئی قوم اپنی تعمیر کے لئے ایک مرکز پر تحد ہو کر اپنے سوئے ہوئے

نصیب کو جگانے کے لئے کمر بستہ ہوئی، اسی وقت اس پر نصرت الہی نازل ہوئی۔

نفرت الہی صورت پر نہیں سیرت پر نازل ہوا کرتی ہے اور سیرت حصہ کا  
دوسرا نام ہے۔

حضرت آدم کی اولاد کی پوری داستان کا مطالعہ کیجئے۔ جب بھی اللہ نے کسی قوم پر  
اپنی نصرت نازل فرمائی سیرت ہی پر فرمائی۔ اور سیرت کے سامنے صورت کوئی معنی نہیں  
رکھتی۔ ہر کوئی ہر روز ہر قسم کی صورت اختیار کر سکتا ہے اور صورت تبدیل کرنا کوئی مشکل کام  
نہیں البتہ کسی کا سیرت کو بدل کر بلند کرنا عزم الامر میں سے ہے۔ جب کسی قوم کی کوئی  
حصہ اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتی ہے، اللہ سے اپنی دنیا میں بلند فرمادیتے ہیں۔ پھر اس  
قوم کی راہ میں کوئی رکاوٹ کبھی حائل نہیں ہو سکتی۔ نہ سمندر ان کی راہ روک سکتا ہے نہ پہاڑ،  
جب تک کوئی قوم اپنے ملی معاملات و مطالبات کو ذاتی معاملات و مطالبات پر ترجیح نہیں  
دیتی، ملی ترقی نہیں کر سکتی۔

ذات سے قوم اور قوم سے ملت ہے۔ ملت کی بلندی کا احساس پیدا کر  
ذات ایک قطرہ اور ملت سمندر ہے۔ قطرہ جب بھی سمندر سے جدا ہوا، بے تاب  
ہوا، حادث کا شکار ہوا۔

ملی مفاد پر ذاتی مفاد کی قربانی ملی مفاد کی روح رواں ہے۔  
ذات جب ملت پر اپنے ارمان قربان کر دیتی ہے، ملت سر جیت ہو جاتی ہے کویا  
ذات کی قربانی ہی ملت کی زندگی ہے۔

ہر سیرت بلا صورت مقبول اور  
ہر صورت بلا سیرت نامقبول ہے۔ تو سیرت پر مردہ کہ صورت پر  
میرے مولائے کریم روف الرحیم کی امت کے نونہالو!

کیا تم میں کوئی ایسا بھی ماں کا لال ہے جو ملت مصطفویہ ملی اللہ علیہ وسلم کو تروتازگی پہنچانے کے لئے یعنی دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام سنانے کے لئے اپنا وقت پیش کرے۔ جس کی اللہ کے سوائی کوئی اور غرض و غایت نہ ہو۔ جو اللہ پر ٹکوہ نہ کرے۔ جس بھی حال میں اللہ سے رکھے، راضی رہے۔

نوجوانو! ملت کی پکار کو سنو۔ ملت تمہیں پکار رہی ہے..... میری جڑیں خلک ہو جلیں، میرے برگ و بار کمہلا چلے، کوئی مجھے سیچے!

کیا تم میں کوئی ایسا نہیں جو ملت کو زندہ و قائم رکھنے کے لئے اپنی زندگی پیش کرے؟ اگر نہیں تو یہ زندگی کوڑی بھر قیمت کی نہیں۔

ملت امن و سلامتی کا اصطلاحی نام ہے اور امن و سلامتی کو قائم رکھنے کے لئے ہی اللہ نے بندے کو دنیا میں بھیجا اور نہ بندگی کے لئے چے چے پر فرشتے موجود ہیں۔

ملت کو جب بھی کسی نے للاکرا، ملت نے نوجوانوں کو پکارا اور وہ تیر و ٹنگ سے نہیں، امن و سلامتی کے چار معروف ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر میدانِ عمل میں نکلے اور بازی لے گئے، کسی بھی میدان میں کبھی نہ ہرے۔

وہ چار ہتھیار یہ ہیں: صداقت

عدالت

امانت اور

شجاعت

اے میرے نوجوان! ان ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر تو جس بھی میدان میں نکلے گا جیتے گا۔ کوئی طاغوتی طاقت ان میں سے کسی بھی خصلت پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔ یہ خصائص

قوموں کی زندگی اور اقبال و عروج کے ضامن ہیں۔ انسانیت جب ان خصائص کو اپناتی ہے، اسی وقت اللہ کی رحمت بر سے لگتی ہے۔ جب بھی کسی قوم نے دنیا میں ترقی کی، ان خصائص ہی کی بدولت کی اور

یہ خصائص تیری میراث تھے، تو نے ہی دنیا کو ان کا درس دیا  
دنیا جاگ اٹھی تو سو گیا اسی نیند سویا کہ کسی بھی آواز پر نہیں چونکتا۔ اے اوس نے  
والے نوجوان مسلم! تیرے کردار کی داستانیں جنمیں تو بھول بیٹھا ہے، اب تک قوموں کو یاد  
ہیں۔ تیری جرأت و پیارا کی کی کوئی مثال کسی اور تاریخ میں نہیں ملتی۔ بیدار ہو، سامنے آ،  
میدان عمل میں اترا، ملت کو تمہاری ضرورت ہے۔

اے مسلمان! تیری تاریخ کا رنگ اترے جا رہا ہے۔ تیراخون سرد ہو چکا ہے۔ نہ  
معلوم کیوں نہیں گرماتا۔ گویا سویا ہوا ہے۔ اسی گہری نیند کہ کسی بھی آواز پر نہیں چونکتا۔ ایک  
دن تھا کہ تیری آواز قبروں میں مردوں کو جلا یا کرتی تھی۔ تیری تاریخ گہرے ہو چکی۔ اب اس  
میں وہ کیف باقی نہیں۔ تو اپنی تاریخ کو پھر سے دہرا۔ یہی تیری شان ہے اور یہی وقت کی  
لپکار۔

مطلوبات ذاتی اور اتحاد و تعاون قومی ضرورت ہے۔ ذات پر قوم کو ترجیح دے۔  
اپنے ملک و ملت کے اقبال و کردار کو بلند کرنے کے لئے ذاتی مفاد قربان کر۔  
قوم ذات کا مجموعہ ہے۔ قومی مفاد کے آگے ذاتی مفاد کوئی معنی نہیں رکھتا۔  
قومی ترقی کا احساس پیدا کر۔ اپنی ذات کو قوم سے الگ مت جان۔ تیری قوم ہی  
تیری ذات ہے۔

ذات کوئی چیز نہیں، ذات کی حیات ملت سے ہے۔ اور ملت اتحاد بین اسلامیں کا

اصطلاحی نام ہے۔ تحدید ہو، اتحاد ملت کی روح رواں ہے۔

اتحاد دانش کا نچوڑ ہے

دنیا بھر کے دانشور اتحاد کے حامی اور انتشار کے خلاف ہیں

دنیا کا کوئی دانشور اتحاد کی مخالفت کبھی نہیں کرتا

دنیا کا کوئی دانشور انتشار کی تائید نہیں کرتا

دانش کا حاصل تو ہے ہی اتحاد، جہل بھی انتشار کی تائید نہیں کرتا

سلوک کا مفہوم اتحاد ہے۔ اتحاد سلوک کا مفہوم اور دانش کا نچوڑ ہے

اتحاد عمل اسلام، اسلام اصول اتحاد

اتحاد ہی میں ایک دوسرے سے محبت اور خیر خواہی ہے

نی پود کے اذہان محتل ہوئے جارہے ہیں..... کیا کریں؟ کدھر جائیں؟

منافر و مناقشت میں اب کوئی کرباتی ہے؟ ہو سکے تو یہ الاؤ محبت کے پانی

سے بچاؤ۔ ہمارا یہ حال کسی بھی طرح مستحسن نہیں۔ تبدیل نہ ہو تو مستقبل کا موزع خہاری

یہ غلطی کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کی کوئی نظر انداز نہیں کرے گا بلکہ تاریخ میں ہمارے

اس حال پر کڑی نکتہ چینی کے باب کا اضافہ کرے گا۔

سنوقوت پکار پکار کے کہہ رہا ہے کہ.....

اے ملت کے ہبی خواہو! حرکت میں آؤ۔ اللہ کا برکت والا نام لے کر اٹھو

اور نفرتوں کی یہ دیواریں گرانے کی تدبیر کرو۔ نچوڑے ہوؤں کو ملانے کی کوشش کرو۔ گرے

ہوؤں کو اٹھنے کی سعی کرو۔ ملت کی بگڑی بنانے کا جتن کرو۔ کوشش تو کرو، کوشش تمہارے

ذمے ہے انجام اللہ کے سپرد۔ تمہاری محنت رایگاں نہیں جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

غلبہ ایمان کی میراث ہے۔ ایمان کی غیرت کو جوش دلانے کے لئے دور حاضر کا  
اختلاکانی ہے۔

اللہ کرے ایمان کی غیرت جوش میں آئے اور باہمی اختلافات کا خاتمہ کر دے  
آئیں! دنیا نے اسلام کے تمام مسلمان ایک مرکز پر متحد ہوں، تحد ہو کر غالب ہوں۔  
تمکنت ملی وقار اور تمکنت ہی ملی شعار ہے۔

اللہ کی رحمت جب بھی نازل ہوئی اور جہاں بھی ہوئی، خصلت پر ہوئی اور حضرت  
آدم کی ساری اولاد کے سارے تذکرے خصلت ہی کے تذکرے ہیں اور سب سے بہتر  
خصلت ملی اتحاد ہے۔ جب بھی کوئی قوم ایک مرکز پر متحد ہو کر ملی تعمیری کاموں میں معمول  
ہوئی، اسی وقت اس پر رحمت نازل ہوئی اگر چہ وہ ڈڑو، کچوا کھانے والے لگوے ہی کیوں  
نہ ہوں۔

غیر مسلم اداروں سے اتحاد کا درس یکھ  
کس اخلاص سے آپس میں متحد ہیں  
اتحاد اسلام کا عمود ہے  
اتحاد دین کی بنیاد ہے  
اتحاد ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے  
اتحاد اسلام کی جان ہے! متحد ہو۔  
انشار مت پھیلا۔

ملت کے فونہا لو! اللہ کے لئے اختلافی باتوں کے پیچھے مت پڑو۔ کوئی کردار پیش  
کرو۔ مسائل نہیں خصائص پیش کرو۔ خصائص کے بغیر مسائل کوئی وقعت نہیں رکھتے، کسی کام

نہیں آتے اور کوئی گل نہیں کھلاتے۔ ملک و ملت کی ترقی اتحاد پر موقوف ہے۔ جب بھی کوئی قوم ایک مرکز پر متحد ہوئی کامیاب ہوئی اور انتشار الامان، الامان، الامان، قوموں کی بیانی کا موجب ہے۔

ملت کے فروغ و استحکام کے لئے اتحاد و محبت سے مل کر چلو۔ اتحاد و محبت سے مل کر چلنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے۔

حضرات! دین اسلام کی دعوت ایک اہم فریضہ ہے، ایک مرکز پر متحد ہو کر ایک بن کر کرو پھر کیونکہ کوئی اسے قبول نہ کرے؟

اتحاد کے ساتھ نصرت اور نصرت کے ساتھ فتح نازل ہوا کرتی ہے۔ جس میدان میں بھی کوئی قوم کسی کام کے لئے متحد ہو جاتی ہے نصرت عنایت کر دی جاتی ہے۔

اتحاد و نصرت کا ایک دوسرے سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اتحاد ایک نعمت اور نصرت رحمت ہے۔ نعمت پر رحمت کا برنسانقدر کا ازالی دستور ہے۔ جو قوم اپنی تعمیر کے لئے ایک مرکز پر متحد ہو جاتی ہے، نصرت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ جو قوم اپنے سوئے نصیب کو جگانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوتی ہے، فتح اس کا استقبال کرتی ہے اور وہ کبھی نکست نہیں کھاتی۔

اپنے حال پر رحم کھا اور متحد ہو۔ اتحاد وقت کی اہم پکار ہے۔ اتحاد ایک وجود ہے۔ جس بھی اکھاڑے میں اترا جیت گیا۔ کسی میدان میں کبھی ہارنا کھائی، مارنا کھائی۔ جو بھی قوم ایک مرکز پر متحد ہو جاتی ہے، غالب ہو جاتی ہے۔ غلبہ اتحاد کے تابع ہوتا ہے۔ اتحاد نصرت اور نصرت فتح ہے۔ اتحاد کثرت کو کسی خاطر میں نہیں لاتا نہ ہی کسی سے خوف کھاتا ہے۔

تمہرہ اور اتحاد کی برکات دیکھ۔

جس گھر میں اتحاد ہوتا ہے گاؤں بھر میں اس کا دبدبہ ہوتا ہے  
روئی کے ریشوں کے اتحاد سے کچیں بنتا ہے  
دنیا بھر کے ملبوسات روئی و پشم کے ریشوں کے اتحاد ہی سے بنے۔  
اتحاد بین اسلامیں ملت کی حیات اور کفر کی موت ہے۔

نہ مانو تو کر کے دیکھو

تمہرہ اور اتحاد کی قوت و برکات کا ظہور دیکھ!  
کفر مسلمان کے مقامات والقبات نے نہیں، اتحاد سے لرزتا ہے،

اتحاد کفر کیلئے موت کا پیغام ہے۔

اتحاد ملت کا عمود ہے۔ اسے مضبوطی سے تھام!

تمہرہ ..... بے قنک اتحاد ملت کی جان ہے

اتحاد کی مخالفت ..... اسلام کی مخالفت ہے!

اتحاد وقت کی اہم پکار ہے۔ اگر آخری بھی کہیں تو بے جانہیں۔

اگر ہم نے اس پکار کو نہ سننا.....

اتحاد وقت ہے، ہر قوت پر غالب قوت ماشاء اللہ

اللہ ایک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک

قرآن کریم ایک

دین ایک

قبل ایک  
نفع ایک  
نقصان ایک

پھر ہم کیوں ایک نہیں؟

○ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
مسلمان مسلمان کے لئے مانند مکان کے ہے (یعنی سارے مسلمان ایک مکان کی مانند ہیں  
کہ مکان کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے بتایا کہ سارے مسلمان اس  
طرح ملے اور جکڑے ہوئے ہیں۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ سارے مومن ایک فرد واحد کی مانند ہیں (یعنی ایک شخص کے جسم کے اعضاء کی مانند)  
جب اس کی آنکھ دکھتی ہے تو سارا جسم دکھتا ہے اور سر میں درد ہوتا ہے تو سارا بدن اس کی  
تکلیف محسوس کرتا ہے۔

(مسلم)

اتحاد اللہ کا فرمان

حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ملت کی پکار..... اور

وقت کی لکار ہے!

.....  
متحد ہو

ذات کو ملت پر قربان کر

ذات ملت کا جزو ہے ..... ورنہ کوئی چیز نہیں

اے میری جان! تو زمین پر اللہ کا خلیفہ اور اقوام عالم کی رہنمائی کے لئے بھجا گیا  
ہے تیری اس فرقہ وارانہ کشیدگی نے ملت کے شیرازے بکھیر دیئے، بکڑے بکڑے کردیے  
ورنہ جب تک تو متحد قہا غالب تھا اور ہر کسی پر غالب تھا۔

تیرے اتحاد کی تاریخ کے قصے اب تک دنیا کو نہیں بھولے اس کشیدگی نے تیری  
وقت اور تیری عظمت کو بڑی طیس پہنچائی۔ ہر کسی کو جو ذر ہے تیرے اتحاد کا ہے اور تجھے کوئی  
متحد یکنا پسند نہیں کرتا۔

اغیار کو اسلام کی عبادات و مقامات سے کوئی خوف نہیں، اسلام کے اتحاد کا خوف  
ہے۔ اللہ کرے مسلمان پھر سے متحد ہوں اور عالمگیر اسلامی اتحاد ہو۔

متحد ہو اور ہر قیمت پر ہو

کیا تم نہیں دیکھتے کہ بارش کے معمولی سے قطرے جب متحد ہو کر اترتے ہیں  
ہرشے کو خس و خاشاک کی طرح بھا کر لے جاتے ہیں۔

اتحاد کا سبق کسی شہد کی بھی سے سیکھ

ملکہ ان کی جب اڑی، سب اڑ گئیں

اتحاد ملت کی پکار ہے۔ ذات کو ملت پر قربان کر۔ انتشار اپنی آغوش میں مایوسی  
کے سوا کوئی شہنیں رکھتا اور اتحاد عالمگیر اقبال کا امین ہے۔

ایک مرکز پر متحد ہو اور دنیا پر چھا۔

دشمن تیرے انتشار سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ چوہے بلوں سے نکل کر بلوں کو گھوڑا رہے ہیں۔ تیرے اتحاد کی قوت کی کون تاب لاسکتا ہے؟ نام و نمود ختم کر ملت پر متعدد ہو بے شک ملت تیری آبرو اور تو اس کا پاسبان ہے۔

اپنے لئے نہ سمجھی اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل کے لئے متعدد ہو جا  
حضور القدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دامّ و قائم نبوت و رسالت  
کے لئے متعدد ہو جا  
جور و ستم کو مٹانے کیلئے متعدد ہو جا  
مظلوم کی حمایت کے لئے متعدد ہو جا  
اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے متعدد ہو جا  
دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام سنانے کیلئے متعدد ہو جا  
ملت کی بقا کے لئے متعدد ہو جا اور ضرور ہو جا  
بے شک اتحاد و قوت کی اہم پکار ہے  
حضور القدس و اکمل واجمل و اطیب واطہر، طا، میں، مژل، مدڑ حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت متعدد ہو، متعدد ہو کر ساری دنیا پر غالب ہو یا یہی یا قوم۔ امین  
امین امین۔

ہمارے اعمال تو جیسے بھی ہیں..... ہیں ہی، اپنے جبیب اقدس و اکمل و اکرم  
واجمل و اطیب واطہر روئی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی ناموس  
کا اکرام فرماء، ہم سے درگزر فرماء، اور ہمیں ہمارا کھویا ہوا مقام بخشن۔  
وہ گزر اہوا دور..... وہ چھپنی ہوئی عظیمتیں..... وہ کھوئی ہوئی رفتیں، وہ لٹی ہوئی

سطوتیں پھر سے لا۔

یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ارحم الراحمین امین امین  
یا حی یا قیوم یا ذا الفضل العظیم واللہ ذو الفضل العظیم وآخر  
دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسوله الکریم

یا حی یا قیوم امین امین امین  
اتحاد بین اسلامیین کا یہ نزہہ پورے جوش و خوش سے گونجتا ہے گا۔ کبھی دب نہیں  
سکتا، کبھی مٹ نہیں سکتا، اور نہ ہی کبھی اپنارخ بدل سکتا ہے..... حتیٰ کہ قیامت برپا ہو۔  
یہ نزہہ ایک عالیٰ تھیقت ہے۔ ہر دور کا ہر دانشور عربی ہو یا عجمی، اس کی تائید  
کرے گا ماشاء اللہ، یہاں تک کہ اسلام کا دشمن بھی اس نزہے کو اللہ کی آواز گردانے گا  
ماشاء اللہ۔ یہ نزہہ قبروں میں مردوں کو جلا دے گا، ماشاء اللہ۔

بندے آتے رہیں گے جاتے رہیں گے۔ اولتے رہیں گے بدلتے رہیں گے۔  
اتحاد بین اسلامیین کا نزہہ کبھی نہیں بد لے گا، بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا۔ بے شک یہ نزہہ  
اسلام کی جان اور ملت کی آبرو ہے۔

ملی پیغام کو فنا نہیں ہوتی، زندہ اور قائم رہتا ہے۔  
اتحاد بین اسلامیین ملی پیغام ہے، ہو کر رہے گا ماشاء اللہ۔  
جب تک کوئی قوم، کوئی بھی قوم، متحد نہیں ہوتی، ایک مرکز پر متحد ہو کر ملی تعمیر میں محو  
منہک نہیں ہوتی، کما حقہ، کامیاب نہیں ہوتی۔

ملی پیغام ملت کی جان ہوتا ہے اور جان ہی سے زندگی زندہ۔  
ملی پیغام کسی کا بھی ہو، زندہ رہتا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ، رب العالمین، رب السوات والارض، رب العرش اعظم

فرماتے ہیں:

۱۔ **أَذْخُلُوا فِي السَّلْمِ كَافَّةً** (البر: ۲۰۸)

”اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ“

۲۔ **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرُّقُوا** (آل عمران: ۱۰۳)

”اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا اور فرقوں میں مت ہو“

۳۔ **وَأَنْتُمُ الْأَغْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ** (آل عمران: ۱۳۹)

”اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن ہو“

اپنا جائزہ آپ لیں

کیا ہم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہیں؟

کیا ہم نے اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑا ہوا ہے؟

کیا ہم فرقوں میں بٹے ہوئے نہیں؟

مسلمانان عالم! قرآن کریم اور سنت مطہرہ پر متحد ہو، دنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی

تمہارے سامنے کوئی طاقت نہیں، مطلق نہیں۔

قرآن کریم اور سنت مطہرہ پر متحد ہو

بعض باتیں فتویٰ میں جائز اور تقویٰ میں منع ہوتی ہیں۔ کسی پر ”حکم“ غالب ہوتا

ہے اور کسی پر ”محبت“

محبوب کے ارشاد کی تعمیل محبت کا ادب ہے

محبوب نے محبت سے کہا ”یا کام مجھ کو پسند ہیں کیا کر“

ان کاموں کے نزدیک تک نہ پھٹکا  
 جن کاموں کے متعلق عجیب کی "مت کر" میں ان سے بیزار ہوں"  
 ایک بھی نہیں چھوڑا۔ تیری محبت کے کیا کہنے! افسوس کا مقام نہیں تو کیا ہے?  
 یہ سب کام جن میں تو مشغول ہے..... فانی  
 ذکر الہی ..... باقی

۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار دنیا ملعون ہے اور جو چیز دنیا کے اندر ہے وہ بھی ملعون ہے مگر ذکر الہی اور وہ چیز جسے اللہ پسند کرتا ہے اور عالم اور علم حاصل کرنے والا (یعنی یہ اس زمرے میں شامل نہیں)  
 (ترمذی، ابن ماجہ)

ایک ایک بات کوں! ایک ایک چیز کو دیکھ!  
 خود ہی بتایے ملعون نہیں تو کیا ہے؟ مردار نہیں تو کیا ہے?  
 ان سے دور رہنا اور باز رہنا ہی عین اسلام ہے  
 کون کہتا ہے یہ رہبانت ہے؟ اسلام کی روح کو گرانے کی دھونی ہے، یہی تپش  
 زندگی کی حرکت اور اسی میں عین برکت۔

تیرے میل و نہار تیر امال و اسباب جن پر تو پھول نہیں ساتا، شیطان و خناس ہی  
 کے مشورے کے تحت نقل و حرکت پگا مزن ہیں اور ملعون و مردار ہی کے لئے تقویت بخش۔  
 ترقی ہے یا زوال؟ اس ترقی میں اللہ کے ذکر کا نام تک نہیں۔  
 یہ مقالات حکمت اگر روز بھی لکھیں کوئی مضاائقہ نہیں، اوڑک وارد ہو کر ہی رہتے

ہیں۔

جو بھی شے اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ملعون ہے  
اور مردود ہے اس سے باز رہنا ہی دین کی اصل اور محبت کی اتاباع ہے۔  
جب تک کوئی ملعون و مردار سے پاک نہیں ہوتا، ناپاک ہی رہتا ہے۔ ناپاکی میں  
طہارت نہیں اور طہارت کے بغیر نماز نہیں۔ یہی طریقت کی حقیقت ہے۔

باتوں سے کبھی کوئی بات نہیں بنی

جب بھی بنی کسی کرنی ہی کے کرنے پنی

کرنی اور کروار کسی کا بھی ہو

کبھی نہیں مرتا، زندہ رہتا ہے۔ احیاء العلوم کے مصدقہ۔

سارا دون چکنی چپڑی باتیں سن سن کر مست ہو رہے ہو

دین کی اصل، دین کی روح..... ملعون و مردار سے اجتناب۔

ہم میں سے کوئی بھی اس سے پرہیز نہیں کرتا اور باز رہنا پسند نہیں کرتا۔

ملعون و مردار سے کبھی کوئی دوڑ نہیں ہوا

جوں ہی دور ہوا، قرون اولیٰ کا حال وارد ہوا

نہ مانو تو کر کے دیکھو۔

میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے ملعون فرمایا

تو نے اس کا استقبال کیا،

بھی بھر کر کیا

اس کی راہ میں آنکھیں تک بچھادیں

اس کے حصول کے لئے کسی بھی حریب سے کبھی بازنہ آیا

اس کی طلب میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا  
 ہر داؤ آزمایا  
 کوئی دقیقت فرو گزاشت نہ کیا  
 جو ہو سکا، کیا جیسے ہو سکا، کیا۔  
 جس مردار کو  
 میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 چھونے تک سے منع فرمایا قریب تک جانے کو ناپسند فرمایا  
 تو نے اسے سینے سے لگایا  
 رج رج کر کھایا  
 ذرا سی بھی کراہت نہ کی  
 نہ ہی اس مردار کو مردار سمجھ کر بھی بازا آیا  
 عجب یہ کہ اس کے باوجود تو  
 میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعوے کرتا ذرا نہ شرمایا  
 یہ محبت کیسی اور دعویٰ کیسا؟ وما علينا الابلاغ  
 اللہ کے دین کا کوئی امر اور اللہ کے جیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت  
 قابل اعتراض نہیں، تیرا کوئی کام قابل اعتراض نہ ہو۔  
 تیرا ہر قول و فعل سنت کی اتباع میں ہو  
 ان سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟  
 میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کی بنیادی ضروریات

اور فضولیات کے درمیان ایک لطیف خط احتیاز کھینچ دیا ہے کہ زندگی قائم رکھنے کے لئے خوراک، سرٹھاپنے کے لئے لباس اور بہنے کے لئے مکان ابن آدم کا حق ہے باقی سب فضولیات۔

یہی وہ خط مستقيم ہے جس پر چل کر پھر ہیرابنے  
اسی ایک سمت نے باقی سب رستے محدود کر دیئے

### حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معلم انسانیت

انسان کو مہد سے لے کر لحد تک جن مراحل و معاملات سے واسطہ پڑتا ہے، سروہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے لئے نہ صرف صحیح، واضح اور مکمل تعلیم فرمائی بلکہ عملی خوبیہ پیش کر کے خلقِ عظیم کی مثال بھی قائم کر دی اور خاتم کائنات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو اسوہ حسنہ کی سند عطا کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ زور حصول علم پر دیا۔ علم حاصل کرنا ہر مومن مرد اور مومن عورت کے لئے لازمی قرار دیا اور تاکید فرمائی کہ حصول علم کے لئے چاہے جیسی دور افتادہ ملک تک جانا پڑے تو بھی گریز نہ کرو کیونکہ اہل علم کو دوسروں پر اتنا شرف ہے جتنا کہ حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک معمولی انس پر۔ اور اننانوں میں ہبھریں انسان وہ ہیں جو علم حاصل کرتے ہیں یا علم سکھاتے ہیں۔ علم ہی شرف انسانیت کا باعث ہے اور آج کی تمام ترقی اور روشنی علم ہی کی مرحوم منت ہے۔ حصول علم کی تاکید کے بعد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ عالم باعمل کو عابد پر فوقيت دی اور بے عمل کو ”ہاویہ“ کی وعید فرمائی کیونکہ علم کو عمل میں لا کر ہی انسان انسان بن سکتا

ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین سے سلوک، ہمسایوں سے تعلقات اور دوسروں سے میل جوں کے طریقے سکھا کر مثالی معاشرہ قائم کرنے کا راستہ دکھایا۔ اسی طرح مظلوم ترین طبقہ عورت کو اس کا صحیح مقام دلایا۔

جھوٹ، غبیت، بگل، حسد، چوری، ڈاکہ، زنا، شراب، جواء، سودا اور قتل کی ممانعت فرمائی کر معاشرتی برائیوں کی بخ کرنی کر دی،۔ بچ، خلوص، اخوت اور حسن سلوک کا سبق دے کر بہترین معاشرہ کی داغ بیل ڈال دی۔

ظاہر کی صفائی کے لئے مساوک، کڑوں کی پاکیزگی، طہارت، وضو اور غسل کے طریقے سکھائے۔ صحت مند جسم کے لئے ان پر عمل کرنا ہی کافی ہے۔

غربا، مساکین، بیٹائی اور بے سہارا یوگان کے گزر اوقات کے لئے اغذیاء پر رُزگوہ فرض کر دی۔

خیرات و صدقات پر زور دیا، فطرانہ اور قربانی بھی اسی مقصد کے لئے سکھائیں۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مکمل ضابطہ حیات ہیں، مگر ہم اپنے محضِ اعظم معلمِ اعظم کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ یہی ہماری بے قصی کا سبب اور بے سروسامانی کا باعث ہے۔ کیا ہماری بیداری کا وقت ابھی نہیں آیا؟

دور کی ٹھوکروں سے بچنے اور ذلت و رسوانی کے گرداب سے باہر نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنائیں

اور کسی حال میں بھی ان سے روگردانی نہ کریں۔

تو نے اپنی صورت پہ بنا کر اکرام کی حدر کر دی۔ سیرت ان کی ہے، اس کو اپنا! میرے آقاروچ فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم زاد کو ہزار ہا برس گزرنے کے بعد سیرت کا ایک نمونہ پیش کیا جو ہر نمونے کو مات کر گیا۔ اپنا ناہی ہے تو اس نمونے کو اپنا اور اس نمونے میں اللہ اللہ رَبِّنَا لَا اُخْرِكْ بِهِ شَيْئًا کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

حدیث ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت کردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے عین مطابق ہا۔

○ حضرت مُسْتَوْرِد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے تھا ہے: اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں انگلی ڈالے اور پھر دیکھے کہ انگلی کیا چیز لے کر واپس آئی ہے (یعنی پانی کا کتنا حصہ انگلی کے ساتھ آیا ہے)

(مسلم)

○ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے ایک مردہ بچے کے قریب سے گزرے جس کے کان چھوٹے اور کٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسے دیکھ کر صحابہ سے) فرمایا کہ تم میں سے کون اس بچے کو ایک درہم میں لیتا پسند کرتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم اسے کسی چیز کے بدلہ میں بھی لینا نہیں چاہتے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! یہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا کہ تمہاری نظر میں یہ (مردہ) بچہ ذلیل و حقر ہے۔

(مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے: دنیا موسمن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔

(مسلم)

○ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس شخص نے فلاج حاصل کر لی جس نے اسلام قبول کر لیا اور اسے بعد رضورت و کفالت رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس چیز پر جو اس کو دی گئی ہے قناعت بخشی۔

(مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاک ہوا درہم و دینار اور فرغل کا بندہ۔ اس کو یہ چیزیں دی جائیں تو وہ خوش اور راضی رہے اور نہ دی جائیں تو ناخوش ہو۔ ہلاک ہو یہ بندہ اور سرگوں و ذلیل ہوا اور جب اس کے پاؤں میں کاشا لگ جائے تو کوئی اس کو نہ نکالے۔ اور خوبخبری ہے اس بندہ کو جو اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا ہے۔ اس کے سر کے بال پر بیان ہیں اور قدم گرد آؤد ہیں۔ اگر اس کو لشکر کی نگہبانی پر مقرر کیا جاتا ہے، پوری نگہبانی کرتا ہے اور لشکر کے پیچے رکھا جاتا ہے تو پوری اطاعت سے لشکر کے پیچے رہتا ہے۔ وہ اگر لوگوں کی محفلوں میں شرکت کی اجازت چاہتا ہے تو اس کو اجازت نہیں دی جاتی اور (اگر) کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔

(بخاری)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں اور دو واپس چلی آتی ہیں اور ایک اس کے پاس رہ جاتی ہے گھر کے لوگ اور مال اس کے ساتھ جاتے اور اس کو تھا چھوڑ کر واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتا اور اس کے ساتھ رہتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غنا (دولت مندی) اسباب و سامان کی کثرت پر نبیں بلکہ (حقیقی) غنادل کی دولت مندی (ہے)۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مجھ سے یہ احکام لے جائے اور ان پر عمل کرے یا اس شخص کو سکھائے جو اس پر عمل کرے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں یعنی فرمایا:

(۱) ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچا جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اگر تو ان سے پچھے گا تو تیر اشارہ بہترین عبادت گزار لوگوں میں ہوگا۔

(۲) جو چیز اللہ نے تیری قسمت میں لکھ دی ہے اس پر راضی اور شاکر ہو۔ اگر تو ایسا کرے گا تو دنیا کے غنی ترین لوگوں میں تیر اشارہ ہوگا۔

(۳) اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ اگر تو ایسا کرے گا تو مون کامل ہوگا۔

(۴) جو چیز تو اپنے لئے پسند کرتا ہے، دوسروں کے لئے بھی پسند کر۔ اگر ایسا ہو گا تو

کامل مسلمان ہو گا۔

(۵) اور زیادہ نہ پس اس لئے کمزیادہ نہ سنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

(احمد، ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کے بیٹے! تو میری عبادت کے لئے اپنے دل کو اچھی طرح مطمئن اور فارغ کر لے، میں تیرے دل میں غنا (بے پرواہی) بھر دوں گا اور فقر و احتیاج کے سوراخوں کو بند کر دوں گا۔ اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں کو (دنیا کے) مشاغل سے بھر دوں گا اور تیرے فقر و افلاس کے سوراخوں کو بھی بند نہ کروں گا۔

(ابن ماجہ، احمد)

○ حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غیمت شمار کرو۔  
 ۱۔ بڑھاپ سے پہلے جوانی کو  
 ۲۔ بیماری سے پہلے صحت کو  
 ۳۔ بُگ دتی سے پہلے خوشحالی کو  
 ۴۔ مشاغل سے پہلے مصروفیت کو  
 ۵۔ موت سے پہلے زندگی کو

(ترمذی)

○ حضرت ہبیل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا اللہ کی نظر میں چھر کے پر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی تو وہ اس میں سے

کافر کو گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

○ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
شیخ (جا گیر، دنیا وی سامان یعنی صنعت و تجارت باعث زراعت وغیرہ) کو اپنے لئے  
(ایسا) ضروری ولازم نہ جانو کہ وہ دنیا کی طرف رغبت کا سبب بن جائے۔

(ترمذی، یہیقی)

○ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو  
شخص اپنی دنیا کو عزیز و محبوب رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی  
آخرت کو عزیز رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرر پہنچاتا ہے پس تم اس چیز کو اختیار کرلو جو باقی  
رہنے والی ہے اور فنا ہونے والی چیز کو چھوڑ دو۔

(احمد، یہیقی)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
لعنت کی گئی ہے درہم و دینار کے بندہ پر۔ (ترمذی)

○ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھوکے بھیریے جن کو کبھی بیوں میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں  
پہنچاتے جتنا کہ انسان کی حرمسی جاہ و دولت دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

(ترمذی، دارمی)

○ حضرت ابی ہاشم بن عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے وصیت کرتے ہوئے  
حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اموالی دنیا میں سے تیرے لئے ایک خادم اور

اللہ کی راہ میں سوار ہونے کے لئے ایک سواری کافی ہے۔

(احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان چیزوں کے سوا آدم کے بیٹے کا کسی چیز پر کوئی حق نہیں ہے۔ (۱) رہنے کے لئے گھر (۲) تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا (۳) خشک روٹی (۴) اور پانی۔

(ترمذی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر سوئے۔ سو کراٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر بوریے کے نشان تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ ہمیں حکم دیتے تو ہم آپ کیلئے فرش بچھادیتے اور کپڑے بنا دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا مطلب؟ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی سوارکسی درخت کے نیچے کھڑا ہو کر سایہ سے فائدہ اٹھائے اور پھر چل دے اور درخت کو اپنی جگہ چھوڑ دے۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابو امداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک میرے دوستوں میں قابلِ رشک وہ مومن ہے جو نہایت سبک ہو دنیا کے مال اور خیال سے اور خوش نصیب ہونماز کے اعتبار سے یعنی اپنے پروردگار کی عبادت خوبی کے ساتھ کرتا ہوا اور مخفی طریقہ پر اطاعت الہی میں مشغول ہو، لوگوں میں گناہ ہو، اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جائے، اس کی روزی صرف کفایت کے درجہ کی ہو، اسی پر وہ صابر اور قانع ہو۔

یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چنگلی بجائی اور پھر فرمایا جلدی کی گئی اس کی موت میں، کم ہیں اس کی رونے والی عورتیں اور حیرت ہے میراث اس کی۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

○ حضرت عبد اللہ بن محسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں صحیح کرے کہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو، بدن تندرست ہو، ایک دن کے کھانے کا سامان اس کے پاس ہو تو گویا اس کے لئے دنیا کی نعمتیں جمع کر دی گئی ہیں اور ساری دنیا اس کو دے دی گئی ہے۔

(ترمذی)

○ حضرت مقدام بن معبد یکریب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سا کہ آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہیں بھرا (جب کہ پیٹ کو خوب بھر جائے اور اس سے دینی و دنیاوی خرابیاں پیدا ہوں) آدمی کے لئے چند لقے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں اور اگر پیٹ ہی بھرنا ضروری ہو تو چاہیے کہ پیٹ کے تین حصے کرے، ایک حصہ میں کھانا دوسرے حصہ میں پانی اور تیسرا حصہ سائس (کی آمد و رفت) کے لئے۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

○ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ڈکار لیتے ساتھ فرمایا اپنی ڈکار کو کوتاہ کر اور مختصر کر اس لئے کہ قیامت کے دن بڑی بھوک رکھنے والا وہ شخص ہو گا جو دنیا میں خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔

(شرح السنہ، ابن ماجہ)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم کا بیٹا قیامت کے دن (اس طرح) لا جائے گا کویا کروہ بکری کا پچھے ہے پھر اس کو اللہ کے رو بروکھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا میں نے تجھ کو زندگی عطا کی تھی، میں نے تجھ کو لوٹڑی غلام اور مال و دولت دیا تھا اور میں نے تجھ پر انعام کیا تھا (یعنی کتاب اور اپنے رسول تیری ہدایت کے لئے بھیجے تھے) تو نے کیا کام کیا؟ آدمی کہے گا اے پروردگار! میں نے مال کو جمع کیا اس کو تجارت وغیرہ سے بڑھایا اور اس سے زیادہ دنیا میں چھوڑ آیا جتنا کہ وہ پہلے تھا۔ مجھ کو دنیا میں پھر بیٹھ دے کہ میں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں (یعنی دنیا میں جا کر اسے خیرات کر دوں) پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے گا کہ جو مال کرتے نے آگے بھیجا (یعنی آخرت کیلئے) اس کو دکھلا، وہ جواب میں کہے گا، اے پروردگار! میں نے مال جمع کیا، بڑھایا اور اس سے زیادہ تعداد میں دنیا میں چھوڑ آیا تھا جتنا کہ وہ تھا تو مجھ کو دنیا میں بیٹھ دے کہ میں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں، آخر وہ ایک ایسا بندہ ثابت ہو گا جس نے آخرت میں کچھ ذخیرہ نہ کیا ہو گا اور اس کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔

(ترمذی)

○ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن آدمی کے پاؤں جنہیں میں نہ آئیں گے جب تک اس سے پانچ باتیں دریافت نہ کر لی جائیں گی۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ اپنی عمر کو اس نے کس کام میں صرف کیا، اپنی جوانی کس کام میں ختم کی، مال کیونکر کمایا اور کیونکر خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا تھا، اس کے موافق کیا عمل کیا۔

(ترمذی)

○ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے خاص و مخصوص کر لیا وہ فلاح پا گیا، اللہ نے اس کے دل کو (حد و نفاق کی آمیزش سے) سالم رکھا، اس کی زبان کو سچا بنایا اور نفس کو مطمئن، اس کی خلقت اور طبیعت کو مستقیم اور سیدھا رکھا، اس کے کافوں کو (پچی باقوں کا) سننے والا بنا لیا، اس کی آنکھوں کو دیکھنے والا کیا، میں کان تو قیف ہیں (کہ ان کے ذریعہ حق بات دل تک پہنچتی ہے) اور آنکھ اس چیز کو قائم رکھنے والی ہے جس کو دل محفوظ رکھتا ہے۔  
البتہ اس شخص نے فلاح پائی جس کے دل کو حق بات کا حافظ بنایا گیا۔

(احمد)

○ حضرت ام درود رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کو کیا ہوا کرم مال و منصب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب نہیں کرتے جیسا کہ مانگتا ہے فلاں اور فلاں؟ حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ ہے کہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھٹائی ہے اس سے وہ لوگ نہیں گزر سکتے جو گراں بار ہیں، اس لئے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس گھٹائی پر چڑھنے کے لئے ہلاکار ہوں (اور دولت و منصب حاصل کر کے گراں بارہہ ہوں)۔

(بیہقیٰ)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اس کے پاؤں ترنہ ہوں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی حال دنیا دار کا ہے کہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔

(بیہقیٰ)

○ حضرت مسیح بن نصری رضی اللہ عنہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو وحی کے ذریعہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال کو جمع کروں یا تجارت کروں بلکہ یہ وحی کی گئی ہے کہ ”تو اپنے پروردگار کی حمد و شیع کر، سجدہ کرنے والوں میں ہو اور اپنے پروردگار کی عبادت یہاں تک کر کہ تو موت سے ہمکنار ہو جائے۔“

(شرح السنہ)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سوال کی ذات سے بختنے، امال و عیال پر خرچ کرنے اور بھائیہ کے ساتھ احسان کرنے کی نیت سے جائز طریقے پر (مال و دولت) حاصل کرے، قیامت کے دن وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چلتا ہو گا اور جو شخص مال جمع کرنے، اظہار فخر و ریا کرنے کی نیت سے (خواہ) جائز طریقے سے (ہی) دنیا کو حاصل کر لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقی ہو گا کہ اللہ اس پر غلبناک ہو گا (کیونکہ اس کی نیت درست نہ تھی)۔ (تبیین)

○ حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خیر یعنی مال کیش (گویا) خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں ہیں، پس اس شخص کو خوشخبری ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر کو کھولنے اور شر کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے اور اس بندہ کو ہلاکت ہو جس کو اللہ نے شر کو کھولنے اور خیر کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے۔

(ابن ماجہ)

○ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے (خطبہ میں) سنائے کہ شراب پینا گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال

ہیں اور دنیا کی محبت ہرگناہ کاسر ہے (یعنی سرچشمہ) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے یچھے ڈالوں کو جیسا کہ اللہ نے ان کو یچھے ڈالا ہے (یعنی قرآن کریم میں ان کا ذکر مردوں کے بعد آتا ہے)۔

(رزین)

○ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو چیزیں ایسی ہیں جن سے مجھ کو اپنی امت پر بڑا خوف ہے ایک تو خواہش نفس، دوسرے درازی عمر کی آرزو۔ نفس کی خواہش حق بات کرنے سے روکتی ہے اور درازی عمر کی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ اور یہ دنیا کوچ کرنے والی، جانے والی ہے۔ اور آخرت آگے بڑھنے والی اور آنے والی ہے۔ اور ان میں سے (یعنی دنیا و آخرت میں سے) ہر ایک کے بیٹے ہیں، اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم دنیا کے بیٹے نہ بن تو ایسا کرو۔ آج تم دار الحمل (عمل کے گھر) میں ہو اور دنیا میں عمل کا حساب نہیں (لیا جاتا) لیکن کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں عمل نہیں ہے۔

(بیہقیٰ)

○ حضرت علی الرضا کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ دنیا کوچ کرتے ہوئے پشت ادھر کے ہوئے چلی جا رہی ہے اور آخرت منہ ادھر کئے ہوئے چلی آ رہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ تم آخرت کے بیٹے ہو اور دنیا کے بیٹوں میں سے نہ ہو۔ آج عمل کا دن ہے اور کوئی حساب نہیں اور کل حساب کا دن ہے، عمل کا نہیں۔

(بخاریٰ)

○ حضرت شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے سا ہے لوگوں نیا ایک غیر قائم متعہ ہے جس میں سے نیک اور بد و نوں کھاتے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں عادل اور قادر بادشاہ حکم و فیصلہ کرے گا (وہ اپنے حکم اور فیصلہ میں) حق کو ثابت رکھے گا اور باطل کو منادے گا۔ تم آخرت کے بیٹھے بنو اور دنیا کے بیٹھے نہ بناں لئے کہ ہر ماں کا بیٹا اس کا تابع ہوتا ہے۔

(ابو قیم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور اس حدیث کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ جب آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں (اس نے) آخرت کے لئے کیا بھیجا اور آدمی کہتے ہیں کہ (اس نے) کیا چھوڑا۔

(تیہنیٰ)

○ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص بہتر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مخصوص دل کا اور سچا زبان کا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا۔ زبان کے پچے کو تو ہم جانتے ہیں، مخصوص دل سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مخصوص دل وہ ہے جو پاک ہو، پر ہیز گار ہو، کوئی گناہ اس میں نہ ہو، نہ ظلم کیا ہو، نہ حد سے گزار ہو اور اس میں حسد نہ ہو۔

(ابن ماجہ، تیہنیٰ)

○ حضرت مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ حضرت لقمان حکیم رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھا گیا کہ جس مرتبہ پر ہم تم کو دیکھ رہے ہیں کس چیز نے تم کو اس پر پہنچایا؟ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے کہا زبان کی سچائی اور امانت نے اور فضول و بے فائدہ چیزوں کے ترک کر دینے نے۔

(موطاً)

○ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ مجھ کو فحیث فرمائیے اور من خبر فرمائیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز پڑھتے تو اس کی سی نماز پڑھ جو اللہ کے سواب کو چھوڑ دینے والا ہے، کوئی اسکی بات زبان سے نہ نکال جس پر کل کو (قیامت میں) تجھے عذر خواہی کرنی پڑے اور جو چیزوں کے ہاتھوں میں ہے، اس سے ناامید ہو جانے کا پختہ ارادہ کر لے۔

(احمّ)

○ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يُرِدُ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَ يَشْرَحْ صَدَرَةً لِإِسْلَامِ (الانعام: ۱۲۵) (یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے) پھر فرمایا جب نور سینہ کے اندر داخل ہوتا ہے تو سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس حالت کی کوئی علامت ہے جس سے اس کی شناخت کی جاسکے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور وہ ہے، غرور کے گھر (یعنی دنیا) سے دور ہونا، آخرت کی طرف رجوع کرنا اور مرنے سے پہلے مرنے کے لئے تیار ہو جانا۔

(یعنی\*)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے لوگ (ایسے) ہیں جو بے حد پریشان، غبارآلود ہیں اور جن کو دروازے سے دھکے

دے کر نکلا جاتا ہے، اگر وہ اللہ کی قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم کو چا اور پورا کر دے۔

(مسلم)

○ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی نسبت یہ گمان کیا کہ ان کو اپنے سے کمتر پر فضیلت حاصل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گمان کو توڑنے کے لئے فرمایا تم کو (دشمن اسلام کے مقابلہ میں) مدد نہیں دی جاتی اور تم کو رزق نہیں دیا جاتا مگر تمہارے انہی کمزوروں اور فقیروں کی دعا کی برکت سے۔

(بخاری)

○ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا (یعنی شبِ مراجح میں یا خواب میں) جو لوگ جنت میں داخل ہوئے میں نے ان میں زیادہ تعداد غریبوں کی دیکھی اور دولت مندوں کو دیکھا کہ ان کو میدان قیامت میں روک لیا گیا ہے لیکن دوزخیوں (یعنی کافروں) کو دوزخ کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ پھر میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور دیکھا تو دوزخ میں جانے والوں کی زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت سعید مقبری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے قریب سے گزرے جس کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے بلایا۔ انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی جو کی روٹی سے پیٹ نہ بھرا۔  
(بخاری)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی روٹی اور بدبودار چربی (جو بہت دنوں سے رکھی تھی) لے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زرہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی تھی اور اس سے اہل بیت کے لئے بھولے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے تھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت شام کو نہ تو ایک صاع گیہوں رکھتے تھے اور نہ اور کوئی غلہ۔ (یعنی صحیح کے لئے کسی قسم کا سامان نہ رکھتے تھے) حالانکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواز و اوح مطہرات تھیں۔

(بخاری)

○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کجھوں کی چٹائی پر لیئے ہوئے تھے اور چٹائی کے اوپر فرش نہ تھا۔ بوریے نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر نشان ڈال دیے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے چڑے کا ٹکری تھا جس میں کجھوں کا پوست بھرا ہوا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو فراخی (خوشحالی) عطا فرمائے، فارس اور روم کے لوگ خوشحال بنائے گئے ہیں حالانکہ وہ عبادات نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خطاب کے بیٹھ! کیا تو ابھی اسی خیال میں ہے؟ یہ لوگ ہیں جن کو دنیا کی زندگی ہی

میں خوبیاں (لذتیں) دے دی گئی ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جواب میں یہ الفاظ فرمائے کیا تو اس پر راضی نہیں کہ ان کو دنیا ملے اور ہم کو آخرت۔  
(بخاری، مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفة میں سے ستر آدمیوں کو دیکھا، ان میں سے کسی ایک شخص کے پاس بھی چادر نہ تھی صرف ایک تہہ بند تھا یا ایک کملی جس کو انہوں نے اپنی گردنوں میں باندھ رکھا تھا۔ ان میں سے بعض تہہ بند آدمی پنڈلیوں تک تھے اور بعض ٹخنوں تک (جس کا تہہ بند اوپچا ہوتا وہ) اپنے تہہ بند کو (نمaz میں) ہاتھ سے پکڑ لیتا تاکہ اس کا ستر نہ کھل جائے۔

(بخاری)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو اس سے زیادہ مال دار اور شکلیل ہو تو اسے چاہیے کہ اس شخص پر بھی نظر ڈالے جو اس سے کم تر درجہ کا ہے۔

(بخاری و مسلم)

○ اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس شخص کو دیکھو جو کم تر درجہ کا ہے اور اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو مرتبہ میں تم سے زیادہ ہے اور ایسا کرنا تمہارے لئے ضروری ہے تاکہ تم اس نعمت کو جو اللہ نے تمہیں دی ہے، حقیر نہ جانو۔

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: فقراجنت میں دولمندوں سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے جو قیامت کا

آدھادن ہے۔

(ترمذی)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا (دعا کی) اے اللہ مجھ کو مسکین بنا کر رکھ، مسکین مار اور مجھے مسکینوں کے زمرہ میں اٹھانا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس لئے کہ مسکین جنت میں دولتمندوں سے چالیس برس پہلے داخل ہوں گے۔ عائشہؓ! کسی مسکین کو اپنے دروازہ سے خالی ہاتھ نہ جانے دو اگرچہ کبھوڑ کا ایک ٹکرا (عی) ہو۔ عائشہؓ! مسکینوں سے محبت کر اور ان کو اپنے سے قریب رکھ، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھ کو اپنے قریب رکھے گا۔

(ترمذی، یہیقی)

○ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری رضا مندی کو اپنے ضعیفوں (فقیروں) میں تلاش کرو اس لئے کہ تمہیں انہی ضعیفوں (فقیروں) ہی کی بدولت رزق دیا جاتا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

(ابوداؤد)

○ حضرت امیہ بن خالد بن عبد اللہ اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فقراء اور مہاجرین کے ذریعہ اللہ سے (کفار پر) فتح حاصل ہونے کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

(شرح السنہ)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کسی فاسق و فاجر کی نعمت و دولت پر رنگ نہ کراس لئے کہ تو نہیں جانتا مرنے کے بعد اس سے کیا سلوک ہونے والا ہے۔ فاجر کیلئے اللہ کے ہاں ایک ایسا قاتل ہے جو اسے مرنے نہیں دیتا یعنی دوزخ کی آگ۔

(شرح السنہ)

○ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کا قید خانہ اور قحط ہے۔ جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانہ اور قحط سے نجات پاتا ہے۔

○ حضرت محمود بن لمیڈ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں ہیں جن کو آدم کا بیٹا برا سمجھتا ہے ایک تو موت کو حالانکہ موت مومن کے لئے فتنہ سے بہتر ہے دوسرے مال کی کمی کو حالانکہ مال کی کمی حساب میں کمی کی موجب ہے۔  
(احمد)

○ حضرت عبداللہ بن مَعْقُول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوچ لو کیا کہہ رہے ہو!

اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ اس نے تین بار اسی طرح کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو فقر کے لئے تیار ہو جاؤ اس لئے کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو فقر و افلاس بہت جلد پہنچتا ہے، اس سیلاں سے بھی جلد جوانے منہجا کی طرف جاتا ہے۔

(ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب بھوک نے ستایا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک سمجھو عطا فرمائی۔

(ترمذی)

○ حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد (نبوی) میں بیٹھے ہوئے تھے اور فقراء مہاجرین کا حلقة جما ہوا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فقراء مہاجرین کی طرف منہ کر کے بیٹھے گئے۔ میں انھا اور فقراء مہاجرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء مہاجرین کو وہ بشارت پہنچادیتی چاہیے جو ان کے چہروں کو ٹکفتہ کر دے (یعنی وہ خوش ہو جائیں اور بشارت یہ ہے کہ وہ جنت میں دولمندوں سے چالیس برس پہلے داخل ہوں گے۔ راویؒ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا (یہ سن کر) فقراء مہاجرین کے چہروں کا رنگ روشن ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فقراء مہاجرین کو خوش پا کر میں نے یہ آرزو کی کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا یا ان میں سے ہوتا۔

(داری)

○ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل (جانی دوست) نے مجھ کو سات باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں ماکین سے محبت کروں اور ان سے قریب رہوں اور یہ کہ میں اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھوں اور بالاتر لوگوں کو نہ دیکھوں اور یہ حکم دیا کہ میں قربت داروں کی ناتے بندی کو قائم رکھوں اگرچہ خود رشتہ دار یعنی قربت داری کو منقطع کر دیں اور یہ حکم دیا کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں اور یہ کہ میں سچی بات کہوں اگرچہ وہ تلخ ہو اور یہ کہ میں امر بالمعروف اور نبی عن المنکر میں کسی کی ملامت سے نہ ڈروں اور یہ حکم دیا کہ میں اکثر

لا حول ولا قوة الا بالله کہتا رہا اور باقی اس خزانہ میں سے ہیں جو عرش الہی کے نیچے ہے۔

(احم)

○ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن روانہ فرمایا تو فیصلہ اپنے آپ کو آرائش و استراحت سے بچا اس لئے کہ اللہ کے بندے آرام و آسانش حاصل نہیں کرتے۔

(احم)

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے دینے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔

(بیہقی)

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھوکا ہو یا محتاج اور لوگوں سے اپنی حالت چھپائے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا یقین ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ اس کیلئے حلال طریقہ پر ایک سال کی روزی کا انتظام کر دے۔

(بیہقی)

○ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندہ (مومن) کو دوست رکھتا ہے جو نقیر، پارسا اور عیال الدار ہو۔

(ابن ماجہ)

○ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

ایک روز پانی مانگا آپ کے پاس پانی لایا گیا جس میں شہد ملا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا یہ پاک ہے (اور لذیذ و خوبگوار) لیکن میں اللہ تعالیٰ سے یہ سنتا ہوں کہ اس نے ایک قوم پر عیب لگایا تھا خواہشات نفس کے اتباع کا اور فرمایا تم نے اپنی لذتوں اور نعمتوں کا پورا پورا فائدہ اپنی دنیاوی زندگی میں پالیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہماری نیکیاں بھی ایسی نہ ہوں جن کا ثواب جلد دیا گیا (دنیا ہی میں) (پس) انہوں نے اس پانی کو نہیں پیا۔

(رزین)

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی کھوروں سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ ہم نے خیر کو فتح کر لیا۔

(بخاری)

- حضرت ابو امام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کبھی ہو کی روٹیاں بھی فاضل نہ پچھتی تھیں۔

(ترمذی)

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسل کئی راتیں سخت بھوک کی حالت میں گزار دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروالوں کو شام کا کھانا بھی نہیں ملتا تھا اور عموماً آپ کے گھر ہو کی روٹیاں ہی ہوتی تھیں۔

(ترمذی)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز جمع نہ کرتے تھے۔

(ترمذی)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دسترخان پر کھانا نہیں کھایا اور نہ بھی کبھی تسلی روٹی یعنی چپاتی کھائی ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

(ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑھے کا دل ہمیشہ دو با توں میں جوان رہتا ہے یعنی دنیا کی محبت میں اور آرزو کی درازی میں۔ (بخاری و مسلم)

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے لیکن اس کی دو چیزیں جوان ہوتی ہیں ایک تو عمر کی حص اور دوسرے مال کالا لج۔

(ترمذی)

○ حضرت مطیر ف رضی اللہ عنہ کے والد سے روایت ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہ پڑھ رہے تھے۔ **الْهَكَاثُرُ**

(دولمندی اور جاہ پندی نے تم کو اللہ سے غافل و بے پرواہنا دیا) آدم کا بیٹا کہتا ہے ”میرا مال میرا مال“ مگر تم نے جو صدقہ دے کر جاری رکھایا کھا کر فات کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا اس کے علاوہ بھی تمہارا کوئی مال ہے؟

(ترمذی)

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جگل ہوں تو بھی وہ تیرے جنگل کو جلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی اور اللہ تعالیٰ (حرسِ ندوم سے) جس بندہ کی قبور کو چاہے قبول کر لیتا ہے۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ میں اور میری ماں مٹی سے کچھ مرمت یاد رتی کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عبد اللہ یہ کیا ہے؟ (یعنی یہ کیا کر رہے ہو) میں نے عرض کیا میں اس چیز کو درست کر رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت اس سے بھی جلد آنے والی ہے (یعنی اس گھر کے گر پڑنے سے جلد آنے والی ہے)

(ترمذی)

○ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مقیٰ غنی اور گوشہ نشین بندہ کو پسند فرماتا ہے۔

(مسلم)

○ حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا آدمی بہتر ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر پوچھا اور کون سا آدمی برا ہے؟ فرمایا جس کی عمر زیادہ اور عمل بُرے ہوں۔

(احمد، ترمذی، دارمی)

○ حضرت ابوکبشه انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ حق ہیں اور تم سے میں ایک بات بیان کرتا ہوں تم اس کو محفوظ رکھو وہ تین باتیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں یہ ہیں کہ بندہ کا مال صدقہ اور خیرات کرنے سے کم نہیں ہوتا اور جس بندہ پر ظلم و زیادتی کی جائے اور وہ اس پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھاتا ہے اور جس بندہ نے سوال کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر و افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات کا میں نے ذکر کیا تھا ب میں اس کو بیان کرتا ہوں اس کو یاد رکھو۔ دنیا چار آدمیوں کے لئے ہے ایک تو اس بندہ کے لئے جس کو اللہ نے مال و علم عطا فرمایا ہے وہ مال خرچ کرنے میں اللہ سے ڈرتا ہے (اور حرام کاموں میں خرچ نہیں کرتا) رشتہ داروں سے (اچھا) سلوک کرتا ہے اور اس مال میں سے مال کے حق کے موافق اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرتا ہے اس شخص کا بڑا درجہ ہے۔ دوسرے اس بندہ کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور مال عطا نہیں فرمایا یہ بندہ (علم کے سبب) سچی نعمت رکھتا ہے اور یہ آرزو کرتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا۔ اس کو بھی پہلے بندہ کی مانند اجر ملے گا اور ثواب میں دونوں برابر ہوں گے اور تیسرا بندہ وہ ہے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور علم نہیں دیا وہ بندہ اپنے مال کو علم نہ ہونے کی وجہ سے بری طرح خرچ کرتا ہے۔ نہ تو خرچ کرنے میں اللہ سے ڈرتا ہے نہ رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور نہ اللہ کا حق اپنے مال سے نکالتا ہے اور نہ بندوں کا حق ادا کرتا ہے۔ یہ بندہ بدترین مرتبہ کا ہے اور چوتھا بندہ وہ ہے جس کو اللہ نے مال بھی نہیں دیا اور علم بھی نہیں دیا وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح کرتا (یعنی) برے کاموں میں۔ یہ بندہ اپنی نیت کے سبب مغلوب ہے اور اس کا گناہ

تیرے شخص کے گناہ کی مانند ہے۔

(ترمذی)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بھلائی کے کام کرتا ہے۔ پوچھا گیا اللہ بھلائی کے کام کیونکر کرتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا موت سے پہلے اس کو اعمال نیک کی توفیق مرحت فرماتا ہے۔

(ترمذی)

○ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل اور محتاط شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل اور اپنے قابو میں رکھے اور عمل کرے مبعد موت کے لئے اور عاجز و درماندہ وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا غلام ہو اور (پھر) اللہ سے بخشش کا آرزومند ہو۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

○ حضرت محمد بن ابو عمیرہ رضی اللہ عنہ (جو صحابی ہیں) کہتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ پیدائش کے دن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک اللہ کی اطاعت و عبادت میں سرگوش رہے تو البتہ اپنی اس عبادت و طاعت کو قیامت کے دن حقیر خیال کرے گا اور یہ آرزو کرے گا کہ اس کو پھر دنیا میں واپس کر دیا جائے تاکہ اس کا اجر و ثواب زیادہ ہو جائے۔

(احمد)

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے

جونہ منتر کرتے ہوں گے اور نہ ٹکون بد لیتے ہوں گے اور صرف اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہوں گے۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن قوی (یعنی ایمان و اعتقاد میں مضبوط) بہتر اور اللہ کے نزدیک محبوب ہے مومن ضعیف سے اور ہر مومن میں (قوی ہو یا ضعیف) نیکی ہے۔ جو چیز تجھ کو نفع پہنچائے اس پر حرص اور اللہ کی مدد و توفیق طلب کر اور طلب استغاثت سے عاجز نہ ہو اور جب تجھ کو کوئی (مصیبت) پہنچے تو یوں نہ کہہ کہ اگر میں اس طرح کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ اس طرح کہہ کہ اللہ نے یہی مقدار کیا تھا اور اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اس لئے کہ اگر کا لفظ شیطان کے دخل کا در کھولتا ہے اور دل میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔

(مسلم)

○ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر تم لوگ اللہ پر توکل کرو، ایسا توکل، جیسا کہ توکل کا حق ہے، تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے (اپنے گھوسلوں میں) جاتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

○ حضرت زید بن حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ دنیا میں زہد کس چیز کا نام ہے؟ جواب میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

”حلال پیشہ اختیار کرنا اور امیدوں میں کمی“

(بیہقی)

○ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہد (ترک دنیا) حلال کو حرام بنانے اور مال کو ضائع کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ ہد یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و دولت) اس پر بھروسہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو اللہ کے ہاتھوں میں ہے اور ترک دنیا یہ ہے کہ جب تجھ پر کوئی مصیبت پڑے تو تو اس مصیبت میں ثواب کا طالب ہو اور یہ خواہش رکھ کر یہ مصیبت باقی رہے اور ختم نہ ہو۔ (تاکہ اس کا ثواب حاصل ہو)

(ترمذی، ابن ماجہ)

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چیچے سوار تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہڈ کے! اللہ کے احکام امر و نہی کو حفظ رکھ، اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی حفاظت میں رکھے گا اور تو اللہ کے حق کو محفوظ رکھ تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کا ارادہ کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے مدد چاہ اور یہ بات یاد رکھ کر ساری مخلوق اگر جمع ہو کر تجھ کو کچھ لفڑ پہنچانا چاہے تو ہرگز تجھ کو نفع نہ پہنچا سکے گی مگر صرف اتنا جتنا کہ اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے، قلم اٹھا کر رکھ دیئے گئے ہیں اور صحیح نشک ہو گئے۔

○ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی نیک بخشی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ نے اس کے لئے مقدر کر دیا ہے وہ اس پر راضی رہے اور آدمی کی بد بخشی یہ ہے کہ وہ اللہ سے خیر اور بھلائی مانگنا چھوڑ دے اور انسان کی بد بخشی یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو کچھ اس کے مقدر میں لکھا ہے وہ اس سے ناراض اور ناخوش ہو۔ (احمد، ترمذی)

○ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر اس پر لوگ عمل کریں تو وہی ان کو کافی ہے (اور وہ آیت یہ ہے) وَمَنْ يَتَقَى اللَّهُ يَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَزْرُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط یعنی جو شخص اللہ سے ذرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایک جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے خیال و مگان بھی نہیں ہوتا۔

(احمد، ابن ماجہ، دارالی)

○ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے دل کے لئے ہر جگل کی ایک شاخ ہے (یعنی اس کو ہر طرح کی فکریں ہیں) پھر جس شخص نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی ہر قسم کی فکروں میں مشغول و منہک رہا) اللہ تعالیٰ اس کی پرانیں کرتا خواہ وہ کسی جگل میں اس کو ہلاک کر دے اور جس نے اللہ پر توکل کیا اور اپنے کاموں کو اللہ کے سپرد کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کو درست کر دیتا ہے۔

(ابن ماجہ)

○ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رزق بندہ کو اسی طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے۔

(ابو قیم)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک ان میں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا اور دوسرا کچھ کام کرتا تھا۔ کنانے والے بھائی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے

اپنے بھائی کی شکایت کی (یعنی یہ کہا کہ وہ کام کا ج نہیں کرتا)۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تجھ کو اسی کی برکت سے رزق دیا

جاتا ہو۔

(ترمذی)

○ حضرت ابو امام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
اگر تم فضل (ضرورت سے زیادہ پچھی ہوئی) چیز دوسروں کو دے دیا کرو تو یہ تمہارے لئے  
اچھا ہے اور اگر اس کو روک رکھو تو تمہارے لئے برآ ہے اور جتنی روزی تمہارے لئے ضروری  
ہو، اتنے پرتم کو بر انہیں کہا جاتا اور (صدقة و خیرات) دینا پہلے اہل و عیال سے شروع کرو  
اور اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے (یعنی دینے والا ہاتھ مانگنے والے اور لینے والے  
سے اچھا ہوتا ہے)

(ترمذی)

○ حضرت عبد اللہ بن محسن (صحابی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صحیح یوں کی کہ دل بے خوف ہے تن تدرست  
ہے اور اس کے پاس دن بھر کا کھانا ہے تو گویا اس کے لئے دنیا جمع کر دی گئی۔

(ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو دین کے ذریعے دنیا داروں کو دھوکہ دیں  
گے (یعنی اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ) لوگوں کو دکھانے کے لئے  
دنبوں کے چڑے کے کپڑے پہنیں گے یعنی ان کے کپڑے موٹے ہوں گے جیسے کہل

وغيرہ، ان کی زبانیں شگر سے زیادہ شیریں اور زرم ہوں گی (یعنی ان کی باتیں خوٹگوار لذیذ اور زرم ہوں گی) لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ (یعنی سخت اور بے رحم) اللہ تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے کیا یہ لوگ مجھ کو دھوکا دیتے ہیں یا میرے ذہل دینے کے سبب سے مغروہ ہو گئے ہیں۔ میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان پر انہی میں سے بلا وفتہ مسلط کروں گا (یعنی ان پر ایسے امراء حکام یا اشخاص کو مقرر کروں گا جو ان کو مصائب آفات میں بنتا کر دیں گے) ایسی بلا وفتہ کہ عقلاً مندو دانا اشخاص بھی اس (کے رفع کرنے) سے عاجز و حیران رہیں گے۔ (ترمذی)

○ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک ایسی تخلوق پیدا کی ہے جس کی زبانیں شگر سے زیادہ شیریں ہیں اور جس کے دل ایلوے (یعنی کلام صیر) سے زیادہ تلخ ہیں میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان پر فتنہ (ومصیبت و بلا) نازل کروں گا ایسا فتنہ کہ عقل مندو دانا شخص اس پر حیران ہو گا۔

کیا یہ لوگ مجھ کو دھوکا دیتے ہیں یا مجھ پر جرأت و دلیری کرتے ہیں؟

(ترمذی)

○ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں چند قویں ایسی ہوں گی جو ظاہر میں دوست ہوں گی لیکن باطن میں دشمن، پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیونکر ہو گا؟ فرمایا یہ اس طرح ہو گا کہ ان میں سے بعض بعض سے غرض ولاج رکھیں گے اور بعض بعض سے خوفزدہ ہوں گے۔

(احم)

○ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس امت پر (یعنی اپنی امت پر) ہر منافق کے شر سے ڈرتا ہوں جو علم و حکمت کی تو باتیں کرتا ہے اور ظلم کے کام کرتا ہے۔

(بیتی)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم اس چیز کو معلوم کرو جس کو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روڑا اور بہت کم بنسو۔

(بخاری)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میرے پروردگار نے مجھ کو نوباتوں کا حکم دیا ہے۔

(۱) ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرتا۔

(۲) اگری بات کہنا غصہ اور رضامندی کی حالت میں۔

(۳) فقر اور غنم میں میانہ روی (یعنی تنگی و فراخی ہر حالت میں اعتدال سے کام لینا)۔

(۴) میں اس سے قربت داری کو قائم و برقرار رکھوں جو مجھ سے قطع تعلق کرے۔

(۵) میں اس شخص کو دوں جو مجھ کو محروم رکھے۔

(۶) جو شخص مجھ پر ظلم کرے، میں (با وجود قدرت انتقام) اس کو معاف کر دوں۔

(۷) میری خاموشی غور و فکر ہو۔

(۸) میری گویائی ذکر الہی ہو۔

(۹) میری نظر عبرت حاصل کرنے کے لئے ہو اور میرے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ میں

امر بالمعروف کروں۔

(رزین)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے اس لئے سوال کرے کہ ان سے مال لے کر اپنا مال بڑھائے وہ گویا آگ کا انگارا مانگتا ہے اب اس کو اختیار ہے کہ وہ زیادہ مانگے یا کم۔

(مسلم)

○ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ (اس حال میں) آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی ایک بوٹی نہ ہوگی۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت زیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک رسی لے کر (جنگل سے) لکڑیوں کا گٹھا پنی پشت پر اٹھا کر لائے اور اسے فروخت کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمادے، یہ اس کے حق میں بہت بہتر ہے بہت اس کے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے (بھیک مانگے) پھر وہ چاہیں تو اسے کچھ دیں ورنہ دھکار دیں۔

(بخاری)

○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا اے لوگو! جان لو کہ لائقِ محاجی ہے اور لوگوں سے بے پرواہی غنا ہے اور انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

(رزین)

○ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ اس امر کا عہد کرے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں گا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں اس کا عہد کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے سوال نہ کرتے تھے۔

(ابوداؤد، نسائی)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس أحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا مجھ کو یہ امر پسند نہیں کہ اس پر تین دن گزریں اور اس کے بعد اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہے مگر صرف اتنا کہ میں اس سے قرض ادا کر سکوں۔ (بخاری)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی ایسا دن کہ جس میں صبح کے وقت دو فرشتے ذاتے ہوں جن میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والوں کو اس کا بدل دے (یعنی جو صرف خیر میں یا مناسب موقع پر خرچ کرتا ہے اس کو اس سے زیادہ دے) اور دوسرا یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف کر دے۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت اسماء رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کر اور شمارنہ کر (اس لئے کہ اگر تو شمار کر کے دے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ بھی تیرے لئے شمار کرے گا) اور نہ روک تو (فقیر سے) مال کو (جو تیری حاجت سے زیادہ ہو) ورنہ اللہ بھی

تجھ سے مال کو روکے گا اور وے جتنا تجھ سے دیا جاسکے۔ (بخاری، مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ یعنی تجھ کو دوں گا۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن آدم! اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خرچ کرنا تیرے لئے بہتر ہے اور مال کو روکنا تیرے لئے برآ ہے اور نہیں ملامت کیا جائے گا تو بقدر ضرورت مال اپنے قبضہ میں رکھنے پر اور تو سب سے پہلے اپنے عیال پر خرچ کرنے کے ساتھ شروع کر۔

(مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کا حال ان دونوں شخصوں کی مانند ہے جن پر لو ہے کی دوزر ہیں ہوں اور ان زر ہوں کی تینگی کے سبب ان کے دونوں ہاتھ سینہ اور گردن میں چمنا دیئے گئے ہوں پس جب صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے اور جب بخیل صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کے حلقة اور تنگ ہو جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تنی جب خیرات کرتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے اور وہ خوب دیتا ہے اور جب بخیل کسی کو کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کے حلقة اور تنگ ہو جاتے ہیں یعنی اس کا سینہ اور تنگ ہو جاتا ہے۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے بچاؤ لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہوگی اور بخل (کنجوی) سے بچاؤ لئے کہ بخل نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے تھے۔ بخل نے ان کو اس پر آمادہ کر دیا تھا کہ وہ خون ریزی کریں اور حرام کو حلال جائیں۔

(مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سے صدقہ کا زیادہ ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات کرنا تیرا اس حال میں کہ تو متدرست ہو، مال جمع کرنے کی خواہش و حرص رکھتا ہو، افلاس سے ڈرتا ہو اور دولت کی امید رکھتا ہو۔ اور تو صدقہ دینے اور خیرات کرنے میں سنتی و غفلت نہ کریں ہاں تک کہ جب تیری جان حلق میں پہنچ جائے یعنی دم نکلنے کے قریب ہو۔ توبہ تو یہ کہے کہ اتنا مال فلاں شخص کے لئے اور اتنا مال فلاں کے لئے حالانکہ تو جانتا ہو کہ مال فلاں ہی کو ملے گا۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقی قریب ہے اللہ کی رحمت سے، قریب ہے جنت سے اور قریب ہے لوگوں سے (یعنی اس کو سب پسند کرتے ہیں) اور دور ہے دوزخ سے۔ اور بخل دور ہے اللہ کی رحمت سے، دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے اور قریب ہے آگ سے۔ اور جمال حقیقی اللہ کے نزدیک بہتر ہے بخل عابد سے۔

(ترمذی)

٥ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا اپنی تمریز کے ایام میں ایک درہم خرچ (خیرات) کرنا مرنے کے وقت سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد)

٥ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں دو باتیں جمع نہیں ہوتیں، بخل اور بد خلقی۔

(ترمذی)

٥ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں مکار اور بخل داخل نہ ہوگا اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر احسان جتا۔

(ترمذی)

٥ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی عادتوں میں سے دو بہت بری عادتیں ہیں ایک تو انہا درج کا بخل اور ایک انہائی بزدی۔

(ابوداؤد)

٥ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخاوت ایک درخت ہے جنت میں پس جو شخص سخی ہوگا، وہ اس درخت کی ٹہنی پکڑے گا اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کر لے گی اور بخل ایک درخت ہے دوزخ میں پس جو شخص بخل ہوگا وہ اس درخت کی ایک ٹہنی پکڑے گا اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو دوزخ میں داخل نہ کر لے گی۔

(نبیق فی شعب الایمان)

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلدی کرو صدقات و خیرات دینے میں (یعنی مرنے سے پہلے پہلے) اس لئے کہ صدقے سے بلانہیں بڑھتی (یعنی صدقہ بلا کرو کتا ہے)

(رزین)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ مال کو کم نہیں کرتا (بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے) اور قدرت انتقام کے باوجود کسی کا قصور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس بندے کی (جس نے دوسرے کو معاف کیا) عزت بڑھاتا ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کی رضا مندی کے لئے تواضع اختیار کرے مگر یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔ (مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمان عورتوں کو مخاطب کر کے) فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی ہمسایہ اپنے ہمسائے کو بدیہی یا صدقہ بھیجنے میں حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کی کھری ہی کیوں نہ ہو۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کسی نیکی کو حقیر نہ جان اگرچہ (وہ نیکی یہی ہو کہ) تو اپنے بھائی سے خنده پیشانی سے پیش آئے۔

(مسلم)

○ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر اس کے

پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہوتا؟

فرمایا: اپنے دونوں ہاتھوں سے کام لے (محنت و مشقت سے کمائے) اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ نے عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے یا ایسا نہ کر سکے (تو کیا کرے؟)

فرمایا: کسی حاجت میں غمگین شخص کی مدد کرے۔ صحابہ نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکتے تو؟

فرمایا: نیکی کی تلقین کرے۔ عرض کیا اگر وہ ایسا بھی نہ کرے تو؟ فرمایا: خود برائی سے باز رہے پس یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے ہر جوڑ پر، ہر دن، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، صدقہ لازم ہوتا ہے۔ اگر وہ دوآدمیوں کے درمیان عدل کرے یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ کسی آدمی کے سوار ہونے یا اس کا سامان بار کرنے میں مدد دینا اس کا صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا صدقہ ہے۔ ہر قدم جو وہ نماز کے لئے اٹھاتا ہے، صدقہ ہے۔ اگر وہ راستے سے ایذا دینے والی چیز کو دور کرتا ہے تو یہ بھی اس کا صدقہ ہے۔

(بخاری، مسلم)

○ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے (یعنی ہر انسان کے جسم میں

تمیں سو ساٹھ جوڑ ہوتے ہیں) پس جو شخص اللہ اکبر کہے، اللہ کی حمد کرے، لا الہ الا اللہ کہے، سبحان اللہ کہے اور اللہ سے استغفار کرے اور لوگوں کے راستے سے پھر یا ہڈی اور کاشے (یعنی ایذ ارساں چیزیں) ہٹائے یا کسی کو نیک بات بتائے اور بری بات سے روکے اور یہ سب با تین تمیں سو ساٹھ تک ہو جائیں تو وہ شخص اس روز اس طرح چلتا ہے گویا اس نے اپنے آپ کو آگ سے دور رکھا ہے۔

(مسلم)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی بوئے، اس سے کوئی انسان یا پرندہ یا کوئی مویش کھالیتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ جو اس میں سے چرالیا جاتا ہے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا (اس بنابر کر) وہ ایک کتے کے پاس سے گذری جو کنوئیں کے قریب کھڑا پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکالے ہانپ رہا تھا۔ قریب تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے مرجائے، اس عورت نے اپنا موزہ اتارا، اپنی اوڑھنی کے ساتھ اسے باندھا اور پھر اس (کتے) کے لئے پانی نکالا سواں وجہ سے اس (بدکار عورت) کو بخش دیا گیا، عرض کیا گیا: کیا ہمیں چوپا یوں (اور مویشیوں پر احسان کرنے) میں بھی ثواب ملتا ہے؟ فرمایا ہر تر جگر کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں اجر ہے۔

(بخاری، مسلم)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدق اللہ تعالیٰ کے غصب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بڑی موت کو دور کرتا ہے۔

(ترمذی)

○ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی نگئے مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بزرگ باس پہنانے گا۔ جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے چلوں سے کھلانے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے شخص کو پانی پلاتا ہے، اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اسے مہرگی ہوئی شراب (یعنی شراب طہور) میں سے پلانے گا۔

(ابوداؤد، ترمذی)

○ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے ایک بکری ذئب کی (اور اللہ کی راہ میں تقسیم شروع کی، کچھ دیر کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا اس میں کس قدر باقی ہے؟ حضرت عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہا نے کہا اس کا صرف ایک شانہ باقی رہ گیا ہے فرمایا (نہیں بلکہ) کندھے کے سواباق سب فی گئی ہے (یعنی ثواب کے لحاظ سے)

(ترمذی)

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے شاہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو پہننے کے لئے کپڑا دیتا ہے تو جب تک اس کا ایک ٹکڑا بھی اس پر رہتا ہے وہ شخص (پہنانے والا) اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

(احمّد، ترمذی)

○ مَرْمِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعَى رَوَايَةً هُنْكَهُ كَمْ جَنَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ أَيْكَ حَصَابِيَ نَبِيُّ اللَّهِ عَنْهُ نَبَأَ خَبْرَ دِيَرِيَ كَمْ إِذْ أَسَنَ نَقِيمَتَ كَمْ دَنَ مُؤْمِنَ كَمْ سَائِيَّا سَكَانَ صَدَقَهُ هُوَ كَمْ -

(احمٰ)

○ حَفْرَتْ أَنْسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمْ تَبَتَّهُ هُنْكَهُ كَمْ جَنَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَفَ مَا يَا كَمْ جَبَ اللَّهُ تَعَالَى نَزَفَ زَمِينَ كَمْ كَوَبِيَّا كَيَا تَوَهُ مَلَنَّ لَكِي - اللَّهُ تَعَالَى نَزَفَ پَهَازِيَّا كَيَا كَمْ زَمِينَ پَرَكَحَاتَوَهُ مَهْرَگَيِي - فَرَشَتُوْنَ نَزَفَ پَهَازِوْنَ كَمْ سَخْتَنَ سَعَيْجَبَ كَيَا اُورَكَهَا:

اے ہمارے رب! تیری مخلوق میں پھاڑوں سے بھی کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا:  
ہاں لوہا۔ انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! تیری مخلوق میں کوئی چیز لو ہے سے بھی سخت  
ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ۔ انہوں نے عرض کیا: اے ہمارے پور دگار! آگ سے بھی کوئی سخت  
چیز تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا: پانی۔ انہوں نے کہا کہ اے ہمارے پور دگار! پانی سے  
بھی کوئی سخت چیز تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا: ہاں، ہوا۔ فرشتوں نے کہا: اے ہمارے  
پور دگار! تیری مخلوق میں سے ہوا سے بھی کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا: ہاں! بن آدم جبکہ وہ صدقہ  
کرتا ہے اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح کروہ اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے۔

(ترمذیٰ)

○ حَفْرَتْ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ حَكِيمَ بْنَ حَزَامَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (دوںوں) سَعَى رَوَايَةً هُنْكَهُ كَمْ حَضُورُ أَقْدَسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَفَ مَا يَا! بَهْرَيْنَ صَدَقَهُ وَهُنْ جَوَبَهُ پَرَوَائِي سَعَى دِيَجَائَيَ - اور ان لوگوں سے صدقہ دینا شروع کر جن کا نانِ نفقہ تیرے ذمے ہے۔

(بخاریٰ، مسلم، عن حکیم بن حزام)

نا صحا اونے ناصحا!

یقینی اور ہے میرے آقاروجی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طریقت.....

طریقت الاسلام

طریقت الاناب

طریقت الانام

ہر نہ ہب کے لئے نافذ اعمل

کوئی بھی اس کا مکفر نہیں۔

طریقت اسے اپنا کر

اس پر کار بند ہو کر

پابند ہو کر

اور رحمت بن کر

کل کائنات پر چھائی۔

زندگی زندگی کا نمونہ پا کر مطمئن ہوئی

پامال تھی، سرفراز ہوئی۔ مردہ تھی، زندہ ہوئی

افسردہ تھی، مسرور ہوئی۔ آوارہ تھی، گامزن ہوئی

سو بہ سو تھی، یکسو ہوئی۔ ڈانواں ڈول تھی، استوار ہوئی

بے کیف تھی، بے کیف ہوئی۔ ناتوان تھی، قوی ہوئی

کھسیانہ تھی، معزز ہوئی، رورہی تھی، نمونہ پا کر

قص کرنے لگی، ساز بجانے لگی، راگ گانے لگی۔

میرے آقاروجی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ معتبر، مستند، فلاح دارین کا امین!  
 یہ نمونہ ہر وقت تیرے پیش نظر ہے۔ سلک مروارید کا یہ ہارتیرے گلے میں  
 ہمیشہ لکھتا رہے، چکلتا رہے، دملکتا رہے۔ کبھی گرد آلودنہ ہو، کبھی ماندنہ پڑے۔  
 اسم اعظم کا نقش بھی کہیں تو بے جانیں۔  
 اس نقش کو حرز جاں بنا، بے شک یہ تیری جان کا شاہ مہر ہے۔  
 شکر عبدیت کی بندگی اور معبدیت کا دل پسند اخلاق۔

### شکر نعمت

### حسن عبادت

### راست بازی

### قلب سلیم اور

خلق مستقیم سے انسانیت کا مقام بلند ہوتا ہے محفوظ عبادات کی بدولت نہیں۔ اور  
 یہی اسباق سلف صالحین کی درس گاہوں کا بین الاقوامی، جامع اور مستند نصاب ہوا کرتا تھا۔  
 جب تک کوئی فاضل مذکورہ اسباق سے فیض یا ب ہو کر فارغ التحصیل نہیں ہوتا، مقبول  
 الاسلام دین دار نہیں ہوتا اور نہ ہی دین کو اس سے مطلوبہ تقویت پہنچ سکتی ہے۔ گزرے  
 ہوئے دور کا صوفی بے شک ان اسباق سے آراستہ و پیراستہ ہو کر دین کے میدان میں قدم  
 رکھا کرتا تھا۔ جو دین کے اکھاڑے میں اترتا، یہی خصلتیں اس کا زادراہ ہوتیں۔ و ماعلینا  
 الا البلاغ۔

انسانیت کے جن بلند ترین خصال کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اگر انہیں اپنایا جائے تو قرون  
 اولیٰ کا ہر منظر ڈھور میں آئے اور کوئی بھی منظر کسی بھی منظر سے کسی بھی طرح یچھے نہ رہے۔

ڈھول والا..... ڈھول بجائے  
 طبلے والا..... طبلہ  
 الغوزے والا..... الغوزہ بجائے  
 چمنے والا..... چمنا  
 باجے والا..... باجہ بجائے  
 چھینیاں والا..... چھینے  
 مین والا..... مین بجائے  
 طوطی والا..... طوطی  
 مرلی والا..... مرلی  
 سارگنی والا..... سارگنی  
 اور جو کچھ نہیں جانتا، دھماں پائے۔ پھر دیکھی تیری محفل کا کیف۔ ہر کوئی کسی نہ کسی  
 دھن میں معروف۔

اگران ملی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و ارشادات پر کمرستہ ہوتے، روایات کہنہ عمود کر  
 آتیں، حال کا اور دو اور دو کر رہتا۔

تیری ہر بات ناقص اور قابل اعتراض ہے۔ اگر تو کچھ بھی نہ کہتا، جو کچھ کہا گیا  
 ہے اس پر چلتا تو آج یہ حال نہ ہوتا۔

جب سے تو نے اپنی طرف سے رائے دینا شروع کی ہے، اختلافات شروع  
 ہوئے ورنہ اسلام ایک تھا، ایک ہی رہتا، کبھی فرقوں میں نہ بنتا۔

کیا تیرے لئے تیرے نبی اکرم واجل صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کافی نہیں؟  
تو نے اتحاد کی بنیاد دیں ہلا دیں۔ معمولی باتوں کے اختلاف نے ملت کا شیرازہ  
بکھیر دیا اور سمحکم دین کی بنیاد دیں ہل گئیں۔

تو حضور اقدس و اکرم واجل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و مبارک  
کامل و اکمل فرمان ہی پا اکتفا کراور اس بات کو دل سے مان کر تیری بھلائی تیری کامیابی  
اور تیری نجات بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فرمان کی اتباع میں ہے۔ اپنی طرف سے  
کچھ مت کہہ۔ جو کچھ کہہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تائید میں کہہ۔ جو انہوں  
نے فرمایا وہی کہہ وہی شاہراہ اور وہی صراط مستقیم ہے۔

اختلاف عموماً ذات سے ہوتا ہے، بات سے نہیں۔ اگر باتوں ہی کا اختلاف ہوتا  
تو آج ضرور ختم ہو جاتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟  
معلوم ہوا ہمارے اختلافات باتوں کے نہیں، ذاتوں کے ہیں اور یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے  
جب تک ہم خود انہیں ختم نہیں کرتے۔ ہر ذات اپنی برتری برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ جس کے  
لئے وہ دین کی ہر بات کا مطلب اپنی ذاتی پسند کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔ جب تک کہ  
اپنی ذاتیات کو دین کے تابع نہیں کرتے، اختلافات کی یہ کلکش کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ ہم نے  
دین کو شخصیت میں مدغم کر دیا۔ چاہیے یوں تھا کہ اپنی شخصیت کو دین میں مدغم کرتے۔ پھر کسی  
کو بھی اور کسی بھی بات میں کوئی اختلاف نہ رہتا۔

جب بھی کوئی مفکر کسی بھی مسئلہ پر سوچتا ہے۔ اس میں ذاتی پسند کو ضرور جگہ دیتا  
ہے جس کی وجہ سے اس مسئلہ کا حل انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ ہمارے اکابر  
ذاتیات سے پاک و مبراتھے انہوں نے ذاتیات کو دین ہی کے تابع کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے

کہ ان کی ذات قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے جنت بنی ہوئی ہے۔

اگر علماء متعدد ہو کر تعمیری جدوجہد کرتے اور ایک دوسرے سے پر خلوص تعاون کرتے تو آج نہ دین کی یہ حالت ہوتی نہ دین داروں کی۔ ادعیان باطلہ کو دین کھٹکے کے سامنے کسی بھی حرکت کی کبھی جرأۃ نہ ہوتی!

ہم مسلمان تو ہیں

ہم میں مسلمانی نہیں

گفتار کا قاری..... عمل سے عاری

اے ہم نشیں! ہم اپنی اس ناداری پر جتنا بھی روئیں کم ہے۔ تو ہی بتلا ہم میں

مسلمانی کا کون سا انداز پایا جاتا ہے؟

مسلمان اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی خوف نہ کھاتا نہ ہی کسی سے کوئی امید رکھتا۔

اللہ کو اپنے پاس حاضر و ناظر جان کر ہر خوف سے بے خوف ہو کر اپنی منزل پر گامزن رہتا۔

اللہ میمی (اللہ میرے ساتھ ہے) کے نشے میں محور ہو کر کون و مکاں کی ہر شے

سے مستقی و بے نیاز ہوتا۔

جس کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتا، کر کے رہتا۔ کسی کے بھی روکے کبھی نہ رکتا۔

برائی و بے حیائی کے قریب تک نہ پہنچتا۔ جس کام کو سر بازار کرنے کی جرأۃ نہ رکھتا، خلوت

میں بھی نہ کرتا۔ کبھی جھوٹ نہ بولتا، غیبت نہ کرتا، چغلی نہ کھاتا، حسد نہ کرتا۔ کسی کو بھی کبھی

عارنہ دلاتا، نہ ہی کبھی طعنہ دیتا۔

غرضیکہ اپنے سینے کو کینے سے ہمیشہ پاک رکھتا۔ کسی کمال کا دعویٰ نہ کرتا۔ ہر کمال

کو اللہ ہی کی عنایت سمجھ کر سجدہ شکر کرتا، کبھی اپنی طرف منسوب نہ کرتا۔

اگر کسی ابتلائیں جلتا ہوتا، اسے اپنے گناہوں کی شامت سمجھ کر تو بہ کرتا۔ وہ تسلیم و رضا کا پیکر ہر گناہ کا اعتراف کرتا۔ کسی دوسرے کو ملامت نہ کرتا۔ تو بہ کرتا۔ اگر تو بہ سے پھر جاتا، پھر کرتا۔ پھر پھر جاتا پھر کرتا۔ حتیٰ کہ ربوبیت کی رحمت اپنی آغوش میں لے کر بخش دیتی اور پھر کبھی نہ پھرتا۔

ملت کی آبرو پا اپنی آبرو لٹادیتا۔ خود مٹ جاتا لیکن ملت کی ناموس پر حرف نہ آنے دیتا۔ اور ہم نے اے ہمیں! ملت کے شیرازے بکھیر دیئے، بھرے میلے بچاڑ دیئے۔

وہاں کیوں گئے؟ نام کی خاطر

یہ کیوں ہوا؟ نام کی خاطر

یوں کیوں کیا؟ نام کی خاطر

اگر ملت کے لئے ہوتا، بلائیں لے لیتی۔

تیرا کوئی خیال، تیرا کوئی قدم، تیرا کوئی فعل، تیرا کوئی قول، تیری کوئی حرکت  
میں اتحاد کے خلاف نہ ہو، کسی بھی انداز میں اور کسی نہ ہو،

اتحاد ملت کی آبرو، اتحاد ملت کی عزت، اتحاد ملت کا اقبال، اتحاد ملت کا وقار اور  
اتحاد ملت کی پکار ہے۔ ملت کی اقبال مندی کے لئے متعدد ہو، آمین آمین۔

اے دنیاۓ دوں کے ماں یا ناز پسوت! آج تیری تاریخ کے تاباک قصے افسانے

بننے لگے۔ کیوں؟ آخر کیوں؟

اے میرے نوجوان! تو دنے کے لئے نہیں چھانے کے لئے ہے

ہرنے کے لئے نہیں، ہرانے کے لئے ہے

بھاگنے کے لئے نہیں، بھگانے کے لئے ہے

مثمنے کے لئے نہیں، مٹانے کے لئے ہے

تجھے کوئی مٹا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اے اقوام عالم کی داستان کے بطل عظیم! آج تیرے کسی میدان میں کوئی علم نہیں  
لہارا..... نہ دین کے میدان میں نہ دنیا کے۔

وہ بھی کیا دن تھے کہ تیرے تیروں کی تاب لانا کسی کے لئے بھی ممکن نہ تھا۔ تو اور  
کفار سے مروعہ؟ اللہ اللہ توبہ تو بہ! عقلِ سلیم تسلیم نہیں کرتی۔ تیری سطوت و ہبہ سے بحرو  
بر لزتے اور تیرے دبدبے کے سامنے ہر دبدبہ بیچ ہوتا۔

بڑے بڑوں کی عظمت تیری عظمت کے سامنے سرگوں ہوتی۔ تیرا نام سن کر  
شیروں کے دل دل جاتے۔ پہنچ پانی ہو جاتے۔ اگر کسی میدان میں موت سے واسطہ ہوتا،  
موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا۔ کوئی خوف کبھی نہ کھاتا اور کسی بھی ماں کے لال  
کو تیرے مقابلے کی جرأت نہ ہوتی۔

قدرتِ الٰہی کا یہ ازالی دستور کسی بھی زمانے میں کبھی نہیں بدلا۔ جب بھی کفر نے  
ایمان کو لکارا، ایمان دندنا تا ہوا میدان میں لکلا اور تن تھا لکلا۔ کسی بھی کثرت سے مطلق نہ  
لرزا۔ ہر خوف و خطر سے بے خوف ہو کر مسکراتا ہوا گنگنا تا ہوا رزمگاہ میں پھرا۔ ایک رب  
کے سوا کوئی سبب نہ رکھتا۔ کرب و بلا کی شدت میں ثابت قدم رہتا، کبھی نہ ڈگ کھاتا۔ جب  
کہیں سے بھی کوئی امید باقی نہ رہتی

انقطعَ الرِّجَا إِلَّا مِنْكَ

”تیرے سواب کسی سے بھی کوئی امید باقی نہیں“

کہہ کر غیرتِ الٰہی کو جوش دلاتا..... شیر کی طرح گرتا..... بجلی کی طرح کڑتا.....

عرش پر سناتا چھا جاتا..... آسمان پر تیاری کا بغل نجع جاتا..... ملائکہ حکم کے انتظار میں  
شینڈن (صف آرا) ہو جاتے نہ معلوم کیا حکم ملنے والا ہے۔ اللہ اکبر کے نعروں سے رن  
کاپ اٹھتا اللہ اکبر اللہ اکبر۔

میری جان! اے میرے نوجوان! آج تیرے میدان میں یہ نعرے کیوں نہیں  
گوئیتے؟

ماسوائے بے خوف رہنا اور کسی بھی طاقت کو کسی بھی خاطر میں نہ لانا ایمان کی وہ  
صفت ہے جو کسی بھی میدان میں بھی نہیں ہوتی۔

تیرے آبا، اے میرے نوجوان! کسی بھی کثرت و طاقت کو بھی خاطر میں نہ  
لاتے۔ جب کسی میدان میں اڑ جاتے، بس اڑ جاتے۔ جہاں جو قدم رکھ دیتے، بس رکھ  
دیتے۔ پر زے پر زے ہو جاتے اپنے قدم کبھی پیچھے نہ ہٹاتے۔ قدرت اپنے شاہکاروں کا  
نظرہ کرتی۔ جب دیکھتی کہ اب یہ کسی بھی حال میں ہارنے یا ہٹنے کا نہیں، آسانوں پر خطرہ کی  
گھنٹی بجاتی۔ ہر کوئی چوکس ہو جاتا نہ معلوم کے کہاں جانے کے لئے حکم ہونے والا ہے۔  
اور اے میرے نوجوان! وہ تھے تیری ماہینا زندگی کے برکت بھرے دن، جس کی  
تمکنت کی اقوام عالم کی کسی تاریخ میں کوئی مثال نہیں..... اپنے ماضی پر پڑے ہوئے  
گرد آلود پردوں کو جھاڑ کے دیکھ..... تو جن کا وارث کہلاتا ہے ان کی کوئی بھی خود بوجھ میں  
ہے؟..... اگر نہیں تو کیوں؟..... ان کی نگاہوں سے نظام عالم زیروز بر ہو جاتا۔

کاش! تو اپنے اسلاف کا صحیح خلف بنتا۔

اگر کسی میدان میں اربعہ عناصر کی تمام قوتیں اس کے خلاف برس پیکار ہوتیں تو وہ  
اکیلا ان سب سے نکلا جاتا اور کسی قوت کو کسی خاطر میں نہ لاتا۔

اگر کسی میدان میں..... میدان اڑ جاتا، کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تو قول  
کی پاس بانی کی قوت کی حمایت میدان میں اترتی اور جنگ کا پانسہ پلٹ جاتا۔

تیری بے باکی کی کوئی مثال اے او نوجوان مسلم! کسی اور تاریخ میں نہیں  
ملتی۔ جب کرنے پا آتا کسی کثرت کو خاطر میں نہ لاتا۔ کبھی خوف نہ کھاتا کر کے ہی دم لیتا۔  
جب تو مساوی سے کلیتا بے نیاز ہو کر تو کلت علی اللہ نعمہ زن ہوتا، رن کا نپ اٹھتا۔ پھاڑتک  
لرزتے کائنات دم بخود رہ جاتی۔ ملائکہ تو تمیحہ ہوتے ہی، شیاطین تک کا چونے لگتے۔ کوئی  
تاب لانے کی جرأت نہ رکھتا۔ تو اپنے سر پر شہادت کی ٹوپی سجائے رکھتا۔ یہی تیری حرزاں جاں  
ہوتی۔ کبھی نہ اتارتا تو ہر مقام پر موت کا استقبال کرتا۔ موت تیرے پیچے پیچے پھرتی..... اور  
اب تو صرف ایک نام کا کھلونا ہے۔

استراحت نے تمکنت کو مفلوج کر دیا اور نہ جب تک تیری دنیا سفرانہ تھی، تیری  
نظر دلوں کے قرار چھین لیتی۔ اگر کلر پہ بھی پڑ جاتی گزار بنا دیتی۔ تیری آواز اللہ کی آواز  
ہوتی۔

تیری عظمت کعبہ سے بڑھ کر اور ہبہت دری اوری۔ تیری قبازی زریفت نہیں  
لاتخف ف تھی جسے تو نے تار تار کر دیا اور اس کا تجھے احساس تک نہیں۔ یہ قبا جو تو نے پہنی  
ہوئی ہے، بالکل نہیں بھتی۔

آج سے چھاس سال پہلے کا نوجوان کبھی ایسا نگین لباس نہ پہنتا۔ بلا تمیز اعلیٰ  
وادنی سفید جامہ پہنتا۔

میرے بیٹے! تیری یہ لٹ پٹ چال، کسر یا جامہ، تجھے لاج آئے نہ آئے، میں  
ڈوب ڈوب جاتا ہوں۔

رنگین کپڑے حورتوں کے لئے ہوتے ہیں مردوں کو زیب نہیں دیتے۔ ہشتری  
آف سیولائزشن کے کسی بھی دور میں مردوں نے رنگین کپڑے نہیں پہنے۔ ایسے باریک تو  
کبھی نہیں پہنے، مت پہن۔

اسی طرح اے میرے نوجوان! تیری چال بھی مردانہ نہیں۔ ہائے ہائے!  
یہ انداز مردانہ نہیں۔ رندانہ ہیں نہ خسروانہ۔ گویا تیرے آبا کی ایک بھی ادا تجھ میں  
باتی نہیں، سب کی سب لٹ گئیں۔

اے میرے نوجوان! تیرے گر زخمانے والے ہاتھوں کی الگیوں پر یہ زنانہ سرخ  
پالش، مرد انگلی کی گراوٹ کی انتہائی حد ہے۔ بتاں سے آگے اور کیا مقام ہو گا؟ تیری ماں  
تجھ پر روئے، بازاً آ!

تیرے بولے ہوئے بول..... تیری کی ہوئی سرگوشیاں

سامعین انگشت بدندان ملائکہ تحریر

باز آ..... بھی بازاً

یہ بھی وقت کی ایک اہم پکار ہے۔

یہ ماں پھوپھی کا مقام نہیں مردوں کا اکھاڑا ہے

سوچ کر بول

سوچ کر چل اور

سوچ کر لکھ

بالآخر اپنی نسبت کی ناموس کا اکرام کر..... اور اپنے منصب کا احترام!

کامیاب! ماشاء اللہ

دوسرا بات تھی اور چلنے والے کے لئے یہ منزل وقدم تھی، سال ہا سال گزار

دیئے۔

اس دنیا میں مجھے ابھی تک کوئی بھی ایسا جوان نہیں ملا جو کسی ایک بھی کردار کا پابند

ہو۔

تیری ہر کلام اور ہر کام میں جھوٹ، غبیبت، چغلی اور حد کسی نہ کسی انداز میں کا فرمایا رہتا ہے اور زندگی اس سے بیزار۔ ان چار چیزوں سے باز رہ، زندگی تیرا استقبال کرے گی۔

دین کا مبلغ خود باز نہیں رہتا، کسی اور کو کیا تلقین کر سکتا ہے؟  
جس نے زندگی کو زندگی کا پیغام سنانا تھا، درجات و مقامات میں الجھ گیا۔ ہر قدمیل کو روشن کرنے والے کی اپنی قدمیل بھگتی یا حی یا قیوم برحمتک استغیث  
اللہ نے تجھے زندگی کی آسائش و راحت کا ہر سامان فراہم کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان اور تو جہاد اکبر کا مجاہد بن کرمیدان میں آیا۔

تجھے لا خوف عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْزَنُونَ کا مرشدہ جان فرز اتنا یا۔

ذینا کی ہر شے تیرے لیے پیدا کی اور  
ٹھیکھے ..... اپنے لیے

ٹوپریشان رہتا ہے  
یا سونجھن کا شکار رہتا ہے  
آخر کیوں.....؟

اس لیے کہ

۱۔ تو جھوٹ بولتا ہے، جھوٹ کی نو سے فرشتہ میں ڈور چلا جاتا ہے اور صدق کی برکات اڑ جاتی ہیں

۲۔ غیبت کرتا ہے گویا مردار کھاتا ہے۔ مردار تیری خوراک بنا ہوا ہے، اسی لیے تجھے غلامیت و گراہت محسوں نہیں ہوتی

۳۔ پھخلی کھاتا ہے ہر وقت کھاتا ہے۔

حضور اقدس ملی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

۴۔ حسد کرتا ہے

اور حسد، نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو یہ ہے تیری زندگی..... جھوٹ، پھخلی، غیبت اور حسد کا مرقع۔

نہ تو نے چھوڑا نہ باز آیا

اگرچہ سو سال رہا، انہی کے گرد گھوما۔

کوئی اور وجہ نہیں تو اپنے ہی تجھوٹ، پھخلی، غیبت اور حسد کا مارا ہوا ہے۔ اگر تو ان چاروں سے نجات پالے تیری مئی پاک ہو جائے۔ جس کام کیلئے اللہ نے تجھے پیدا کیا، پورا ہو جائے۔ ان چاروں سے احتساب، انفرادی ہو یا اجتماعی، ملی تھمکت کی جان و ایمان۔ ان سے نجات پا اور ضرور پا۔

تیرا جسم الوجود جب

جھوٹ

غیبت

پھخلی

اور

حسد سے پاک ہوا شفایاب ہوا اور فیض یاب ہوا ماشاء اللہ لا قوہ

الابالله

کفار انہی پر کار بند ہوا

شہاب ثاقب بنا!

جھوٹ

غیبت

چغلی

اور

حد

تیرے جسم الوجود میں خون کی طرح رواں دواں ہیں اور تو انہی کے تحت  
راہ حیات پر گامزن۔ یہ تیری نماز، قرآن کریم کی تلاوت، روزہ، حج، زکوٰۃ سب کو باطل  
کر دیتے ہیں، صرف کلمہ باقی رہ جاتا ہے۔

”میں انہی چار بلااؤں میں بیٹلا ہوں یہی میری کم نصیبی، یہی بد نصیبی“

”چاروں چیزوں میں چھوڑ دے، اگر گھٹائیں میں باندھ کر ابر رحمت نہ بر سا پھر جو چاہے

کہنا“

یہی کردہ ارض پر لئے والی انسانیت کی صحیح تشخیص ہے

تیری گراوٹ کی تشخیص، ان ہی چار باتوں پر منحصر قرار پائی..... اور تاریخ نے اس

کو مان لیا۔

خوب جائزہ لو، مم انہی باتوں کے مارے ہوئے ہیں ورنہ کوئی تو سرخرو ہوتا۔  
 دیکھنے والی چیز تو خصلت ہوتی ہے اور خصلت کا کوئی مکر نہیں۔  
 خصلت کے نمونے کا کوئی مکر نہیں ہوتا  
 جب تک کسی خصلت کا نمونہ پایہ تھکل تک نہیں پہنچتا، جدو جهد جاری رہتی ہے۔  
 جس قسم کا نمونہ ہوتا ہے اسی قسم کے مصر۔ اور مصرین کسی کی بھی رعایت نہیں کیا  
 کرتے۔ کانے کو کانا اور انہی ہے کو انہا کہا کرتے ہیں۔  
 کسی میں الاقوامی علقہ کا نمونہ..... جس کا کوئی مکر نہ ہو..... کردار ہے۔  
 کردار تحسین و تقید اور مزید تشریع سے مبرا۔  
 کردار حال میں رہتا ہے ہر حال میں زندہ اور قائم۔  
 کردار کی مستقیمیت کا نات کی ہستی  
 کردار اگتے ہی آن کی آن میں پروان چڑھتا ہے، دم بھر کے لئے بھی درینہیں  
 لگتی۔

کردار قید کا پابند نہیں ہوتا، آزاد پرواز میں اڑا کرتا ہے۔  
 تیرے کردار کی مستقیمیت کی ہستی جب میدان میں آتی، دنیا بھر کو دنگ کر دیتی۔  
 جب وہ اللہ کے پڑا اسرار بندے ہرشے اور ہرشے سے جوان کی منزل کی محیثت  
 میں مخل ہوتی..... حرام قرار دے کر دست بردار ہو جاتے ..... یہی عاشقان پا صفا اور  
 کشتیگان باوفا کا دستور ہوتا۔  
 اللہ کا نام لے کر جس بھی بھر میں کو دپڑتے، کسی ناخدا کو کسی خاطر میں نہ لاتے۔  
 جہاں جانے کا عزم کرتے، پار ہو جاتے۔

تو کلت علی اللہ بیڑے ٹھیل دیتے اور صحیح وسلامت ساحل سے ہمکنار ہو جاتے۔

دین نمونے کا تھا ج ہے، تیرے پاس ایک بھی نمونہ نہیں۔

مدت گزری تیراخون کبھی نہیں گرمایا۔ جوش رندانہ سرد پڑ گیا۔ جذب قلندرانہ منتشر ہوا۔ ماضی کا کوئی بھی حال تم میں نہیں۔ تیراخون میری توحید کا ترجمان تھا، بے قدری کا فکار ہو گیا۔ دنیا کے کسی بازار میں کوئی قیمت نہ رہی۔

ہربات لکھے چکے

کہہ چکے

سنا چکے

لش سے مس نہیں ہوتا

ہوش میں آ، اپنی سوئی ہوئی قسمت جگا۔ یہی وقت کی پکار ہے۔

ہرشے کو سر بازار پھینک..... دست بردار ہو۔ یہ طریقت کی عزت بھی ہے اور

اہم پکار۔

مدت ہوئی اس گلستان کے کسی پودے کو کوئی پھل نہیں لگا۔ اگر کہیں کسی بوئے کو لگا

بھی تو کھٹا، نہ کھانے کے قابل نہ منڈی میں لے جانے کے۔ اور تیرے بوستان کا یہ حال

تیری رحمت کا امیدوار ہے۔

جس دنیا کے حصول کی خاطر تو ما راما را پھرتا ہے، اس دنیا کو تو دین نے ملعون

و مردار قرار دیا ہوا ہے۔

ملعون و مردار سے اجتناب تیری منزل تھی، اب تو ان دونوں کا شائق و مشتاق۔

تیری یہ دنیا ملعون نہیں تو کیا ہے اور تیرا یہ دین دنیا نہیں تو کیا ہے؟

یہ زندگی جس پر تو پھونے نہیں ساتا، سراب و فریب ہے اداں کے بازار میں کسی بھی قیمت کی نہیں۔

نا صحا و ناصحا! جن چیزوں پر تو پھونے نہیں ساتا..... مر مر جاتا ہے ..... میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملعون و مردار قرار دیا ہوا ہے۔ ایک بھی نہیں جو رکھنے کے قابل ہو۔

حضرات! ہماری اور تمہاری ساری تگ و دو ملعون اور مردار ہی کی تگ و دو ہے، یہ دنیا نہیں تو کیا ہے؟

اللہ رب العالمین اور میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ملعون و مردار سے بیزار ہیں اور میں؟ ملعون و مردار پر فریفہ۔ ”تو ہی بتا تیرے دین کو کیا کہیے؟“ اصول تیری زندگی کی متاع تھی جو چھن گئی۔ ایک اصول ایک ولایت ہوتی ہے۔ خرافات ہماری منزل ہے چپ رہنا ان کی۔ بات بات پر پھر جانا ہماری منزل ہے، کسی ایک بات پر ڈٹ جانا ان کی۔ یہی ہماری پستی..... اور یہی ان کی ہستی کی مستی ماشاء اللہ۔

حال کی مستی زندگی کی اصل ہستی ہے  
ہستی جب مستی سے بہرہ در ہو جاتی ہے آلانسان سیری و آنا سیرہ کے راز کا راز مکشف ہونے لگتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے:  
آلانسان سیری و آنا سیرہ

”انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں“

بے شک وہ بندے پر اسرار ہوتے الْأَنْسَانُ سِرِّيٌّ وَأَنَا سُرُّهُ کے راز داں  
بن کر نام و نمود اور ہست و بود کی بستی کو والٹا کر اور ہستی کو مٹا کر..... صدق دل سے ..... دنیا کو  
یقین و بیکار سمجھ کر الست کے نشے میں مست ہو کر جب عاشقان طریقت کی منزل پر گامز ن  
ہوتے، ایک اکھاڑا جم جاتا۔

جب کرنے پر آتے، کسی کے بھی فن سپاہ گری کو کسی خاطر میں نہ لاتے، تن تھا  
میدان جیت جاتے۔

اے خوابیدہ مسلمان! نہ تیری آن رہی نہ شان، گیڈروں کی آہ و بکا جاری ہے۔  
دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کی باتیں اللہ کو بے حد پسند ہیں لیکن اگر ان پر خود عمل نہ  
کیا جائے تو یہی ناپسند۔

جس بات میں جان نہیں ہوتی، مردہ ہے اور ان میں سے کسی میں بھی جان نہیں۔  
تو قوم کا رہنمایا۔ اگر جیسے تو کہتا ہے کرتا..... قوم تیرے قدم چوتھی۔ قوم اب بھی  
تیری قدر داں ہے۔ تو جو کہتا ہے حق ہے لیکن جو کہتا ہے کرتا نہیں۔ تیرافل تیرے قول کے  
خلاف ہے۔ بھی وجہ ہے کہ تیری خطاب دین کے شیرازے بکھیرے جاری ہے۔ کاش تو  
چپ ہوتا۔ ملت پرور ہوتا نہ کرت مٹکن۔

مباحثہ و مناظرہ و تنقید تیرے دنیا بھر پر چھائے ہوئے وقار اور مانی ہوئی عظمت  
کو لے دیا گیا۔ وہ پہلی سی بیبیت جاتی رہی گویا کبھی تھی ہی نہیں۔

چھوٹی چھوٹی اور غیر ضروری باتوں پر اتنی اتنی بحث، اتنی کڑی فکر چینی اور اتنی تحقیق  
کے بات کا بنتگڑا اور رائی کا پہاڑ بنا دیا اور اتحاد جو اسلام کی روح ہے، کے پر خچے اڑا دیئے۔  
اہل علم و حکمت کسی بھی بات پر کبھی بحث نہیں کرتے۔ ہر بات کو حکمتِ الہی پر منی  
سمجھ کر خاموش رہتے ہیں اور خاموشی بحث کا واحد اور من توڑ جواب ہے۔

اے جان من! اپنے گریبان میں جھاک کر دیکھ! نہ تیری نگاہ پاک ہے نہ میری!  
نہ تیر اول صاف ہے نہ میرا، نہ تو ”وہ“ نہ میں! اس بحث نے دین کی بھری محفل بچھاؤ دیں!  
گویا بوستان ارم کی پتی پتی کر دی۔ اگر اب بھی نہ سمجھتے تو پھر کب سمجھو گے؟ اگر را وقت کبھی کسی  
کے ہاتھ نہ آیا اور یہ وقت کی آخری پکار ہے!

دلربائے من! قربانی شوم! بحث ہمیشہ ناقص چیز میں کی جاتی ہے اور نقص دور  
کرنے کیلئے کی جاتی ہے۔ ہمارا دین اسلام ہر لحاظ سے کلیٹا کامل و اکمل ہے اور اکمل میں کسی  
بھی بحث کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ ہو ہی نہیں سکتی۔ دین کا دار و مدار محبت و خیر خواہی پر  
موقوف ہوتا ہے اور بحث نفاق کی جڑ ہے۔ کر کے دیکھ لو، بحث سے نفاق کے سوا کوئی  
اور شے کبھی حاصل نہیں ہوتی۔

ہم مذہب کے لئے جھوٹتے ہیں، مذہب کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ اگر عمل  
کرتے، کسی بھی قسم کی کوئی بے لذتی کبھی پیدا نہ ہوتی۔ محبت کا دور دورہ ہوتا۔

نصاریٰ نے بین الاقوامی تبلیغ کی

حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہا اور مان لیا

ہندو نے تبلیغ کے مرکز کھولے اور رام جپنے لگا

ہم بین الاقوامی تبلیغ کے امین ہیں، ترققات کا شکار ہو کر کہیں سے کہیں جا پہنچے  
جورب کو رب نہیں مانتا، کسی بھی دین کا پابند نہیں، من مانی کرتا ہے..... چھار ہاہے  
قرآن کریم اور سنت مطہرہ پر متعدد ہو۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے جیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس  
فرمان کی طرف رجوع کرو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ مسلمان کو کافر مت کہو۔

سوج کر بولا کرو۔ اگر مخاطب اس کا مستحق نہ ہو تو کلمہ کہنے والے پر لوث آتا ہے۔  
کسی کے کہنے سے کوئی کافرنیس ہوتا۔ جب تک کوئی کلمہ طیبہ کا منکرنیس ہوتا، کافرنیس  
ہوتا۔ اکابرین ملت کا ازالی شیوه اتحاد و محبت ہے۔

مسلمان کی تمام خصلتیں چھن چکیں، ایک نام باقی ہے اسے مت چھین۔  
اپنے مسلمان بھائی کو برامت کہہ، برامت جان، دل مت دکھا، دل مت ستا،  
عیب نہ ٹوول، پردے نہ کھول، عارمت دلا، حقریمت جان، ذلیل مت کر، ظلم مت کر، عن  
مت کر، طعن مت کر، اللہ سے ڈراور کسی حد سے تجاوز کبھی مت کر، اپنے کسی مسلمان بھائی کو  
کافرمت کہہ، کبھی مت کہہ۔ ہم گنہگار ہیں کافرنیس۔

اللہ سے بہتر اور کس کی بات ہو سکتی ہے؟ اللہ کے حکم کے سامنے کسی کی بھی اور کوئی  
دلیل کیا معنی رکھتی ہے؟ مطلق نہیں۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا

”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو“

کیا ہم نے اس رسی کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے؟

”اور فرقوں میں مت بُو“

کیا ہم فرقوں میں بُٹے ہوئے نہیں؟

”پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو“

کیا ہم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہیں؟

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز فساد ہے خود ہی فیصلہ کریں،  
فساد کے کہتے ہیں اور کون پھیلاتا ہے؟

توبہ توبہ ہماری کسی بات پر کوئی کیا یقین کرے؟ ہم جب باتیں کرنے لگتے ہیں بل باندھ دیتے ہیں۔ قوموں کی حالتیں باتوں اور کراماتوں سے نہیں، کسی کردار کے عملی نمونے کی بدولت بدلا کرتی ہیں و ما علینا الالبلاغ۔

ہر موضوع پر، ہر وقت، ہر جگہ پچھے دار اور پچھے دار تقریریں سامنیں کو گرماتی رہتی ہیں مگر کوئی بھی اس پر کبھی عمل نہیں کرتا۔ کبھی نہیں گرما تاجیے نہیں۔  
جو کرتے نہیں مت کہا کرو۔

کوئی کہتا ہے میرا تیری دنیا میں جینا تیرے لئے ہے  
کوئی کہتا ہے تیرے دین کے لئے ہے  
نہ کسی کا جینا اللہ کے لئے، نہ دین کے لئے، میری جان! اگر اللہ کے لئے یا  
اللہ کے دین کے لئے ہوتا ایک نمونہ ہوتا..... قابلِ رشک ماشاء اللہ  
کوئی ترک کا لبادہ اوڑھ کر دلکش نغمے گا تو اور دلوں کو بھاتا پھرتا ہے۔ تیری دنیا  
کی کوئی بھی چیز اور کوئی بھی منصب تیرے اس بندے کی نظر وہ میں کوئی وقت نہیں رکھتا  
تیرے سوا، تیری قسم، ہر شے فانی ناپائیدار اور بیچ و بیکار ہے۔  
اگر یہ بیچ ہوتا تو خدا کا ہوتا اور خدا کی تیری۔

جب کوئی کہتا ہے ”کہ وہ کون و مکان کی ہر شے سے مستغثی و بے نیاز ہو کر تیری  
طرف آیا ہے“..... سننے والے ہنستے ہیں! ہر شے سے دست بردار ہونے والوں میں سے تو  
تم ہو ہی نہیں۔ ایک سوئی تک سے بھی دست بردار نہیں۔

اے میرے دوست! اللہ کے طالب اللہ کے سوا کسی بھی شے کے مطلق طالب  
نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی سے کسی بھی قسم کا کوئی واسطہ رکھا کرتے ہیں۔

کوئی کہتا..... میرا مطلوب وقصود تو ہے، صرف تو!  
 اگر یہ سچ ہوتا بھلا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے طالب کو خالی پھیر دیتے؟ ہرگز  
 نہیں۔ معلوم ہوا یہ بات سنی سنائی دہرائی جا رہی ہیں دل سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔  
 اللہ رب العالمین خود فرماتے ہیں جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا  
 ہوں..... جو بالشت بھر آتا ہے میں گز بھر آتا ہوں۔

جسے راضی کرنا تھا سے تو کیا نہیں، مساوا کو کیا تو کیا کیا؟ ان دعوؤں سے تو کوئی بھی  
 کبھی راضی نہیں ہو سکتا البتہ اس دعوے میں رضا کی امید ہے..... یہ کہہ: آنَا عَبْدُكَ مُذْنِبٌ  
 ذَلِيلٌ وَّ أَنْثَ رَبِّيْ ذُو الْجَلَلِ وَالْأَكْرَامِ فَاغْفُ عَنِّيْ فَإِنَّكَ عَفُوُ كَرِيمٌ يَا  
 عَظِيمٌ الْعَفْوُ يَا نِعْمَ النَّصِيرُ۔ آمین آمین۔  
 خاک کو خاک پر خوبی سے شرف ہے  
 خروخوبی سے خوبی طلب کر  
 خاک کا یہ پتلا خوبی سے ہی خوب ہے!  
 اتنے بڑے شہر میں کسی بھی خوبی کی کوئی دکان نہیں!  
 اے ہم نشیں! کیا تیرا شہر، کیا اس کے بازار! کیا تیری داش گاہ اور کیا اس کی  
 سیاحت۔

چار مطلق حرام چیزوں سے باز رہنے کی تبلیغ و تلقین سالہا سال سے جاری ہے، کسی  
 نے ایک بھی نہیں مانی۔ تسلیم کرتے ہو کہ کبھی نہیں کرنی، اسی مجلس میں کرنے لگ جاتے ہو۔  
 ہم جانتے ہیں، مانتے نہیں۔ اگر مانتے ہوتے تو ہمارا یہ حال کبھی نہ ہوتا۔ اللہ کی  
 غیرت جوش میں آتی اور ضرور آتی۔

بتلا تیری جدوجہد نے کون پیدا کیا؟ کس کردار کو زندہ کیا اور کس خصلت کا مظاہرہ  
کیا؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مخفی باتوں سے کوئی بھی بات کبھی نہیں بنتی!  
دعا کر اللہ تجھے علم پر عمل کی توفیق بخشنے آمین!

وہی سیاح ایک دن پھر طلا۔ جب اس سے پوچھا کہ آج کل کہاں رہتے ہو؟ کہنے  
لگا کہ کیا بتاؤں میری جتوں مجھے کہاں کہاں لئے پھرتی ہے؟ میں ہر جگہ گیا اور ایک ہی دھن  
میں گیا کہ کہیں سے خصائص نبوت کی کوئی خصلت دستیاب ہو۔ درس گاہ میں بھی گیا، خانقاہ  
میں بھی گیا، وہاں بھی گیا اور وہاں بھی گیا۔

غرض جہاں میں جا سکتا تھا گیا لیکن کہیں سے بھی مطلوبہ خصلت نظر نہیں آئی۔

پھر وہ ہم سے مشورے کا طالب ہوا

ہم سب نے یک زبان ہو کر اس اللہ کے بندے کو ایک ہی مشورہ دیا کہ اب کہیں  
مت جا اور بالکل نہ جا۔ جس خصلت کا تو طلب گار ہے، اپنے اندر پیدا کر لیتی جو کردار تو  
دیکھنا چاہتا ہے اور نہیں دیکھ پاتا اس کردار کو اپنا۔ صحر انور دی ختم کر۔ اپنی مطلوبہ خصلت کو  
اپنے اندر پیدا کر۔

نہ لکھ..... نہ کہہ..... کر کے دکھلا..... بھی وقت کی پکار ہے۔  
یہ کہہ..... میرے مولا! میں تیرا وہ طالب ہوں جس کی کوئی طلب نہیں۔ مطلق  
نہیں۔ نہ ہی کوئی جتوں تمنا ہے۔ میرا تیرے خیال میں محو و منہک رہنا ہی میرے لئے کافی و  
وانی ہے!

آتے ہوئے تو روتا تھا لوگ ہستے تھے  
 جاتے ہوئے لوگ روتے ہوں، تو ہستا ہو  
 آنے پر لوگوں نے تیری مال کو مبارک دی  
 جانے پر فرشتے تیرے شیخ کو دیں  
 کس دھوم سے آیا اور کس شان سے رخصت ہوا  
 مبارکاً مکرمًا مشرفاً

اے ابن آدم! یہ ہے تیری منزل..... اس منزل کو حاصل کر۔  
 مسلمین و مونین و مخلصین و صالحین کے شیخ کا کردار ایسا نہیں، نبیوں جیسا ہو ورنہ  
 اس شیخیت چیست و کجا می رسائے؟

الشیخُ فِی قَوْمِهِ کَالنَّبِیِّ فِی أُمَّةٍ  
 ”شیخ اپنی قوم میں ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کہ نبی اپنی امت میں“

شیخیت جو قرآن کی تفسیر نہیں تو کیا ہے؟

شیخیت کا عہد و پیمان..... فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (۲۰۲)

(پس جس طرح سے آپ کو حکم ہوا ہے مستقم رہیے)

نہیں تو کچھ نہیں، دنیا ہی کا کھلونا ہے۔ یہ خصلت بہوت کی سرفہرست خصلت ہے۔  
 شیخ کھلاتے ہو، شیخیت کا ادب نہیں کرتے۔ نافرمانی کرتے ہو۔

نافرمانی شیخیت کو زیب نہیں دیتی۔

شیخ وہ ہے جو نافرمانی کے پاس تک نہ پہنچے

شیخیت ..... من عن تلیم

صالحیت شخصیت کی بنیاد ہے اور شخصیت کی عمارت صالحیت ہی کی بنیاد پر ہے۔  
استوار ہوا کرتی ہے محض علیت پر نہیں۔  
صالحیت ختم ہر شے ختم۔

صالحیت کی سند کا حصول کیمیا و سیمیا اور یمیا و یمیا ایمیا کی اسناد کے حصول سے  
کہیں زیادہ مشکل ہے۔ اگر ستر گناہ بھی مشکل کہیں تو مبالغہ نہیں۔

صالحیت یہ ہے کہ بائیں جانب والے فرشتے کو کبھی لکھنے کا موقع نہ دیا جائے۔

بڑے میاں برائے منانہا مری شجیت مجعع الکبار۔

ایک بھی نہیں جو پاک ہو۔ رحمت کی امید کے منتظر۔

قطبیت کی پروامت کر

قطبیت کا کردار پیدا کر

سارا قرآن عظیم

ساری سنت مطہرہ

نمونہ کی طلبگار ہے۔ قصور کے انبار گے پڑے ہیں، ایک سے ایک بڑھ کر۔ کوئی  
نمونہ پیش کر۔ کائنات باتوں کی نہیں، نمونہ کی طلب گار ہے۔ نمونہ نہیں..... گویا کچھ بھی  
نہیں۔ میدان میں اتر، کسی نمونے کا مظاہرہ کر۔ نمونے ہی نے تماش بینوں کو مطمئن کیا۔  
محض باتوں کی آغوش میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ برائی کے نمونے سے دنیا بھر پور، کسی نیکی کا  
نمونہ پیش کر۔ اگر تو کوئی بھی نمونہ پیش کرنے کا متحمل نہیں تو میدان سے باہر نکل  
اور جو چاہے کر۔

قرآن عظیم اور سنت مطہرہ کا حاصل:

ملعون و مردار سے اجتناب۔

یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

محدث حدیث کا عامل ہوتا ہے، ملعون و مردار سے اجتناب اس کی منزل۔

دین کی ہربات کو دنیا کی ہربات پر ترجیح دو اور دین کے مقابلے میں دنیا کی کسی بھی بات کو وقت مت دو، گویا تو نے دین کو بلند کیا۔ محض با توں سے کبھی کچھ نہیں ہوا اور کبھی کچھ نہ ہوگا۔ زندگی کے میدان میں کردار پیش کر اور یہ ختم الکلام ہے۔

ہر طریقہ کا مدعہ و مفہوم دنیا سے بے رغبت ہو کر دین کو بلند کرنا اور دل کو روشن کرنا ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں گویا کچھ بھی نہیں۔ جس کسی نے بھی اس کو مانا، طریقہ اس کو مان گئی، کسی اور طرح کبھی نہیں مان سکتی۔

دل معصیت سے مکدر اور ذکر و طاعت سے منور ہوتا ہے۔

دل جب مکدر ہوا، یاس و حزن کا شکار ہوا

جب منور ہوا..... خزینہ اسرار ہوا۔

جو دنیا آخرت (کے لئے زادراہ) کا موجب نہیں، فضول ہے۔

دور حاضر کے واقعات میری اور تیری عبرت و اصلاح کے لئے ہیں۔ اگر ہم نے اب بھی عبرت نہ پکڑی پھر کب پکڑیں گے؟ اور یہی کتاب میں کی تشریع ہے واللہ اعلم بالصواب۔

نہ بہرام رہانہ رسم، نہ دارانہ سکندر۔ یہ زندگی پر لے درجے کی ناپائیدار، کلینٹا بے اعتبار ہے، پھر کس ناز پر تم اتراتے نہیں جھکتے؟ کیا عبرت کے لئے یہ کافی نہیں؟

تجھ سے بڑھ کر ناقص، ناپائیدار اور فانی کوئی چیز نہیں۔ یہاں تک کہ یہ مٹی کا کچا گھر ابھی نہیں۔ تیری کوئی بنیاد نہیں اور کوئی معیاد نہیں۔ اگر تجھ پر تیری اسے بے شتابی کا راز مخفف ہو تو تو کبھی اس کھیل میں مشغول نہ ہو..... کوئی ایسا کام کر جو تیرے کام آئے۔ یہ کام کیا کام ہیں؟ یہ بھی کوئی کام ہیں؟ اپنا پیسے تو کتا بھی پاتا ہے..... تیرا دنیا میں جینا اے او جینے والے! تیرے ملک و ملت کی سر بلندی کے لئے ہو۔

تیرے رنگ کم نہیں گئے۔ موجود ہیں لیکن تو کسی بھی میدان میں اتر انہیں۔ مدت گزری تکتے تکتے یہ دن آئے۔ آ بھی جاؤ..... پھر کب آؤ گے؟ کھلاڑی جب میدان میں اترتے، دھوم بخ جاتی۔ فلاں اترا، فلاں اترا، فلاں۔ بڑی ہی اہم بازی ہوتی۔ ایک دوسرے سے بازی لے جاتا۔ ایک ایک صدی میں کئی کئی اکھاڑے لگتے، اب کوئی اکھاڑا بختے نہیں دیکھا!

جبن ہے ..... مل نہیں

تصور ہے ..... قصور نہیں

میرے دشت شوق کے انتظار کی ناقہ! جلد آ

بچ بچ تیری آمد کا منتظر ہے، اللہ اللہ! تیری راہ تکتے تکتے آنکھیں آگئیں۔ تیرے باپ دادا کی ایک بھی خصلت تجھ میں نہیں۔ مثخ مثخ مٹ گئیں۔ اغیار نے اپنالیں، اخیار نے بھلا دیں۔

جس نے بھی کسی اسلامی خصلت کی نقل اتاری، کامیاب ہو کر تقدیق کی..... ہر اسلامی خصلت قابلِ داد و تقدیم نہیں مانا تو میں نے نہیں۔

تیرے ایمان پر ہندورام رام جینے کا  
کاشی مہنت ہی بھر کر ہنسا  
یہود و نصاریٰ نے قبیلے کاے  
مگر تو جوں کا توں۔ نہ کبھی شرمسار ہوانہ چیمان۔

تیرے ایمان کی غیرت کو بارہالکارا گیا تو ش سے مس نہ ہوا، ”پدرم سلطان یوڈ“  
عی کے نعروں پر لٹو ہوتا رہا۔ دادے کے نانے کے دادے کی کرنی عی پر اکتفا کیا۔ ان کی کوئی  
بات، کوئی بھی بات، تجھ میں نہ آئی۔

البتہ جب بھی تو ناچا، ملعون و مردار ہی کو پا کرنا چا۔ اور اسے فعلِ ربی گردان کر  
خوشی کے طبلے بجائے۔ غیرت عنقا ہوئی۔

نہ معلوم یہ باتیں تیرے دل میں کیوں نہیں اترتیں حالانکہ دل سے نکلی ہوئی بات  
دل عی میں اترا کرتی ہے، کہیں اور نہیں۔

اے میری جان! تو ایسے کیوں نہیں جیتا جیسے کہ جینے کی ہر دوں کو حضرت ہے اور ایسے  
جینا، اے او جینے والے اور بہانیت نہیں، تیرے اللہ کے دین اسلام کی روح ہے۔ اور جب تک تو  
ایسے نہیں جیتا، تیری کوئی بھی جدوجہد کیا رہ لاسکتی ہے؟ اور کیا گل کھلا سکتی ہے؟  
اے او جینے والے! طارقؑ کی طرح جی، خالدؓ کی طرح جی، جامیؓ کی طرح جی اور  
رومیؓ کی طرح جی، ہرگز ایسے مت جی اور کبھی ایسے مت جی جیسے کہ جیتا ہے۔

جینے والا! مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔ ان کی صرف ایک ہی تنبا ہے  
کاش وہ دنیا میں وہ کام کرتے جو ان کے کام آتے اور کیا ہی خوش نصیب ہوتے جو اللہ کے  
لئے جیتے اور اللہ کے لئے مرتے۔

جو جان اللہ کے لئے اللہ کی راہ میں اللہ کے کاموں میں اللہ ہی کی محبت میں قربان کر دی جاتی ہے، اللہ! اللہ! اللہ کے ہاں بڑی قیمت پاتی ہے۔ اللہ اپنی راہ میں قربان ہونے والوں کو حیات جادوں بخش دیتا ہے۔ ایک نے کہا کہ وہ امر ہو جاتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔

کیا تجھے جگانے و سمجھانے کے لئے تیرے پنڈ کا قبرستان کافی نہیں؟ جا کر دیکھے ان جیسے بے کس اور بے بس دنیا میں کوئی نہیں۔ صرف ایک ہی حضرت لئے پڑے ہیں کہ ایک بار پھر دنیا میں جانے کا موقع ملے، ہفت اقیم کی شاہی دہڑی کے بد لے بھی قبول نہ کریں، ذکر کی قطار میں باندھ دیں۔

اے میرے نوجوان! زندگی ایک بازی ہے۔ دنیا اس بازی کو جیتے جا رہی ہے تم ہارے جارہے ہو اور تمہیں اس ہار کا احساس تک نہیں۔ دنیا تیرے لئے ہے تو دنیا کے لئے نہیں۔ آج تو اپنی لوٹی کا غلام بنا ہوا ہے۔ نہ معلوم کب اٹھے گا اور کیسے اٹھے گا؟ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی باتیں کشیں کرو۔

دیکھئے کوئی رسم رہا نہ بہرام، نہ بادشاہ نہ غلام، یہاں کوئی کچھ بھی نہیں بس مجبورو رنجور مجبور ہیں، کیا تمہیں وہاں جانا یاد نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

تیری زندگی فانی، زندگی کی ہر شے فانی۔ تیری زندگی کی ہر شے فنا کی زد میں۔ گویا تیری زندگی کوئی زندگی نہیں۔ تیرا مال فانی، اسباب فانی۔ تیرے یار فانی، اغیار فانی۔ تیرے کام فانی، اشغال فانی۔ تیری خوشی فانی، غمی فانی۔ تیرا فکر فانی، خیال فانی۔ تیرا یہ ذکر جو تیری روح سے بے خبر ہے وہ بھی فانی۔

تیری زندگی کی جو بھی شے فانی ہے، فنا کر اور پرواamt کر۔

اگر تیری کوئی بھی چیز تیری ہے، تو وہ ذکر ہے..... لسانی، قلبی، روحی اور سری، ماشاء اللہ لذت و راحت وزینت و شہرت نفس کی مرغوب ترین غذا میں ہیں۔ جب ذکر الہی کے نصاب میں منتقل ہو جاتی ہیں، حصہ بدلت جاتی ہے۔

فاتحی، بقا بن گنی، معیوب تھی، احسن بن گنی۔

فاتا کو بقاء اور بقا کو فنا نہیں۔ فتا کے بعد بقاء لازم و ملزم۔

روحانی لذت و راحت وزینت و شہرت..... ذکر الہی

اسے کبھی فنا نہیں ہمیشہ زندہ اور قائم رہتی ہے۔

فتابقا کی ضد ہے۔ جب تک کوئی چیز فنا نہیں ہوتی، بقا نہیں پاتی۔ کسی بھی ہستی کی فنا

میں کسی بقا کا ظہور ہوتا ہے واللہ بالله تاللہ ماشاء اللہ یا حی یا قیوم

کسی بھی مرنے والی چیز کی پرواہ کر۔ ہر چیز مرنے والی ہے، آج مری یا کل۔

زندہ چیز کی تلاش کر۔

تن کی ہر شے مٹی

ذکر مٹی اور فکر مٹی

خیال مٹی اور گمان مٹی

مال مٹی اور اسباب مٹی

رنگ مٹی اور روپ مٹی

انگ مٹی اور سنگ مٹی

یار مٹی اور اغیار مٹی

مٹی سے بنا تھا، مٹی کا بن گیا۔ نشان تک باقی نہ رہا۔ اور تن اپنے اس افسوس کا

حال پیچی بھر کے رویا۔

روح امر ربی۔ اللہ کا ذاتی نور۔ باقی۔

ذکر باقی اور فکر باقی..... خیال باقی اور گمان باقی  
ہر شے باقی اور باقیات الصالحات۔

زندگی کی فنا کا عارف دنیا سے بیزار ہو کر ہی موتوا قبل ان تموتووا کے مقام پر  
فاتح ہو سکتا ہے کسی اور طرح نہیں۔ اور اس مقام پر ذکر کے سوا کوئی اور مقام قائم نہیں رہتا۔  
موت..... کمالات کی موت، الاَمُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا

کمالات..... وری الوری

موتوا قبل ان تموتووا..... بے مش

ہماری طریقت چند اسباق پر مشتمل ماشاء اللہ

قدم قدم پر توبۃ والاستغفار

الصمت التام

وَهُوَ مَغْفِكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ

ذکر دوام

ترک دوام

موتوا قبل ان تموتووا

توبہ طریقت کی اولين منزل ہے۔ دین، دنیا اور آخرت کے تمام درجات توبہ

ہی پر موقوف ہیں۔ توبہ دل سے کی جاتی ہے، ہر دل پر ظاہر ہو جاتی ہے۔

توبہ کا تذکرہ نگارخانہ ہر میں رہتی دنیا تک زندہ اور قائم رہتا ہے۔

ہر اس قول و فعل سے جو اللہ کو ناپسند ہو، بازر ہے کا نام توبہ ہے۔

ہر نبی اللہ کو ناپسند ہے باز رہ۔

تاب سب جب توبہ کرنے پر آیا

ایک شیلے کو کہا اپنی جگہ سے اٹھ جا، اٹھ گیا

ایک مٹی کی بوری کو کہا سونا بن جا، بن گئی

اہل توبہ سے توبہ کہتے ہیں۔

جس کو بھی ملا توبہ ہی کی بدولت ملا اور توبہ ہی نے تاب کو زندگی بخشی، توبہ کا تذکرہ

ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ ایک تذکرہ صد ہا صفات پر مشتمل۔

یہی تذکرہ ہے جو بندوں کو توبہ پر راغب کرتا اور آمادہ کرتا رہتا ہے۔ اوڑک توبہ کی

فہرست میں ایک زریں باب کے اضافے کا موجب بن جاتا ہے۔

زندگی معروف ہو سکتی ہی نہیں، امین کہا سکتی بھی نہیں جب تک اس میں توبہ کا ایک

باب نمایاں نہ ہو۔

جانتے ہو تو بتہ النصوح کے کہتے ہیں

ایک بار جس گناہ سے توبہ کر لے پھر جیتے ہی اس کے پاس تک نہ پہنچے۔

کپکی اور سچی توبہ توبۃ النصوح کہلانی ہے۔

توبۃ النصوح کا حال حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے پوچھ

مٹی کی بوری سونا بن گئی

ایک شیلہ ریت کا اڑا دیا

اسے دیکھ کر یہودی ایمان لایا

اگر کوئی بھی ایسی توبہ کرے، ایسا ہی حال ہو۔

طریقت کا ہر تذکرہ توبہ ہی کا تذکرہ ہے۔

توبہ کے بعد محبت اور محبت کی آغوش میں موتوا قبل ان تموتوا جمالی پردوں میں مستور ہوتا ہے جنہیں کوئی چاک نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہ کسی کے فہم و ادراک میں آ سکتا ہے۔ اس پر دہ کی ابتدا..... الصمت اور انہا..... الصمت التام ہے اور یہ بھی اس مضمون پر ختم الکلام ہے۔

دیکھ، سن، پکھھ مت کہہ

ند دیکھ، نہ سن، نہ کہہ

یا ایک ہی خصلت کے مختلف مقامات ہیں

باتوں میں آفت، خاموشی میں نجات۔

میرے آقاروئی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو خاموش رہا، نجات پا گیا۔

طویل خاموشی اور خوش خلقی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری

جان ہے، ان دو خصلتوں سے بہتر مخلوق کے لیے کوئی کام نہیں ہے۔

مرد کا خاموش رہنا (اور خاموشی پس ثابت قدم رہنا) ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

خاموشی سب سے اوپری عبادت ہے۔

عبادت میں سب سے پہلی چیز خاموشی اختیار کرنا ہے۔

روایت ہے نبی اسرائیل میں سے ایک عالم وفات پا گیا، جب اسے چار پائی پر

رکھا گیا، لوگوں نے دیکھا کہ اس کے گلے میں سونے کی تختی ہے جس پر تین

سطریں (لکھی ہوئی) ہیں کہ .....

خاموشی

تمام اخلاق کی

سردار ہے۔

خاموشی اختیار کرنا، اخلاق کی سردار خصلت ہے۔ اور جو شخص مذاق کرتا ہے، وہ لوگوں میں ہلکا ہو جاتا ہے۔

عافیت کے دس حصے ہیں، نو حصے تو صرف خاموشی میں ہیں اور دسوال حصہ تہائی میں ہے۔

عبادت دس حصوں میں تقسیم ہے، (جس میں سے) نو حصے تو صرف خاموشی ہی میں ہیں اور دسوال حصہ ہاتھ سے حلال کی روزی کمانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے حضرت اقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو صحیح ..... "کہ اے بیٹا! اگر بات کرنا چاندی ہے تو چپ رہنا سونا ہے۔" کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر اللہ کی اطاعت میں کلام کرنا چاندی ہو تو اس کی نافرمانی میں خاموش رہنا (یعنی اگر نافرمانی کا خدرہ ہو تو گفتگو سے رُک جانا) سونا ہے۔

حضرت وہب بن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ خاموشی سب سے پہلی عبادت ہے۔

وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہمیں یہ بات پہچنی ہے کہ دنائی کے دس حصے ہیں، نو تو صرف خاموشی میں ہیں اور دسوال لوگوں سے یکسو ہو جاتا ہے۔

○ جب حضرت یونس علیہ السلام مجھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو انہوں نے طویل خاموشی اختیار کی۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ بولتے کیوں نہیں؟ انہوں نے فرمایا بولنے ہی نے تو مجھے مجھلی کے پیٹ میں ڈالا تھا۔

○ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کا خاموش رہنا (اور خاموشی پر ثابت قدم رہنا) ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(رواہ ابی القاسم - مکملۃ المسانع صفحہ ۲۱۳)

○ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خاموشی میں کئی حکمتیں ہیں لیکن خاموشی اختیار کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ (الفردوس، منتخب کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۲۹)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاموشی سب سے اوپری عبادت ہے۔

(منتخب کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۲۹)

○ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبادت میں سب سے پہلی چیز خاموشی اختیار کرتا ہے۔

(منتخب کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۲۹)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاموشی اختیار کرنا اخلاق کی سردار خصلت ہے اور جو شخص مذاق کرتا ہے وہ لوگوں میں ہلکا ہو جاتا ہے۔

(منتخب کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۲۹)

○ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عافیت کے دس حصے ہیں۔ نو حصے تو صرف خاموشی میں ہیں اور دسوال حصہ تھائی میں ہے۔

(منتخب کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۲۹)

○ حضرت انس بن معاویہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبادت دس حصوں میں تقسیم ہے (جس میں سے) نو حصے تو صرف خاموشی میں ہیں اور دسوال حصہ ہاتھ سے حلال روزی کمانا ہے۔ (منتخب کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۳۰)

○ حضرت ابو حیان گفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے مخاطب ہو کر) فرمایا: اعمال میں سے کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش ہو گئے، کسی نے جواب نہ دیا (تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا: ”وہ ہے زبان کی حفاظت“

(الترغیب والترہیب جلد دوم صفحہ ۵۲۵)



خاموشی اونچے درجہ کی اہم ترین سنت ہے۔ اسے اپنانا..... مشکل ترین۔  
اور مشکل ترین منزل بہترین ہوتی ہے۔  
زبان جب خاموش ہو جاتی ہے، دیگر اعضا محو کار ہو کر زبان کی کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔



٥ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو انگلیوں سے پکڑ کر کھینچ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا ہر واللہ تمہاری مغفرت کرے (یعنی ایسا نہ کرو) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اس زبان نے مجھ کو ہلاکت کے مقامات میں ڈالا ہے۔

(موطا امام مالک صفحہ ۳۸۷)

٦ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے منہ میں عکریزہ رکھ لیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے نفس کو کلام سے روکیں۔

(ازالۃ الحفاظ جلد سوم صفحہ ۸۲)



الصمت ..... مجمع الصفات

الصمت ..... فتح البرکات

الصمت ..... کثیر الحسنات

التوبۃ والاستغفار کی برکت سے الصمت التام

اور الصمت التام کے نور سے ذکر دوام اور

ذکر دوام ..... موتوا قبل ان تم تو اکا اولین مقام۔

موت کے بعد موت کا تذکرہ بھول جاتا ہے اور بھلا دیا جاتا ہے، موتوا قبل ان

تم تو اکا تذکرہ اب الاباد زندہ اور قائم رہتا ہے۔

بڑے بڑے دانشور اس عمل کی تاب نہلاتے ہوئے گھٹنے میک گئے لیکن ہار کر بھی

نہ ہمارے۔

مرکبی ان کے عزم جوں کے توں جاری رہے کوئی فنا نہیں فنا نہ کر سکی۔  
اور ان ہی کے دم سے عاشقان طریقت کی قبور زندہ جاوید اور اس دنیا نے دوں  
میں حرکت و برکت ہے۔

اے میرے نوجوان! ذکر کی قطاریں باندھ دو جو فرش تا عرش مستقیم و استوار  
ہوں۔ بال بھر خلاباتی نہ رہے۔ جو کبھی ثوث نہ سکیں۔ جنہیں کوئی توڑنہ سکے۔ تیرا ذکر و دوام  
غفلت کے پردوں کو چاک کر دے۔ جبابات کو اٹھنے پر مجبور کر دے۔ کسل کو جلا دے۔ قلب  
کو جلا دے اپنی جلالت کی تپش سے کثافت کو ہضم کر کے راکھ بنا دے اور محبوب لطافت کو چکا  
دے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

ثواب و عذاب سے ذہن کلینا فارغ کر۔ بالکل فارغ۔ خلوت ہو یا  
جلوت۔ اپنے معبد و مطلوب و تقصود کو رو برو، حاضروناظر جان کر ذکر میں مشغول ہو، پھر  
مصروف ہو، پھر محبو ب الآخر مہمک۔

سائب تین کی

ذکر من کی زندگی ہے

جس طرح سائب کے بغیر تن زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح ذکر کے بغیر من زندہ نہیں  
ہو سکتا اور کبھی نہیں ہو سکتا۔

اگر اس تین میں تیرا من زندہ نہیں تو یہ زندگی، زندگی کے بازار میں کوئی زندگی نہیں  
اور اس مضمون پر ختم الکلام ہے، ماشاء اللہ۔

جس تین میں دھن ہوتا ہے، من نہیں ہوتا

دھن..... فتاپذیر اور

من..... آدمیت و انسانیت و بشیریت کی عظمت کا راز ماشاء اللہ

فنا پذیر کی تدبیر..... فنا پذیر  
 زندگی کسی فنا کو کسی خاطر میں کبھی نہیں لاتی۔ جو بھی کچھ کرنے پڑے آئے، لا دھر کر  
 کرڈا تی ہے۔

کسی نے کسی کو کیا پیغام دینا ہے؟ زندگی ہی زندگی کا پیغام سنایا کرتی ہے۔ سنایا ہی نہیں سکھایا  
 کرتی ہے۔ بے ڈھنگ کو ڈھنگ سکھایا کرتی ہے اور دل جوئی کے انداز بتایا کرتی ہے۔  
 جہان بانی کے اسرار بتایا کرتی ہے اور جہاں پہ چھا جایا کرتی ہے۔  
 ہم زندگی کی قد رہیں کرتے۔ بالکل نہیں کرتے۔ اسی کے باعث یہ مجدد طاری  
 ہے۔ اگر کرتے، زندگی اپنا منشور منصہ شہود پہلا کراستقبال کرتی۔

بہترین حوصلت بہترین استقلال اور  
 حوصلت کا استقبال بہترین استقبال ہے  
 اعلیٰ درجہ کی حوصلت میں اعلیٰ درجہ کا کمال ہوتا ہے۔  
 کل اعمال میں سے چنے ہوئے عمل  
 کل خصالیں میں سے چنی ہوئی حوصلت اور  
 کل کائنات میں سے چنے ہوئے ماحول کا استقبال کر  
 چنے ہوئے ماحول کا استقبال حال کا استقبال ہے۔  
 اگر کوئی اللہ کے پسندیدہ حال کا استقبال کرے جملہ برکات کا نزول ہو،  
 جس نے بھی کیا، افضل و مکال ہے  
 اس حال میں چینا..... افضل  
 اور مرنا..... عین شہادت۔

فکر کی زمین میں  
 ذکر کے شج سے  
 کروار کا پودا آتا ہے  
 مفکر تصب سے پاک ہوتا ہے۔  
 متصب کو فکر عنایت نہیں ہوتا اور کبھی نہیں ہوتا۔  
 فکر حقیقت کا راز داں ہے  
 فکر کے سوا کوئی اور شے حقیقت کے کسی بجید کرنیں پاسکتی۔  
 مفکر کا دل ہر فکر سے آزاد ہوتا ہے۔  
 فکر منزل کا رہنماء ہے۔ صاحب منزل کو مقام مقصود تک پہنچنے تک پوری رہنمائی  
 کرتا ہے۔ کسی بھی منزل میں کوئی معتمد ایسا نہیں جسے فکر حل نہ کر سکے۔ مادیت و روحانیت کی  
 منازل کے تمام مدارج فکر ہی کے مرہون منت ہیں۔  
 منزل کا عروج فکر کی بلندی پر موقوف ہے۔  
 فکر کی جمیعت کو کوئی واقعہ منتشر نہیں کر سکتا۔  
 اللہ ہمیں فکر عنایت فرمائے آمین۔  
 مطالعہ کتب فضائل و مسائل تک اور فکر حقیقت تک پہنچاتا ہے۔  
 تیرے فکر کے انداز ایسے مغلص اور دلکش ہوتے تھے کہ کافر ایمان لانے پر  
 مجبور ہو جاتا۔ آج اے سونے والے نوجوان! تیرے پاس کچھ بھی نہیں ..... نہ ساز ہے نہ  
 انداز اور نہیں اس ناداری کا احساس۔ و ما علینا الالبلغ

عشق و وقت اور جذب و مستی ..... یہ دو ہی تو تیرے مکتبہ و میکدہ کے فیض تھے اور  
بیکی تیرے امتیازی نشان! اس کھوئی ہوئی میراث کو پھر سے حاصل کر اور یہ وقت کی دوسری  
پکار ہے۔

تیرا مکتبہ اور بے نور؟

میکدہ اور بے سور؟

افسوں کا مقام نہیں تو کیا ہے؟

علم پہل کر

عمل کو باطل مت کر

جو کہتا ہے، کر۔

کسی ایک بات پر کار بند ہو۔ با تین اگرچہ کتنی حکمت آمیز ہوں کم کیا کر۔ ذکر کیا  
کر۔ کثرت سے کیا کر اور اس مضمون پر یہ ختم الکلام ہے۔

کسی ایک بات پر کار بند ہونا ایسے ہے جیسے ابر نیساں کا قطرہ جب تک صدف  
میں نہیں گرتا، صدف منہ کھولے سمندر کی سطح پر ڈیکیاں لیتا رہتا ہے۔ جب گر جاتا ہے  
صدف اپنا منہ بند کر لیتا ہے۔ خاموش سمندر کی تہہ میں ڈوب جاتا ہے۔ ایک مدت اسی حال  
میں رہتا ہے۔ پھر صدف کا منہ کھلتا ہے تو پانی کا قطرہ نہیں ..... موتی باہر آتا ہے ..... آب دار  
اور تابدار ماشاء اللہ۔

کسی خصلت کو اپنا، فصاحت کوئی چیز نہیں، کوئی رنگ نہیں چڑھاتی، کوئی گل نہیں  
کھلاتی اور نہ ہی کوئی بچل لاتی ہے۔

ذکر دوام سیستان من کا "رستم" ہے، کسی مدقائق کو اندر آنے نہیں دیتا۔ دھکیل کر

باہر نکال دیتا ہے۔ اڑنے والے کو پچھاڑ کرتا ڈیتا ہے۔ بالآخر جب شیطان لعین کو خبر ملتی ہے کہ اس کے لشکر میں سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہو رہا، مار پہ مار کھا رہا ہے، تو بذات خود میدان میں اتر آتا ہے اور یہی اے جان من وہ جہاد اکبر ہے جس کی بابت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عز وہ بدر سے والی ہی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہم جہاد اصغر سے اب جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

اصل مردانیت شیطان کو ہراتا ہے اور شیطان معلم الملائک رہ چکا ہے، تیرے میرے فضائل و مسائل سے بالکل نہیں گھبرا تا، کسی بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ شیطان کی عیاری و مکاری تیرے اور میرے تجھیل سے بالاتر ہے۔ کسی کی کوئی دلیل اسے قائل نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی ضرب اس کا سر پھوڑ سکتی ہے مگر ذکر اور صرف ذکر۔

بئے تجھر سے شیطان نے کیا لیتا ہے؟ شیطان تیری گھات میں ہے۔ اے میرے ہم نہیں! اگر تو نے اسے پھیاں کر کے من کے مل نہ گرایا اور ناگوں سے گھسیث کر لاثانہ لٹکایا تو کیا تیری مرد انگلی اور کیا یہ شیخیت!

ذکر دوام تاریخ کا ایک باب۔ اور اللہ اسے ہمیشہ اپنے مقبول بندوں کی زبانوں پر چاری رکھتے ہیں ماشاء اللہ۔

### ذکر دوام: مژده حیات دوام

ذکر دوام سے ذاکر کی قبر زندہ اور فیض بارہتی ہے

اہل ذکر اللہ کی راہ میں میرے اگر چاہئے بستر پر میرے۔ انہیں ایک خصوصی زندگی عطا ہے جو عام مردوں کو حاصل نہیں پس ہم انہیں عام مردوں میں کیونکر شمار کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم

اے نہیں سمجھتے“ (ابقرہ: ۱۵۳)

ذکر دوام کی برکات حیات و ممات کی قید سے بالاتر ہیں،

ذکر دوام سے ترک تام اور

ترک تام بلوغ الی المرام ہے۔

ذکر دوام اللہ معی و هو معکم کی حقیقت اور ذا کروند کو رکے وصل کی واحد سبیل ہے

فاذکرونی اذکر کم واشکر والی ولا تکفرون پہ جتنا بھی غور کرو

کم ہے۔ ذکر کے بد لے ذکر کا وعدہ۔ اور یہی اے جان من! اصل کی اصل ہے۔

تیرا کوئی دم یاد سے خالی نہ گزرے۔ کوئی بھی دم غفلت میں نہ گزرے۔ یہ دم تیری

قیمتی متاع ہے۔

ذکر و طاعت تیری منزل کے دونشان ہیں، یہ نشان گرنے نہ پائیں۔

ذکر اور طاعت کی منزل مستغفی عن المدارج ہوتی ہے۔ تبلیغ و خدمت کے سوا کسی

بھی کمال کو کبھی خاطر میں نہیں لاتی۔

مقام کوئی ہونہ ہو، ترک الی اللہ اور خلق کی خدمت میں تیرا پہلا نمبر ہو،

تیرے گھوڑے سے آگے کوئی گھوڑا نہ ہو۔

اکرام عام

ترک تام

ذکر دوام

اللہ کو بجہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام، تادوام قیام،

بلوغ الی المرام

اور یہی ہے واذکر اسم ربک و تبّل الیه تبّیلاً کا پیغام! ماشاء اللہ  
تو نے اتنا بوجھ لادا ہوا ہے کہ مسافر اسے اٹھانیں سکتا۔ کمر توڑ کھی ہے۔ چند  
ضروری اشیاء پا اکتفا کر۔ ہلاکا چھلکا بن اور ہر حال میں اپنے رب کی طرف راغب رہ۔  
تو اپنے رب کی طرف رجوع کر، یہی میرے آقاروچی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
سنّت مطہرہ ہے۔

☆ وَإِذْكُرْ أَسْمَ رَبِّكَ وَتَبَّلْ إِلَيْهِ تَبَّیلاً ۝ المزمل: ۸

(اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہو اور سب سے منقطع ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو!)  
حاضر کے حضور میں حاضر ہا کر اور ذکر کیا کر  
حاضر کبھی غیر حاضر نہیں ہوتا، ذکر کبھی کبھی بندہ ہو، سدا جاری رہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کون سا بندہ درجہ میں افضل وارفع ہوگا؟  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے۔ پھر پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ذکر الہی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تکوار کافروں اور مشرکوں میں چلانے یہاں تک کہ اس کی تکوارٹوٹ جائے اور وہ خود (یعنی جہاد کرنے والا) یا تکوار خون سے رکنیں ہو جائے (یعنی شہید ہو جائے) پھر بھی اللہ کا ذکر کرنے والے اس سے درجہ میں بڑے ہیں۔

(جامع الترمذی جلد ۲ ص ۲۷)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون سا عمل ہے جو تمہارے مالک کے نزدیک اچھا اور پاکیزہ ہے اور تمہارے درجوں میں سب اعمال سے بلند ہے اور تمہارے لیے اس سے بھی اچھا ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے لڑو، تم ان کی گرد نیں مارو اور وہ تمہاری گرد نیں ماریں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتائیے۔ فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک ذکر الہی سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی نہیں۔

(جامع الترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۷)

حضرت مغارات رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گزرائیے شخص کے پاس سے ہوا جو اللہ کے عرش کے نور میں ڈھانپا گیا تھا۔ میں نے کہا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ نہیں۔ میں نے کہا وہ کوئی نبی ہے؟ کہا گیا کہ نہیں۔ میں نے کہا پھر یہ کون ہے؟ آواز آئی یہ وہ آدمی ہے جس کی زبان دنیا میں ذکر سے تھی اور اس کا دل ہر وقت مسجد سے لگا ہوا تھا اور اس نے کبھی اپنے ماں باپ کو گالی نہ دی تھی۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۳۹۵)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوگا۔ وہ موتیوں کے منبروں پر متمن ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کریں گے۔ وہ لوگ انبیاء اور شہداء نہ ہوں گے۔ ایک دیہاتی نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کا حال بیان فرمادیجئے تاکہ ہم ان

کو پہچان لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ، وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

(مجموع الزوائد وطبع الفوائد ج ۱۰ صفحہ ۷۷)

۵ حضرت عمر بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے رحمٰن کے دائیں ہاتھ ..... جبکہ اس کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں ..... میں کچھ لوگ ہوں گے جونہ تو نبی ہوں گے اور نہ ہی شہید۔ ان کے چہروں پر سفیدی ہو گی جو دیکھنے والوں کو نظر آئے گی۔ ان پر نبی اور شہید رشک کریں گے بوجہ ان کی (عمرہ) نشست اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے۔ پوچھا گیا:

اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایسی جماعتیں ہوں گی جو مختلف قبیلوں سے نکل کر اللہ کے ذکر پر جمع ہوں گی۔

وہ پیارے کلام کو چھانٹ لیں گی جیسے کھجوروں کو کھانے والا اچھی اچھی عمرہ کھجوروں کو چھانٹ لیتا ہے۔

(مجموع الزوائد وطبع الفوائد ج ۱۰ صفحہ ۷۷)

۶ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک ایسی قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرتی ہو، مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ اللہ کے راستے میں چہاد کرنے کے لیے گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھوں اتنی ہی دیر اور میں اگر عصر کی نماز پڑھ کر غروب آفتاب تک ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرتی ہو، مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ اتنا عرصہ میں گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھ کر

(الدر المخورج اصحیح ۱۵۱) اللہ کے راستے میں جہاد کروں۔

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آسمان کے فرشتے اللہ کا ذکر کرنے والوں کے گھروں کو پہچانتے ہیں۔ ان کے گھروں ہوتے ہیں، جیسے الٰہ زمین چکتے ہوئے تاروں کو پہچانتے ہیں۔

(الدر المخورج اصحیح ۱۵۲)

○ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

اعمال میں سے کون سا عمل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا تجھے موت آئے اور تیری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے ترہو (یعنی زبان پر اللہ کا ذکر ہو)

(الواہل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۶۷)

○ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صبح و شام اللہ کا ذکر کرتا اللہ کے راستے میں تکواروں کے زخم کھانے سے بڑا درجہ رکھتا ہے اور سخاوت سے مال تقسیم کرنے سے بھی اجر میں زیادہ ہے۔

(الدر المخورج اصحیح ۱۵۳)

○ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اگر دو شخص، ایک مشرق سے چلے اور دوسرا مغرب سے روانہ ہو، ایک کے پاس سوتا ہو جو جائز طریقہ پر خرچ کرتا ہو اور دوسرا اللہ کا ذکر کرتا ہو اور دونوں راستے میں آپس میں میں تو اللہ کا ذکر کرنے والا ان میں افضل ہو گا۔

(الدر المخورج اصحیح ۱۵۴)

○ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما (دونوں) گواہی دیتے ہیں کہ حضور اقدس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہروہ جماعت جو اللہ کا ذکر کرتی ہے، اسے فرشتے آ کر گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الہی ان لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر اطمینان قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل ذوالجلال والا کرام ان کا ملائکہ مقریبین میں ذکر کرتے ہیں۔

(ترمذی شریف جلد دوم)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے چند فرشتے راستوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھر اکارتے ہیں اور جب ان کا اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت کی طرف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں (اور) آسمانِ دنیا تک (تہ بہ پہنچ جاتے ہیں) فرمایا پھر (ذکر کی) مجلس برخاست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اپنے مقام پہنچتے ہیں) اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، اور حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے، کمیرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں (اللہی!) تیری تسبیح و تکبیر و حمد و شکر رہے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو!) کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں (واللہ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا) اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں پھر اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟

فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھتے نہایت شدت سے تیری حمد و شکر اور تسبیح و تقدیس کرتے۔ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں

(اے فرشتو!) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ (جو اس کی طلب کرتے ہیں) فرشتے کہتے ہیں نہیں دیکھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں وہ (ذا کرین) کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھتے تو اس سے بھاگتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے بخش دیا۔ پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہاے اللہ! ان ذکر کرنے والوں میں ایک آدمی ذکر کی خاطر ان میں شامل نہ تھا بلکہ وہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا (اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟) اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ) وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہم نہیں بھی محروم نہیں رہتا۔

(بخاری شریف جلد سوم)

۵ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو کہ میں نے تم سے بدگمان ہو کر تم کو قسم نہیں دلائی لیکن میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ سبحانہ تمہارے سبب سے فرشتوں میں فخر کرتا ہے۔ یہ بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی محفل سے گزرے تو فرمایا کس چیز نے تمہیں یہاں بٹھایا؟ حضرات اصحاب کرام نے کہا۔ ہم بیٹھے

اللہ سبحانہ کی یاد کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی راہ بتائی اور اس کے سبب سے ہم پا احсан کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اللہ کی قسم ہے کہ تمہیں اس کے سوا کسی اور کام نے تو یہاں نہیں بٹھایا؟ اصحابؓ نے عرض کیا اللہ کی قسم ہمیں سوا اللہ کی یاد کے کسی کام نے نہیں بٹھایا۔

(ابوسعیدؓ / مسلم)

○ حدیث قدسی ہے اللہ سبحانہ فرماتا ہے قیامت کے روز لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اہلِ کرم (جن پر اللہ سبحانہ انعام فرمائے گا) کون ہیں؟ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ کرم کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مساجد میں ذکر کی مجلسیں کرنے والے۔

(ابوسعید خدریؓ / ابن حبانؓ، بیراؓ فی الکبیر، ابویعلیؓ)

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک دنیا میں سے اللہ اللہ کی آواز سنانے والے ختم نہ ہو جائیں، قیامت قائم نہ ہوگی۔

(انؓ / ترمذی شریف جلد دوم)



اہلِ ذکر وہ ہیں جو مردوں کی طرح قبور میں زندگی کی تمنا کریں اور زندہ رہ کر ذکر ہی میں محاورہ ذکر ہی میں منہک رہیں۔ ماسوائے بے خبر۔ کسی سے التفات کریں نہ غبت۔

اہلِ قبور ..... احوال الآخرت کے عارف ہوتے ہیں۔

کوئی گناہ نہیں کرتے

کیے ہوؤں ہی پنادم ہوتے ہیں

○ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مثال اس شخص کی جو ذکر الہی میں مشغول رہتا ہے اور اس شخص کی جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردے کی سی ہے۔

(صحیح البخاری ج ۲ صفحہ ۹۲۸)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے صحیح کی نماز پڑھ کر ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتی ہو، تمام دنیا سے، جس پر سورج طلوں ہوتا ہے، زیادہ محبوب ہے اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو اللہ کا ذکر کرتی ہو، دنیا و مافیها سے زیادہ محبوب ہے۔

(الجامع الصغير للسيوطی ج ۲ صفحہ ۱۰)

تیرا دل حاضر نہیں..... سوتا ہے

کیا بھی اسے جگانے کا وقت نہیں آیا؟

ذکر الہی کا مقام دل میں ہوتا ہے اور دل ہی میں مقیم ہو کر ذکر کی مجلس قائم ہوتی ہے اور اسی ہوتی ہے کہ پھر کبھی برخاست نہیں ہوتی رہتی، دنیا تک قائم و دائم رہتی ہے۔

کما

لی

پہن

ذکر جوں کا توں جاری رہے۔ ہر کام اور ہر کلام ذکر ہی کے لئے ہو۔

ذکر الہی دعوۃ و تبلیغ الاسلام کا مدعی۔

ذکر ہی کی برکت سے مخلوق کی خدمت۔ اور ذکر ہی عین عبادت ہے۔

٥ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان..... "اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو" کی تشریع میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنوں پر اسکی کوئی چیز فرض نہیں فرمائی جس کی حد مقرر نہ کردی ہوا اور پھر اس کے لئے عذر کو قبول نہ فرمالیا ہو بجز اللہ کے ذکر کے نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی جس طرف اس کی رسائی ہوا و نہ اللہ نے اس کے ترک پر کوئی عذر قبول فرمایا بلکہ یہ فرمایا:

"اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور لیئے (اپنی کروٹوں کے بل)" یعنی رات کو، دن کو، خشکی میں، سمندر میں، سفر میں، حضر میں، تو نگری میں، نقر میں، بیماری اور صحت میں، آہستہ اور پاکار کر، ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔

(تفسیر ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۲۹۵)

لوہا آگ کی آنکھ میں دیکھتے ہی دیکھتے آگ بن گیا۔ وہی رنگ وہی خصلت۔ تیرا دل کیوں نہ پکھلا؟ ذکر کے نور کی برکت سے تیرا دل کیوں منور نہ ہوا؟ نہ کوئی صفات کا کیوں نزول نہ ہوا؟ اپنے دل سے پوچھ ..... یقیناً دل صحیح نشاندہی کرے گا۔ حالانکہ یہ کام سالوں کا نہیں، گھنٹوں کا کام ہے۔

ساری عمر دین کی راہ میں جدوجہد کی، دل کی حالت جوں کی توں رہی۔ دل اپنے مقام پر چنان کی طرح ڈثارہا۔ ہر شے بدی، دل مطلق نہ بدلا۔ جس حال میں تھا اسی میں رہا۔ جب تک تیرا دل نہیں بدلتا، تیری جدوجہد کیا مگل کھلا سکتی ہے؟ اور کیا رنگ لا سکتی ہے؟ جیسے و دستار چہ محقی دارو؟

یہ دل سوتا ہے گویا مردہ ہے اسے بیدار کر۔ جیسے بھی ہو سکے ضرور کر۔  
 ہم نماز پڑھتے ہیں، قرآن کریم کی حلاوت کرتے ہیں، تسبیحات کرتے ہیں،  
 دعا میں مانگتے ہیں لیکن دل نہ معلوم کن خیالات میں محو ہوتا ہے اور اسے پتہ ہی نہیں ہوتا کہ  
 وہ کیا پڑھتا ہے۔

آنکھ، کان، زبان..... دل کے دریچے ہیں  
 ہر شے انہیں سے گزر کر دل میں وارد ہوتی ہے  
 ان کے پاک ہونے سے ہی دل پاک ہوتا ہے  
 دل کو نفاق سے  
 عمل کو ریا سے  
 زبان کو جھوٹ سے اور  
 آنکھ کو خیانت سے پاک کر و ماعلینا الابلاغ  
 آنکھیں جب پاک ہو جاتی ہیں شوخ ہو جاتی ہیں، بے باک ہو جاتی ہیں۔ اور  
 شوخی و بے باکی، مردانگی کے دو مقبول جو ہر ہیں۔ مقبول عام اور مقبول الاسلام ماشاء اللہ۔  
 آنکھوں کی شوخی و بے باکی تو تیرے آبا کی آن و شان اور ملی حیثیت کی جان تھی جو تو  
 نے گم کر دی، ہائے ہائے، بتااب تجھ میں کیا باقی ہے؟ پدرم سلطان بود.....  
 اے ہم نشیں! ”نظر“ ان نظروں کی تلاش میں سرگردان ہے کہیں نظر نہیں  
 آتیں۔ کہیں ناپید تو نہیں ہو گئیں؟ کیا بزم کوئیں کواب ان کی ضرورت نہیں؟ ان کے بغیر تو  
 یہ تن خاکی اربعہ عناصر کا پتلا مٹی کا ایک بے قدر ڈھیر ہے۔ ان نظروں ہی کی بدولت تو یہ  
 اشرف تھا!

ترکیہ قلب کا انحصار مزکی کی نظر پر موقوف ہوتا ہے، مطالعہ پنہیں۔  
 نفس زکی کی نظر سے مزکی ہوتا ہے مطالعہ سے نہیں اور  
 ہرزکی نبی الزکی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نظر سے مزکی ہے۔  
 جب بھی کسی میں کوئی خصلت پیدا ہوئی، نظر ہی کی بدولت ہوئی، کسی اور طرح بھی  
 نہیں۔

میرے آقاروچی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم! تیری نظر..... کل کائنات کا مرکز  
 ہم خاک نہیں تیری نظر ہی کے بل بوتے پر کچھ کرتے ہیں ورنہ کسی بھی شے پر  
 کوئی قدرت نہیں رکھتے۔

تیرنظر جب کسی پڑھاتی ہے بن نظیر بن جاتا ہے۔  
 نگاہ کرم ..... جشی کو بلال رضی اللہ عن  
 چہواہے کو اویس رضی اللہ عن  
 نمانی کو سعدیہ رضی اللہ عن اور  
 جابر کو فاروق عظیم رضی اللہ عن بنادیتی ہے  
 قربانت شوم! حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عن اپنے ایک گورنر سے:  
 ”تیرا باپ مدینہ میں اونٹوں کی ماش کیا کرتا تھا، اگر تو نے اپنا حال و چال  
 فی الفور نہ بدلا تو میں تجھے اسی کام پر لگا دوں گا“، مر جا مکرم اشرف  
 ہر شے کی قدر و قیمت خوب پر موقوف ہے بونہیں اور خوکی کی کوبوپرانہیں کر سکتی۔ خو  
 کے معنی خصلت اور بوکے معنی شکل و شباهت ہے۔  
 وہ بھی کیا دن تھے کہ جنگل کے بھیڑیے ہمارے دنبوں کا اکرام کرتے۔ جس جنگل

میں ہمارے دنبے چرتے، بھیڑیے اس جنگل کو چھوڑ کر دور از علاقوں میں جانتے۔ اور وہ بھی کیا دن تھے کہ شیر بہر ہماری کلیوں کے آگے وفادار خادموں کی طرح پھرہ دیتے اگرچہ ہمیں ان کے پھرے کے مطلق ضرورت نہ ہوتی۔ اے جان من! ایک وہ بھی دن تھے کہ جنگل کے ریپھ ہمارے وضو کے لئے چشمیں سے کوزے بھر کر لاتے۔

تجھے کیا بتاؤ ہم نے کیسے کیے دن دیکھے۔ جب ہم جنگل میں ہرنیوں کو آواز دیتے اس جنگل کو ہمارے شیخ صاحب نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا ہے ان کی دعوت کیلئے دودھ دے جائیں، سنتے ہی دوڑتی ہوئی آتیں اور ہم ان کا بکریوں کی طرح دودھ دو ہتے اور اگر ہاتھیوں کو حکم دیتے حضرت صاحب کو سیر کرانے کے لئے حاضر ہو جاؤ جنگل کے تمام ہاتھی حاضر ہو جاتے، واللہ باللہ تالا

○ حضرت عبد اللہ بن برزی رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی اللہ بزرگ تھے پیر و جعرات کا روزہ پابندی سے رکھا کرتے تھے۔ اسی سال کی عمر تھی۔ ایک آنکھ سے کانے تھے۔ سلیمان بن زید نے ان سے آنکھ کے جانے کا سبب پوچھا آپ نے بتانے سے احتراز کیا۔ یہ بھی پیچھے پڑ گئے۔ مہینوں گزر گئے، نہ وہ بتاتے نہ یہ سوال چھوڑتے۔ آخر ایک دن تک آکر فرمایاں لو۔ میرے پاس برزہ میں جو دمشق کے قریب ایک شہر ہے، دو خراسانی آئے اور مجھ سے کہا کہ میں انہیں برزہ کی وادی میں لے جاؤں۔ میں انہیں وہاں لے گیا۔ انہوں نے انگلی میہاں نکالیں بخور نکالے اور جلانے شروع کیے یہاں تک کہ تمام وادی خوبصورت مہکنے لگی اور ہر طرف سے سانپوں کی آمد شروع ہو گئی لیکن یہ بے پرواہی سے بیٹھے رہے کسی سانپ کی طرف التفات تک نہ کی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک سانپ آیا جو ہاتھ بھر کا تھا اور

اس کی آنکھیں سونے کی طرح چمک رہی تھیں یہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے ..... اللہ کا شکر ہے ہماری سال بھر کی محنت مٹھکانے لگی۔

انہوں نے سانپ کو لے کر اس کی آنکھوں میں سلامی پھیر کر اپنی آنکھوں میں وہ سلامی پھیرلی میں نے ان سے کہایہ سلامی میری آنکھوں میں بھی پھیر دی انہوں نے پہلے تو بالکل انکار کر دیا لیکن جب میں نے بہت مت ساجت کی تو بمشکل راضی ہو گئے اور میری دامنی آنکھ میں وہ سلامی پھیر دی۔ اب جو میں دیکھتا ہوں تو زمین مجھے شیشے کی طرح معلوم ہونے لگی جیسے اوپر کی چیزیں نظر آتی ہیں ویسے ہی زمین کے اندر کی چیزیں بھی دیکھ رہا تھا انہوں نے اب مجھے کچھ دور ساتھ چلنے کو کہا میں نے منتظر کر لیا۔ وہ با تسلی کرتے ہوئے مجھے ساتھ لئے چلتے رہے۔ جب ہم کچھ دور نکل آئے تو دونوں نے اچانک مجھے بازوں سے کپڑا کر جکڑ لیا میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے پھر ان میں سے ایک نے اپنی انگلی ڈال کر میری آنکھ نکال کر پھینک دی اور مجھے اسی طرح بندھا ہوا چھوڑ کر خود کہیں چلے گئے۔ اتفاقاً ایک قافلہ ادھر آنکھا انہوں نے مجھے اس حال میں دیکھا تو رحم کھا کر اس قید سے آزاد کر دیا اور میں واپس چلا آیا۔

(ابن عساکر، تفسیر ابن کثیر اردو سورہ نمل پارہ ۱۹ آیت ۶۲، ۶۳)

دور حاضر کی ترقی کے علمبردارو! ان کی ترقی کا حال بھی دیکھو! یقیناً تمہاری کوئی بھی ایجادوں کی کسی بھی ایجاد کی ہمسری نہیں کر سکتی!

دیکھا..... جنگل کے زہر میلے سانپ مطیع ہو کر ان کے حضور غلامانہ انداز میں حاضری دیتے۔ وہ سانپ جس کی آنکھیں سونے کی طرح چمکیلی تھیں سب کا سردار تھا، اس کے زہر کا یہ عالم ہے کہ اگر جو شیخ میں آ کر پھونک مار دے تو گرد و نواح کے بزرے کو آن واحد

میں بھرم کر دے را کہ بناڑا لے..... لیکن اپنے حاکم کا حکم سنتے ہی تعیل کے لئے  
حاضر خدمت ہوا۔

کسی اور کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ ایسے زہر یا سانپ کی آنکھ میں سلاٹی پھیر کر  
اپنی آنکھوں میں پھیر لے؟

تبیحات کے میدان میں بھی ہم اپنی مثال آپ تھے۔ حضرت عمر بن ہانی  
رضی اللہ عنہ روزانہ بلا ناغہ ہزار سجدہ میں ایک لاکھ بار تسبیح پڑھتے اور اس معیار کو ابھی تک کوئی  
مات نہیں کر سکا واللہ اعلم بالصواب۔

۵ حضرت مسلمہ بن عیمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن ہانی رضی اللہ عنہ  
روزانہ بلا ناغہ ہزار سجدہ نماز پڑھتے اور لاکھ بار تسبیح کرتے تھے۔ (ترمذی شریف جلد دوم)  
انسانی کردار کی ہر خصلت کا ہر دور نے عملی نمونہ پیش کیا۔

جونہونہ اسلام نے دیانا درالمثال، وراء الورمی اور سب کو مات کرتا ہے۔

صدر، سربراہ، وزیر اعظم، خلیفہ، بادشاہ ہی کے مختلف نام ہیں۔ وہ بھی کیا دور تھا  
کہ مسلمانوں کی عظیم مملکت کے امیر مولا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ اپنے اور اپنے اہل و عیال  
کے کھانے کے لئے ایک یہودی کے باغ میں نلائی کیا کرتے تھے۔ شام کو جب روزی کما  
کر لاتے، اگر کوئی سائل دروازے پر دستک دیتا اسے دے دیتے، خود پانی پی کر لیت  
جاتے اور یہ روز ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی سائل کو خالی نہ لوتاتے۔

ایک سائل نے سوال کیا کہ اسے ایک لڑکا دیں آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں دے  
دیئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان میں کوئی بھی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ کسی  
بادشاہ نے اپنے کھانے کے لئے کسی کے باغ کی نلائی کی ہو اور یہ بھی کبھی نہیں سنا کہ اللہ کے

نام پر کسی نے کسی کو بیٹھ دیئے ہوں اور پھر وہ بھی حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام جیسے۔  
 منصور حاج نے سخاوت کی حد کروی۔ بندی خانے میں تین دن سے فاقہ سے  
 تھے تین دن سے انہیں کھانا نہیں دیا گیا تھا۔ بھوک سے ٹھال تھے۔ چوتھے دن جوں ہی  
 کھانا پہنچا سائل بھی ساتھ ہی آ دھمکا..... اللہ کے نام پر مجھے روٹی دو سخت بھوکا  
 ہوں..... سائل نے پکارا اور منصور نے وہی کھانا سائل کے کشکول میں ڈال دیا اور یہ سخاوت  
 کی حد ہے۔

خصائص الصالحین کی داستانیں گویا دیوبھی کی داستانیں تھیں، ان کی مثال اب  
 کہیں نہیں ملتی۔ آدمیت و انسانیت و بشریت کے کارہائے نمایاں کی تاریخ کا رنگ پھیکا پڑ  
 چلا، تیری عنایت کی منتظر ہے۔

یہ واقعہ طریقت کی کتاب میں اہم مقام رکھتا ہے۔ سونی ایک کمہار کی لڑکی تھی  
 مہینوں کی ملاقات کے لئے رات کو جا گئی، گھرے پر تیرتی ہوتی دریائے چناب کو پار کر کے  
 اپنے محبوب سے ملتی اور رات ہی کی تاریکی میں واپس لوٹ آتی، یہاں کا روز کا معمول تھا۔  
 ایک دن اس کی منڈ کو پتہ چلا کہ وہ رات کو گھر پہنیں ہوتی۔ اس کا تعاقب کیا اور سارا ما جرا اپنی  
 آنکھوں سے دیکھا دوسرے دن وہ دریا کے بنیلے میں گئی اور اس کے پکے گھرے کی جگہ مٹی کا  
 کپا گھر ارکھ آئی۔ سونی جب حسب معمول دریا عبور کرنے کے لئے آئی تو دریا میں طغیانی  
 آئی ہوئی تھی۔ جب گھرے کو اٹھایا تو دیکھا کہ وہ کچا تھا گھرے نے کہا ”میں کچا ہوں، میں  
 نے عشق کی آؤی میں جل کر کپکنے کی منزل نہیں کی۔ میں طغیانی کی تاب نہ لاسکوں گا۔“  
 سونی نے ایک نہ مانی، بسم اللہ پڑھ کر گھرے کو اٹھا لیا۔ بجلی کی کڑک، بادل کی  
 گرج، دریا کی موجودوں کا شور، کمہاروں کی ایک لڑکی کے عزم کو پھیرنہ سکے۔ جب وہ

دریا میں کو دنے کے لئے کربستہ ہوئی، دریا نے کہا:

”تو مجھ میں کبھی قدم نہ رکھنا، میری موجودوں نے کبھی کسی کو معاف نہیں کیا، تو مجھ میں کو دکر کبھی جانبر نہیں ہو سکتی،“

مٹی کے کچے گھڑے نے بھی اپنی بے نی کا اظہار کیا۔ بڑی منتیں کیں۔ دریا نے اسے بڑا سمجھایا لیکن اس کے عزم میں کوئی فرق نہ آیا اور اللہ کا نام لے کر اپنے محبوب کو ملنے کی تمنا لے کر دریا میں کو دپڑی اور یہ شوق کی انتہا تھی۔

سوہنی کا عزم نادرالثال اور قیامت تک کے لئے طریقت کے نصاب کا ضروری باب بنار ہے گا۔

اس دنیا میں کروار کو بقا حاصل ہے، گفتار نہیں۔

حال کا نمونہ صاحب حال ہی دے سکتا ہے اکتسابیت نہیں۔

طریقت کی حقیقت جب اکتسابیت میں محبوب ہونے لگی تو حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر قدس سرہ العزیز کو ایک بے مثل، اچھوتے اور انوکھے نمونہ کے لئے منتخب فرمایا گیا۔ ابھی ایک گھونٹ ہی بھری تھی کہ غفت ہو گئے کون سی گھونٹ جی؟..... کہا جذب و سکر کی

بس پھر کیا تھا، خاک میں نور کی تجلیاں چلنے لگیں۔ ذات ذات میں محو ہوئی۔ بشری صفات کا خاتمه ہوا۔ اور آپ نے اس محیت کے عالم میں بارہ سال گلہر کی شاخ کو تھاے کلیر کی پاک سر زمین کو مرکز تجلیات بنائے رکھا مر جا مکرم اشرف!

حضرت مخدوم صابر صاحب کارنگ فقر کی تاریخ کو دیک کر گیا ماشاء اللہ! کسی بھی تاریخ نے آج تک اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں کیا کہ کوئی تیری محبت کے نئے میں

چور ہو کر بغیر کچھ کھائے پیے بارہ سال کی درخت کی شاخ کو تھامے کھڑا ہو۔ یہ اعلیٰ درجے کا نمونہ انہی کو عنایت ہوا مبارکاً مکرم اشرف!

منع سربنوت، ہم ولایت حیدریٰ آفتاب چشتیاں مخدوم صابر کلیریٰ  
محبت نے محبت کی دادوی۔ محبت محبوب میں گھوہوا۔ گویا خاک میں نور جلوہ گر ہوا اور  
بشری صفات کا خاتمه ہوا۔ خاتمه بالغیر۔ اسی طرح طیب و مبارک محبت ہر محبت کی داد دیا  
کرتی ہے اونگھے، نیند، بھوک، پیاس جاتی رہیں۔

اسی طرح جب ولایت علویہ کے کمالات کے تعارف کا فقدان ہوا، حضرت  
پیر افیض شاہ شرف الدین المعروف بہ بوعلی شاہ قلندر پانی پتی قدس سرہ العزیز کو ایک  
دوسری قسم کے نمونے کے لئے نامزد کیا..... اور وہ درس و تدریس کو چھوڑ چھاڑ ویرانوں  
میں جائٹکے۔ متوں دریا میں کھڑے رہے یہاں تک کہ مچھلیوں نے آپ کی پنڈلیوں کا  
گوشت نوچ لیا۔ پھر جب کڑی ریاضت کے بعد ولایت علویہ کے مقام پہ فائز ہوئے  
، تکنست کی حد کر دی۔ علاوہ الدین بھی کو لکھا۔

”تیرے ایک وزیر نے میرے ایک فقیر کو مارا ہے، غروب سے پہلے اسے ملک  
بدر کرو نہ طلوع سے پہلے تیری جگہ کوئی اور ہو گا؟“

سات سو سال بیت چکے، پھر کسی ماں کے لال کو اس قسم کے نمونے کی توفیق  
نصیب نہ ہوئی۔ کیا وہ آخری نمونہ تھے؟ کیا اب کسی بھی میدے میں وہ نہیں؟ یا کسی  
آنے والے کیلئے محفوظ رکھی ہوئی ہے؟

اگر با دشابت نعمت ہوتی تو احمد کبھی اسے ترک نہ کرتے۔ اسی طرح اگر اجتماع  
کرامت ہوتی تو صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کبھی برخاست نہ ہوتی۔ حال یہ تھا میرے آقا

کے وصال کے کئی سو سال بعد بھی کسی کو وہاں جانے کی جرأت نہیں ہوئی۔

اگر اجتماع کمال ہوتا تو میرے مولا میرے آقا میرے مخدوم میرے صابر کی مجلس  
کبھی برخاست نہ ہوتی۔ حال یہ تھا کہ شمس الارض شمس الدین ترک کے سوا کسی کو بھی باریابی  
نصیب نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ بعد وصال بھی کسی کو حاضری کی جرأت نہیں ہو سکی، جنگل  
درندے ہی آپ کی دربانی پر مامور رہے۔

اگر شہرت کمال ہوتی تو حضرت خواجه اویس رضی اللہ عن عاشق رسول ملی اللہ علیہ وسلم قرن  
کے ایک سنان جنگل میں اپنے بھائی کے اونٹ چڑا کر چھپ چھپ کر جھٹ نہ لگھاتے  
(گزارتے)

اگر عبادت کمال ہوتی، شیطان کبھی مردود نہ ہوتا

اگر تقویٰ کمال ہوتا، بر صیما کبھی رانداز نہ جاتا

ندامت کا باداہ اوڑھ کر محبوب کی ناز برداری کمال اور

محبوب کے فراق میں گھلنا کمال کمال ہے۔

میرے دلبر، میرے ابا جب جاں بحق ہوئے شمس الارض نے جنازہ کے لئے  
جد اطہر کو رکھا اور امام کے انتظار میں دست بستہ کھڑا ہوا۔ ایک نقاب پوش سوار آیا اور  
جنازے کی نماز کی امامت فرمائی۔ شمس الارض نے دیکھا کہ شہلا جنوب آجہاں تک بھی ان کی  
نظر پہنچتی تھی جنازہ پڑھنے والے صف آرتھے۔ جب نماز پڑھ چکے تو شمس الارض نے عرض  
کی کہ لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ تیرے آقا کے جنازے کی نماز کس نے پڑھائی؟ تو کیا  
جواب دوں گا؟

اس پر وہ مسکرائے، چہرہ انور سے نقاب سر کائی اور فرمایا شس! تو مجھ سے دنیا میں

فنا و بقا کے بارے میں پوچھا کرتا تھا اس وقت میں تجھے کیا سمجھاتا اور کیسے سمجھاتا۔ پھر میرے بابنے اپنے جدا طہری طرف اشارہ فرمایا وہ فتا ہے یہ بقا..... یہ کہہ کر میرے آقا میرے دلبر میرے بابا ن ظاہری نظروں سے جنگل کی وادی میں روپوش ہو گئے۔

میرے آقا، اللہ کے محبت العاشق اور رسول اللہ کے محبوب العاشق تھے اور محبت و محبوب میں تیرا میرا نہیں ہوتا۔ میرے آقا کی رحلت کا یہ قابلِ رشک واقعہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ کے مخلص بندے مر انہیں کرتے۔ نقلِ مکانی کیا کرتے ہیں۔ عشق کبھی فنا نہیں ہوتا۔ ابدی حیات کا امین ہوتا ہے۔ اللہ اپنی محبت کے محبت کا تذکرہ اپنے مخلص بندوں کی زبانوں پر ہمیشہ زندہ رکھتا ہے۔

اے ہم نشیں! سدارہ بے عشق اللہ

دنیا چیخ و بیکار است

محبت کو فنا نہیں۔ محبت کے سوا ہر شے فنا کی زد میں ہے اور فانی ہے۔

مقرین حق حقیقتاً زندہ ہیں اگرچہ صورتًا زندہ نہیں۔

مردوں کی قبروں پر بے شک گنبد بنانا منع ہے اور نہ ہی آج تک کبھی کسی نے کسی مردے کی قبر پر گنبد بنایا

جس کی قبر زندہ ہے بے شک زندہ ہے

اسی طرح ان کے اعراس باعث برکت، باعث رحمت اور باعث تقویت دین و ایمان ہیں۔

کبھی مردوں کو بھی کسی نے یاد کیا ہے۔ اگر وہ زندہ نہ ہوتے ان کی یاد زندہ نہ

رہتی۔

ان کی یاد قوموں کی زندگی اور ان کا کردار مشعل را ہے۔

صدیاں گزرنے کے باوجود کسی بھی دل سے ان کی یاد فراموش نہ ہوئی، ہر دل ان کی یاد میں مسرور اور ان کی محبت میں مخمور ہے پھر ہم کیونکر انہیں عام مردوں میں شمار کر سکتے ہیں؟

وہ اسلام کے شیدائی تھے۔ اسلام کو جوانازان پر ہے کسی پہ بھی نہیں۔

ان کی حیات جاودائی ہے۔ جب تک دنیار ہے گی ان کا نام رہے گا۔ یہی زندگی کی مراد اور یہی زندگی کی اصل ہے۔

جس نے انہیں مردہ کہا متعصب ہے اور کوئی متعصب حقیقت کو نہیں پاسکتا۔

تعصب حد کی ایک شدید قسم ہے اور حد نیکوں کو ایسے جلا دیتا ہے جیسے کہ آگ لکڑی کو۔

تعصب اور حد ایک ہی خصلت کے دو مدارج ہیں

متعصب ذلیل فطرت ہے متعصب کے پاس تنقیص کے سوا کچھ اور نہیں ہوتا

متعصب کی تنقیص ضد کی بنیاد پر ہوتی ہے لامی پہ نہیں

تنقیص متعصب و حاسد کی جلت میں داخل ہوتی ہے اور اس کا مدعا تغیر حیات

نہیں تحریک حیات ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک زندگی کا منشور یہ ہوتا ہے کہ جس طرح بھی

ہو اور جس پہ بھی ہو کوئی نہ کوئی تقید ضرور کی جائے۔

اکابرین سلف کے کمالات اور شہدائے ملت کی حیات جاوداں کا انکار مت

کر۔ اگر تیری قسم میں تحسین نہیں تو تذلیل مت کر اور کبھی مت کر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ

اپنے پختے ہوئے بندوں کا وجود اپنی دنیا میں ہمیشہ زندہ و قائم رکھتے ہیں اور یہ ارادت ازلی کا

دستور ہے جو بھی نہیں بدلتا۔

یا اللہ اس نوجوان نے مجھے نہیں دیکھا، میری صحبت میں نہیں بیٹھا، میری لکھی ہوئی کوئی کتاب نہیں پڑھی، مجھ کو تیرابندہ سمجھ کر میرے مرقد پر حاضر ہوا ہے، میں سفارش کرتا ہوں جو مراد لے کر یہ حاضر ہوا ہے پوری فرمادے یا جی یا قوم آمین اور یہ فیض ایک حاضری کا ہے!

مفکرین و مفسرین و محدثین کی طاہر و مطہر ارواح سے فیض یا ب ہونا عین

حقیقت۔

سب کے سب اپنے اپنے حال و مقام پر معمول رہے۔ دم بھر کے لئے بھی غافل نہ ہوئے۔ اور انہی کی بدولت زندوں نے زندگی کا نمونہ سیکھا۔ خالق مخلوق کے ہر اس کلام کو جس پر کہ متكلّم نے عملی نمونہ دیا ہو، نگارخانہ دہر میں خلق کی زبان پر زندہ اور قائم رکھتا ہے۔ عملی نمونہ عامل دیا کرتا ہے، عمل نہیں۔

جو کام

جو کلام

جو بات

جو ملاقات تیرے وہاں کام کی نہیں، یہاں مت کر اگر چہداحت خیز ہوا ر عزت آمیز ہو۔

مذموم عادات ..... شیطانی

خاصائیں نبوت ..... سراسر رحمانی

ناٹکری ..... مذموم تر  
 شکر ہی کی بدولت انسانیت عروج پذیر  
 شکر ..... انسانیت و بشریت کا بہترین اعزاز  
 انتخاب ..... صفت لا جواب  
 زندگی کی کامیابی کا انحصار، بہترین اور بدترین کی تمیز پر موقوف۔  
 بندہ جب تمیز اٹھادیتا ہے نہ اللہ کے احسان کا شکر کر سکتا ہے نہ زندگی کی قدر۔  
 اپنے بہترین اوقات ..... بدترین مشاغل میں لگادیتا ہے  
 اور بہترین صلاحیتیں ..... بدترین امور میں کھپا دیتا ہے  
 بہترین کو بدترین میں بدل لیتا ہی ناٹکری ہے  
 پر لے درجے کی ناٹکری  
 اس ناٹکری کے باعث بندہ آفات کی زد میں رہتا ہے  
 جائزہ لے ..... بدترین یا بہترین

اوقات

خیالات

مشاغل

محافل

لواحقین

معاوین

احباب

پڑوس

بہتر کر، بدترین سے بہترین کی طرف  
 اللہ تیرے ہر بدترین کو بہترین سے بد لے۔ یا ہی یا قوم  
 بہترین یا بدترین  
 ذکر و مبلغ..... بہترین اور  
 خرافات..... بدترین

اے میرے نوجوان! وقت تیری قیمتی متاع ہے اسے ضائع نہ کر۔ جب بھی کسی  
 نے اپنے وقت کی قدر کی کامیاب ہوا۔ آج ہمیں وقت کی اہمیت کا احساس نہیں اور کسی کو بھی  
 نہیں۔ نوجوان کا سارا وقت ریڈی پوچھانے سنتے گز رجاتا ہے۔ قویں کام ہی کی بدولت  
 کامیاب ہوئیں۔ جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی۔ ایک مرکز پر متحد ہو کر کی اور کام کر کے  
 کی۔

جس بھی کام کو کرو خوش اسلوبی سے کرو۔ محنت سے کرو۔ یہاں تک کہ پسینہ پسینہ  
 ہو جاؤ اور پسینہ ہی مزدور کے کام کی زکوہ ہے۔

امیر طبقے کا نوجوان، اللہ اللہ، کوئی کام نہیں کرتا، کام سے نفرت کرتا ہے۔ راحت  
 و آرام کی زندگی بس رکتا ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ کام کرنا مزدوروں ہی کا کام ہے اموروں کا  
 نہیں۔ امراء دنیا میں کام کرنے نہیں عیش کرنے آئے ہیں۔ شب و روز ایک ہی دھن میں  
 گزار دیتا ہے۔ کسی ایک شغل میں مشغول ہو کر دن رات ایک کر دیتا ہے اگرچہ بیشرا بازی ہو  
 اللہ اللہ!

ساری دنیا جاگ اٹھی ہم سوتے ہیں۔ نہایت بے فکری سے پاؤں پارے سو  
 رہے ہیں۔ کوئی کروٹ نہیں لیتے نہ معلوم کب بیدار ہوں گے اور کیسے؟

گزارہ وادم ماضی اور آنے والا مستقبل ہے  
 ماضی گز رچ کا۔ جیسے بھی گز را گز رچ کا  
 ماضی سے عبرت حاصل کر  
 مستقبل کی کسی کو خبر نہیں اور کوئی خبر نہیں  
 حال میں سب کچھ ہے۔ حال کو غنیمت جان، اور کسی بھی قیمت پر ضائع مت  
 کر۔ کار آمد کار میں مصروف رہ۔

زندگی ایک موقع ہے پھر بھی ہاتھ نہیں آتا۔ کوئی بھی وقت ضائع مت کر۔  
 یہ کام جو تم کرتے ہو اور ہر کوئی کرتا ہے زنا نہ ہیں مردانہ نہیں۔ مردوں کو زیب ہی  
 نہیں دیتے۔ مرد بھی بھلا کبھی ایسی باتیں کیا کرتے ہیں۔ مردوں کی باتیں ہر کسی کے لئے  
 نمونہ ہوتی ہیں۔

تیری نقل و حرکت ناپسند، نامعقول اور نامقبول

ہائے ہائے..... بازا

آن بدل..... ابھی بدل

یہ وقت کی آخری اپکار ہے

اس وقت ہمارے پاس باتوں کے سوا کوئی اور شے نہیں اور باتوں سے بھی کوئی  
 بات نہیں بنا کرتی۔ بگڑی ہوئی باتیں باتوں سے نہیں، عملی نمونے سے بنائی ہوئی ہیں!

یہ زمانہ نہیں بدلا ہوا ہے

اگر ہم نے اپنے اندازہ بدلتے زمانہ ہمیں بدل دے گا

زمانہ کو رانہ تقلید سے نالا اور کسی نمونے کا طلبگار ہے۔ میدان عمل میں کوئی نمونہ پیش کر۔

ملی تغیرات میں جو مقام اتحاد و ایثار کو حاصل ہے کسی دوسری خصلت کو نہیں۔ کسی کو اپنایا نے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے لیکن کسی کو اپنا مقابلہ بنانے میں پل بھر کی نادانی کافی ہے

پیار کا بدلہ پیار

احسان کا بدلہ احسان اور

اکرام کا بدلہ اکرام ہے

بے شک تکریم مستحسن اور تحریر مذموم ہے

انسانیت کا بلند ترین مقام انسانیت کا احترام ہے اور احترام ایک وسیع المعانی خصلت ہے صرف رسمی ”آؤ جی، آئیے جی“ ہی کا نام نہیں اور اللہ ہی اپنی بارگاہ رب ذوالجلال والا کرام سے جسے چاہتا ہے یہ خصلت عنایت فرماتا ہے اور اس مضمون پر بھی یہ ختم الکلام ہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

توحید الی اللہ کے مقام پر ہر آدی، نیک ہو یا بد، آدمیت کے اعتبار سے واجب الا کرام ہے۔

آدمیت کا اکرام.....فرض

توہین.....حرام

دنیا میں ہر دین مساوات کی تعلیم دیتا ہے لیکن عملاً مساوات مفقود ہے اسی طرح سچائی اور اسی طرح پاسبانی۔

مساوات اسلامی تعلیمات کالب بباب ہے۔ کسی بھی دست کار کو جسے امراء رذیل و مشترک کہہ کہ پکارا کرتے ہیں یہ جرأت نہیں کہ ”چودھری“ کے برابر چار پائی پہ بیٹھ جائے اگرچہ حاجی ہو یانمازی!

### تغیر ملت:

کسی قوم کی ترقی کا انحصار کام کرنے والے مخلص بندوں کے ملی جذبہ پر موقوف ہوتا ہے۔ جو بندہ جس قابل ہوا سے وہی کام دیا جائے۔ ہر کام کرنے والے کی تحسین کی جائے۔ دل جوئی کی جائے۔ معقول اجرت دی جائے۔ اس کی پیش کردہ تباویز پر غور کیا جائے۔ اس کی سفارشات پورے غور سے جانچی جائیں ماشاء اللہ! پھر اس دماغ میں نوبہ و عقلیں سوجھنے لگتی ہیں۔

کسی پیشے کو رذیل مت جان، کوئی پیشہ رذیل نہیں ہوتا اور غیر ضروری بھی نہیں، نظام کا نات کو چلانے کیلئے ہر پیشہ ناگزیر ہے۔

فن کار کی تحسین فن کی ترقی اور تحقیر تنزل کا باعث ہوتی ہے۔ ہم نے کپڑا بننے والے کو جولاہا، پاؤلی، کا بی کا اور نہ جانے کیا کیا کہا؟ اس تحقیر نے اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اس کا فن مذموم ہے اور کوشش کی کہ فن اس کی نسل میں جاری نہ رہے۔ فروغ دینا تو درکنار وہ تفقر ہو کر اس سے دامن چھڑانے کے درپے رہا۔ ان تحقیر آمیز کلمات نے اس بے چارے کو کھٹھی تک مدد و رکھا اور دور حاضر کی پارچہ بانی کی تمام کلیں تحسین ہی کا شہرہ ہیں۔ آدمزاد کی ستر پوشی کے معاون کو مکین و ذلیل قرار دینا کسی بھی طرح محسن نہیں۔

ہمارے دور اخستان کے کمالات اور اک میں نہیں آسکتے۔ ڈھا کے کی مملکا کا پورا تھان انگوٹھی میں سے گز رجاتا، ناریل میں بند ہو سکتا۔ حوصلہ افزائی تو ہماری کس نے کرنی

تھی، انگوٹھے کاٹ کر صنعت کو ملیا میٹ کر دیا۔

جدید دور تمام ترقی کے باوجودویے نادر نہ نہیں ابھی تک پیش نہیں کر سکا۔  
میں تمکنت کا انحصار قومی کردار اور صنعت و حرفت پر موقوف ہے۔ اگر تنخ بنانے  
والے لوہار کی دل جوئی کی جاتی تو کوئی وجہ ہی نہ تھی کہ وہ بکتر بندگاڑی اور طیارہ تیار کرنے  
میں اپنے کسی حریف سے چیچھے رہتا۔

قومی کردار بلند کرو

صنعت و حرفت کو فروغ دو

بہی دو صفات سیادت و قیادت کی امین ہیں

مزدوری قابل فخر کسب ہے

مبانے صحیح سوریے مزدور ہی کی پیشانی کو چو ما مشاء اللہ

شیم نے مزدور ہی کے جسم الوجود کو تروتازگی بخشی!

عید کے دن بھی مزدور کی عید نہیں ہوتی..... حسب محول مشغول رہتا ہے

مزدور کی تحسین کر، محنت کی داد دے اور کسی بھی رنگ میں نفرت مت کر۔

ہر منصوبہ کو مزدور نے عملی جامہ پہننا کر پایہ تکمیل تک پہنچایا لیکن تحسین و داد سے محروم ہے۔

مزدور کا احترام آدمیت کا احترام

مزدور کی محنت کی داد انسانیت کا تقاضا اور

مساوات بشریت کی تکمیل ہے!

خلاصت انسانیت کی وہ صفت و سفارش ہے جو کبھی نظر انداز نہیں ہوتی۔

غریب کا وفاداری و خوداری و غیرت میں پہلا نمبر ہوتا ہے۔

غیرہ انسانیت کا نمونہ  
 شرافت کا دیوانہ  
 ادب کا پروانہ  
 اخلاق کا پیانہ  
 دین کا مستانہ اور  
 درود لکھنے کا آستانہ ہوتا ہے

فقیروں کا تذکرہ کسی بھی طرح امیروں کے تذکرے سے کم نہیں ہوتا، فوق الوری ہوتا ہے۔ افسوس، نظر انداز کیا جاتا ہے۔ کرنے والی چیز تو فقراء کا تذکرہ ہے نہ کہ امراء کا۔ ابے امراء کا بھی کوئی تذکرہ ہوتا ہے؟ امراء ہی کے نام قلمبند کئے جاتے ہیں۔ امیر عیش پرست ہوتے ہیں، صاحب تذکرہ نہیں۔ ہستی دہر میں نامور تذکرہ فقیروں کا ہے امیروں کا نہیں۔ خصلت کی دنیا میں سرفہرست فقراء ہی کا تذکرہ رہا۔ اول و آخر ظاہرو باطن کا تذکرہ فقراء ہی کو ورشہ میں ملا۔

بڑے آدمی کبھی ظلم نہیں کرتے، کسی سے زیادتی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی سے انتقام لیتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے درگزر کرتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں۔ انہی خصائی کی بنا پر انہیں بڑا کہا جاتا ہے۔ گھٹیا درجے کے کام کبھی نہیں کرتے اور نہ ہی ان کو زیب دیتے ہیں۔ رشوں سب سے گھٹیا درجے کا کام ہے۔

مزدوری کسی بھی طرح کی ہو کوئی عار نہیں۔ چوری اور رشوں کسی بھی رنگ میں ہو گار ہے۔

رشوت، سود، جواء

بجل اور بھیک

انسان کی شرافت کو پامال کر دیتے ہیں

ان برائیوں کو اختیار کر کے آدمی کا مل، بزدل، آرام طلب اور خود غرض بن جاتا ہے اور بالآخر قدر ملت میں گر کر اپنے دشمن کے آگے گردن جھکا دیتا ہے۔ ایک غیرت مند انسان ان برائیوں کے مقابلے میں موت پسند کرتا ہے۔

شیطان کے سر پر سینگ نہیں ہوتے، مموم خصال کے باعث ہی شیطان شیطان ہے..... ورنہ یہی شیطان جب اوصاف حمیدہ کا حامل تھا، معلم الملائک

تحا۔

اللہ نے اپنی رحمت، برکت، فتح و نصرت کے نزول کے بین اصول وضع فرمائے اور وہ کروار و خصالیں ہیں۔ فرمایا ”یہ اخلاق پیدا کرو یہ کروار پیدا کرو یہ خصالیں پیدا کرو“ بے شک کروار کے بغیر ایمان مردوں کی منڈی میں کوئی قیمت نہیں پاتا۔ کروار اگرچہ کتنا بلند ہو، ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

یا اللہ! جن بندوں کو تو نے کروار بخشنا ہے ایمان بھی بخش۔ یا حی یا قوم آمین۔

کروار کے ساتھ ایمان اور

ایمان کے ساتھ کروار لازم و ملزم ہیں۔

کسی کو پہلے کروار عنایت ہوا پھر ایمان،

کسی کو پہلے ایمان پھر کروار۔

کروار بلا ایمان اور ایمان بلا کروار نہ مقبول الفطرت ہے نہ مقبول الاسلام۔

ہربات پر بحث

ہربات پر تنقید

ہربات پر نکتہ چینی

ہر کسی کو حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھنا ہرگز اسلام کی تعلیم نہیں۔

ہربات کا جواب کتاب و سنت کے مطابق دو۔ کوئی مانے خواہ نہ مانے، سنانا فرض ہے، منانا فرض نہیں۔

کوئی بھلائی ایسی نہیں جس کا کہ قرآن کریم میں حکم نہیں دیا گیا اور کوئی برائی بھی ایسی نہیں جس سے منع نہیں کیا گیا۔

احکام میں بحث کی گنجائش نہیں۔ جس نے کی، ناکام رہا۔

دین کی تبلیغ میں اندا کا باب نہیں ہوتا، کتاب و سنت کے مطابق اتباع ہوتی ہے۔

جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی، قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصولوں پر جمل کر کی۔ ترقی کے تمام اصول قرآن ہی میں ہیں، کسی اور کتاب میں نہیں۔

کامیابی کے تمام اصول قرآن کریم میں ہیں۔ جو بھی دنیا میں کامیاب ہوا، یا آئندہ ہوگا، قرآن ہی کے مطابق عمل کر کے ہوگا۔

ساری عمر دنیا کی مذمت کرتے گزری خود دنیا کی ایک بھی چیز نہ چھوڑ سکے۔ اسی طرح لوگوں کو برائی سے باز رہنے کی تلقین میں عمر گزار دی، خود بالکل باز نہ رہے..... ہمارا یہ حال اصلاح طلب ہے۔

یہ کتاب قرآن کریم، قرآن حکیم، قرآن مجید، فرقان حمید اللہ کی کتاب ہے بندوں کو زندگی گزارنے کا پیغام سناتی ہے۔ زندگی کا جو ضابطہ اسلام نے پیش کیا کسی اور مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ نہایت سادہ، سهل، مقبول الفطرت اور ہر کوئی ہر حال میں آسانی

سے اپنا سکتا ہے۔ اس کتاب کو پڑھا گیا، حفظ کیا گیا، قرأت کی دلکش طرزیں جاری کیں، ریشم کے رو مالوں میں پیٹ کر الماریوں میں رکھا گیا، تفاسیر لکھی گئیں، مختلف موضوعات پر بحث کے لئے آیات منتخب کی گئیں لیکن وائے افسوس! اس کتاب پر عمل نہیں کیا گیا۔ اس کتاب میں ہر شے ہے، ہم نے کسی بھی شے کو اس میں نہیں شوٹا۔ اگر اس کتاب پر عمل کیا جاتا تو مسلمان کو ایسے دن دیکھنے کبھی نصیب نہ ہوتے۔ مسلمان نے اللہ کو مانا، اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا، اس کتاب کو مانا، لیکن نہ معلوم کیوں اس بیچارے کو اس پر عمل کی توفیق نہ ہوئی۔

یا اللہ! اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی نبوت و رسالت کی عزت و ناموس کے صدقے، اپنے اس بھولے بھالے مسلمان کو اپنی کتاب پر سو فیصدی عمل کی توفیق بخش یا ہی یا قوم آمین۔

یا ہی یا قوم! تیرے لطف و کرم سے تیرے حبیب اقدس و اکمل واجمل و اطیب و اطہر روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو تیری کتاب قرآن عظیم و کریم و حکیم پر عمل کی توفیق نصیب ہو یا ہی یا قوم آمین!

ہم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے۔ بالکل نہیں کرتے۔ اسی لئے کسی حقیقت کے راز کو نہیں پاسکتے۔ اگر ہم اپنے علم پر عمل کریں تو کسی اختلافی مسئلے کو کبھی اتنا نہ کریں۔ عمل کے نشے میں مخور رہیں اور طلت اسلامیہ کے ہر معاملہ میں اخوت، اتحاد اور محبت کو فروغ دیں۔

ہماری یہ بے سند اور دل آزار باتیں صرف بے عملی ہی کی بدولت ہیں اور ساری دنیا میں چند گنتی کے بندے ہوں گے جو اپنے علم پر عمل کرتے ہوں گے ورنہ سب کے سب جو کہتے ہیں کرتے نہیں۔ کہتے سب کچھ ہیں کرتے کچھ بھی نہیں۔ عمل کے نور کی ضیاسا لک کی

راہ کروشن رکھتی ہے کبھی تاریک ہونے نہیں دیتی ورنہ اس راہ کی تاریکی کوئی اور اجالاً کبھی روشن نہیں کر سکتا۔

یہ امت ساری امتوں میں چنی ہوئی امت ہے۔ اس کے پاس علوم و فنون کے خزانے ہیں۔ قرآن ہے، تفسیر ہے، حدیث ہے، شرع ہے، فقہ ہے، اصول ہے، قانون ہے، منطق ہے، ادب ہے، میزان ہے، تحریر ہے، تقریر ہے، ہرشے ہے لیکن علم پر عمل اور عمل پر استقامت نہیں اور کسی کو بھی نہیں۔ نہ معلم کو، نہ ان کو ہے نہ ان کو، اگرچہ ہر کوئی اس کا ذعوییدار ہے۔

کسی کام کو عزم بالجرم سے کرنے کیلئے ایک بات کافی ہوتی ہے۔ سمجھانے کے لئے بار بار کہی جاتی ہے اور کافی بار کی جاتی ہے۔ جو کریتا ہے مکادیتا ہے اور تمہاری کبھی مکتی ہی نہیں۔ ایک ہی بات کی بات کے جاری ہے ہو۔ نہ باز رہتے ہونہ شرعاً تے۔

قرآن کریم کا ہر حکم عین حکمت پہنچی اور سب بندوں کی بھلانی کے لئے ہوتا ہے۔ سنت نے حکم کی تائید کی، ضمیر نے تقدیق کی، بتا! پھر کیا شک باقی رہا۔

تمہاری باتیں سن کر سننے والے شرمندہ ہوئے نادم ہوئے یہاں تک کہ بہمن ”رام رام“ چپنے لگا پر تو کبھی نادم نہ ہوا۔ اپنی ہٹ پڑنا رہا۔ اور اپنی کسی بات پر کبھی پورا نہ اترा۔ یہ تیری گراوٹ کی حد نہیں تو کیا ہے؟

دن نکلتے ہی رڑکی ہوئی لسی کو رڑکنے لگ جاتے ہو۔ جب تک تحک کر ہاں نہیں جاتے رڑکتے رہتے ہو۔ بھلا رڑکی ہوئی لسی سے مکحن حاصل ہو سکتا ہے؟

کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی رث لگائے ہوئے ہو۔ وہی بار بار دھرائے جاتے ہو۔ اور ”پرم سلطان بود“ کے نعرے سے دل کو بھلائے جاتے ہو۔ بہنے کا نام تک نہیں

لیتے۔

تیری ہربات میں صرف نام باقی ہے کام باقی نہیں حالانکہ کام ہی کی بدولت نام  
باقی رہتا ہے

کرنے والے کے لئے تیرے یہ سارے کام ایک ہی دن کے کام ہیں، مردوں  
کے لئے ایک دم کے..... اور تو نے صدی گزار دی!

جب کوئی بھی مہلت باقی نہ ہی تو پھر کیا کرے گا؟

جب یہ کام ہر کام سے افضل ہے تو کرتے کیوں نہیں؟ اسی طرح جب یہ برائی ہر  
برائی سے بدتر ہے تو کرتے کیوں نہیں؟

ہر قسم کی ہربات کر چکے کوئی کسر باقی رہ گئی ہے تو وہ بھی کرو۔ بات کا رآمدہ  
ملقات۔ بتا تیری کسی بھی بات سے کیا حاصل؟ کوئی امید افزاء نتیجہ برآمدہ ہوا..... تم بولتے  
ہو لوگ سنتے ہیں۔ جب چپ ہو جاتے ہو لوگ بھی خاموش۔ اللہ کے دین میں کسی بھی  
اخلاق کو اپنا۔ اور ضرور اپنا۔ صرف باتوں ہی پا اکتفانہ کر۔

جسے تو دین میں کہتا ہے اسی میں تجھے بات بات پا اختلاف ہے اور سب اختلاف  
ہمارے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں۔ فرقہ فرق سے ہے اور ہر فرق کے موجود..... ہم۔ اگر ہم  
فرق نہ کرتے کبھی فرقوں میں نہ بنتے، سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط قہارے رکھتے اور ہمیشہ  
دنیا میں کامیاب ہوتے۔

تبليغ کی راہ میں جب دنیاوی مسائل داخل ہوئے، سیاست کھلائی۔ تبلیغ مبلغ کے  
حال پر روئی اور کہا کہ تو کاذب ہے۔ اللہ کے لئے گھر سے نکلا تھا، غیر اللہ کے کاموں میں  
مصروف ہو گیا، اسی لئے تبلیغ کی بركات بھی رخصت ہوئیں۔

بے کسی کی حد ہو گئی ..... بے بھی کی بھی حد ہو گئی ..... اللہ اللہ، نفع کی سرخوشی نہ زیاد کا احساس! رات کی تاریک وحشت، طوفان کی غضبناکی، موجودوں کا تلاطم، گرداب کی پھنکار ..... ہوا مخالف، ناؤ شکستہ، باد بان بوسیدہ ..... ملاح با ہم دست و گریاں! یا حی یا قیوم برحمتک استغث!

تیری قدرت ہی سے تیرایہ پڑ لئے گلنا ہے  
بھر میں بیڑوں کے ملا جوں کا آپس میں دست و گریاں ہونا کہاں کی عقل مندی  
ہے؟ اپنے بیڑے کو ہنور سے بچا۔ گرداب سے ہٹا۔ چبڑا اور ساحل پر پہنچا ..... بیڑے کی  
منزل ساحل ہے ساحل کی طرف متوجہ ہو۔ اگر ہو سکے کسی کو سہارا دے ..... کسی گھری ہوئی  
کشتنی کو گرداب سے نکال ..... یہ ہے مرد انگی کا جو ہرنہ کہ با ہم دست و گریاں ہونا!  
مسلمان مسلمان سے متخذ نہیں، ایک مطلب دوسرے مطلب کی طرف متوجہ  
ہے۔ ہربات اور ہر ملاقات میں جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد کا عنصر کسی نہ کسی انداز میں  
موجود رہتا ہے۔ کوئی بھی ایسا نہیں جو امارت و امامت سے بے نیاز ہو۔ کسی نہ کسی روپ میں  
اسی جنون کا مجنون بنا رہتا ہے۔

گلی گلی میں مرکز کا قیام اس بات کی دلیل ہے کہ ہم ایک دوسرے سے متفق نہیں  
نہ ہی کسی سے محبت کرتے ہیں۔ بندے بندے نے ہر گھر میں ایک بستی بسانی ہوئی ہے کئی  
ایک گھروں میں دو دو۔ کوئی جماعت دوسری سے متفق نہیں۔ نہ اللہ کا ذکر مقصود ہے نہ دین کی  
تبیخ اور نہ ہی مخلوق کی خدمت، ہر معاملہ میں اپنی ہی ذات مقصود ہے۔ کچھ رہے نہ رہے  
میری ذات ہر ذات پر حاوی رہے۔

دین رہے نہ رہے، بھاویں کچھ بھی نہ رہے، میری انا قائم رہے ..... پھر مجھے کسی

کی کوئی پرواہ نہیں نہ ہی کسی بات کا غم۔

اللہ سے ڈر۔ تیری ذات میں تیر اپنا ہی نفس جلوہ گر ہے، اس کی مخالفت کر۔  
بات بات پڑھ۔ ہر بات پڑھ۔ جو خود نہیں کرتا دوسرا کے کومت کہہ۔  
ذکر تو ہر کوئی کر سکتا ہے، کوئی مشکل نہیں البتہ نفس کی مخالفت بہت مشکل ہے۔ کوئی  
بندہ ایسا نہیں ملا جو اپنے نفس کا مخالف ہو۔ زبان پر ہر شے عملہ کچھ بھی نہیں۔

نفس کی مخالفت طریقت کا اولین مقام ہے۔ بات بات پڑھ اور ہر بات پڑھ مخالفت  
کر۔ نفس بڑے سے بڑے مجاہدہ کی تاب لاسکتا ہے مگر ملامت کی خجالت کی نہیں۔ خجالت  
نفس کی مخالفت کا وہ حریب ہے جسے پا کر کبھی جانہ نہیں ہو سکتا۔ سہم جاتا ہے، سکنے لگتا ہے  
بالآخر نادم ہو کر دم توڑ دینا ہے۔

تیرے اندازوں کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ تیرے سارے اندازوں اسرار تھے، پرانوں انصار  
تھے اور تو اپنے اندازا پنے ساتھ ہی لے گیا کوئی تو چھوڑ کر جاتا۔ تیر ایک غلام کو اونٹی پر سوار  
کر کے نکیل تھا میں پیدل چلانا مساوات کی اور انداز جہانبانی کی اختیار تھی!  
یہ کیا تھا؟ میکدہ بوت کے جام کی مدھوٹی۔ تو نے اتنی پی اور ایسی پی کہ پی کر اپنے  
نفس کو لتا ڈیا اور شیطان کو پچھاڑ دیا۔

### ساوات:

اے میرے اللہ کے دین اسلام! تیرے شیدائیوں کے کس کس قصہ کو بیان کریں۔  
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ المؤمنین جب اپنے غلام کے ساتھ بیت  
المقدس کا سفر کر رہے تھے تو ایک منزل آپ اونٹی پر سوار ہوتے اور دوسری پر آپ رضی اللہ عنہ

اپنے غلام کو سوار کرتے اور خود اونٹی کی مہار تھا میں آگے چلتے تھے۔ جب شہر کے قریب پہنچتے ہیں تو سواری کی باری غلام کی آجاتی ہے۔ غلام اصرار کرتا ہے کہ منزل ختم ہونے کو ہے، لوگ حضور کے استقبال کو آئیں گے اور یہ زیب نہیں دیتا کہ عرب کا ایک گنام بدوس (آپ کا غلام) اونٹی پر سوار ہوا اور آپ ربِ اسرائیل پکڑے آگے آئے چلیں۔ آپ نے عدل و مساوات کی حد کر دی اور غلام کی ایک نہمانی۔ اسے باری کے مطابق اونٹی پر سوار کیا اور خود آگے آگے چلتے رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی ساری تاریخ میں کہیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ ایک خلیفہ وقت (بادشاہ) سواری کی عکیل پکڑے آگے آگے چل رہا ہوا اور ایک غلام سواری پر سوار ہو۔

تاریخ اسلام اور تاریخ انسانیت دونوں کے لئے حضرت عمر بن الخطاب نے عمل کے ایسے نمونے چھوڑے ہیں جن کی چمک قیامت تک قائم رہے گی کبھی مدھم نہ ہو گی اور کبھی ختم نہ ہو گی واللہ باللہ، تاللہ، ماشاء اللہ انسان تو کیا، جانور بھی عمر بن الخطاب کے مامورات و منہیات کے قدس کا احترام کرتے ماشاء اللہ۔

عمر بن الخطاب شیطان کے لئے کوڑا اور مساوات کے علمبردار ہیں۔ مساوات، انسانیت کے احترام اور عدالت کی حد ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور اس حد تک نہیں پہنچ سکا۔

عرب کے ایک بد کو یہ جرأت حاصل تھی کہ بھرے مجمع میں یہ کہہ دے کہ ایک چادر میں عمر بن الخطاب کا کرتہ نہیں بن سکتا تھا دوسرا چادر کہاں سے آئی؟

عمر رضی اللہ عنہ نے اس جسارت کی تھیں کی اور ان کی جبین پر شکن تک نہ آئی۔ سائل کے سوال کا پورا جواب دے کر مسلمین کیا کہ دوسری چادران کے بیٹے کی تھی جو اس نے ان کو دے دی۔

لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کا پرناالہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گرتا ہے جس سے لوگوں پر بھیپنیں پڑتی ہیں اسے اکھڑوا دیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھے بغیر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور لوگوں کی تکلیف کے احساس اور شکایت کی بنا پر پرناالہ اکھڑوا دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ

”اے عمر رضی اللہ عنہ! اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! تجھے معلوم ہے کہ وہ پرناالہ جوتونے اکھڑوا دیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا تھا تو اے اکھڑوا کر زیادتی کی ہے“

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پانٹھے زمین پر بیٹھ گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ اور اس پرناالہ کو دیں گا ڈو جہاں سے اسے اکھڑا گیا تھا اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے کہ اتنی اچھی سیری ہی تھیں مدینہ بھر میں نہیں مل سکتی

یہ حکم بھی صرف عمر رضی اللہ عنہ نے ہی دیا کہ کوئی گورنر اپنے گھر کے آگے ڈیوڑھی نہ بنائے، جو بھی آئے بلا جھگ داد پائے، گھر کے درہ بیشہ کھلے رہیں اور در پر در بان نہ ہو۔



## عدل

جنگلوں میں چڑا ہے کہتے "کون خلیفہ صالح پیدا ہو گیا ہے جس کے عدل کی بنا پر بھیڑیے بکریوں کو نہیں چھیڑتے"

موئی بن اعین فرماتے ہیں کہ ہم کرمان میں بکریاں چراتے تو بھیڑیے ساتھ ساتھ چلتے..... کوئی گزندہ پہنچاتے ایک روز ایک بھیڑیے نے بھیڑ پر حملہ کر دیا، ہم نے سوچا کہ آج امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، تحقیق کی تو ایسا ہی لکلا۔

(تاریخ اخلفاء از امام سیوطی جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۲ / ۲۳۵)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جریل میرے پاس آئے اور کہا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر اسلام روئے گا۔

بے شک عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ آپ کے دور خلافت میں کسی بھیڑ کو بھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ کسی کی فصل میں قدم تک رکھتی۔ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا جگل میں ایک گذریے نے دوسرے سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ آج انتقال فرمائے گئے۔ اس نے پوچھا تھے اس کی کیوں کر خبر می؟ جواب دیا: میری بھیڑیں آج دوسروں کی فصلوں میں چلنے گئیں۔

عمر رضی اللہ عنہ علی کے نمونہ کو قیامت تک کسی کا کوئی نمونہ مات نہیں کر سکتا۔ امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کے پاس دس سال تک مینڈھے کی کھال کا ایک ہی گلزارہ۔ اسی پر آپ سوتے، اسی پر نماز ادا کرتے اور اسی پر اونٹ کو چارہ ڈالتے۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ اسلامی سلطنت کے فرمانروا ہو کر بھی نان جویں اور

سادہ پانی کے سوا کوئی غذا استعمال نہ کرتے۔

خلافے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم السلام اجمعین کی زندگیاں غیر معمولی، مسنون، مستحسن اور ساری امت کے لئے مشعل را تھیں اور یہ سنگ میل کی طرح آپ کے پیش نظر رہیں۔

خلافے راشدین کے گھروں میں صرف کھانے پینے کی چند چیزیں ہوتی تھیں اور کوئی بھی شے نام کو بھی نہ رکھتے۔

صلی اللہ عزوجلت علیہ رضا

عمر رضی اللہ عزوجلت علیہ

عثمان رضی اللہ عزوجلت علیہ اور

علی رضی اللہ عزوجلت عطا ہوئی (حد درجے کی عطا ہوئی) اور بدرجہ آخر عنایت ہوئی پھر ان کے بعد کسی کو بھی اور کسی بھی زمانے میں یہاں تک رسائی نہ ہوئی۔

مومن کی عظیم خصلت: حیا

ایمان حیا کو پا کر قوی العزیز بنا

جس بھی میدان میں گرجا، حیا ہی کی بدولت گرجا

جب بھی کسی مقابل کو پچھاڑا، حیا ہی کی قوت سے پچھاڑا۔

ہر تذکرہ خصلت کا تذکرہ ہے، شخصیت کا نہیں۔ اور شخصیت کے پس پردہ خصلت کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔

نفاست فطرت کی پسندیدہ خصلت اور کسی کو بھی ناپسند نہیں۔

نفاست انسانیت کی مقبول عام فطرت ہے۔

نفاست اپنے فاعل (نفاست پسند) کو بھی فراغت سے بیٹھنے نہیں دیا کرتی،  
ہر وقت کسی نہ کسی انداز میں مصروف رکھا کرتی ہے۔

نظامت کی نفاست: اپنے کمرے کا جائزہ لے، کمرہ ہی دل کی تربجانی کرتا ہے۔

اپنے دفتر کو دیکھ

جو شے وہاں رکھنے کے قابل نہیں، وہاں بالکل نہ ہو

جیسے قاتومسودوں کے ڈھیر

بے صرف فائنوں کے تھے

اور بے کار کاغزوں کے پلندے

تیری میز پر ایک بھی ایسی شے نہ ہو جو تیرے دفتر کی ضروری زینت نہ ہو

گویا مرغ ذبح کر کے گوشت لے لیا اور

بال، کھال، آنتیں، ہڈیاں، نجاست، غلاظت، ہر شے باہر جوں کی توں۔

تیرے دفتر میں ہر شے کے لئے ایک مقام مقرر ہو۔ اور یہ مقام کبھی نہ بدلتے۔

عملہ کو معلوم ہو کہ یہ چیز یہاں رکھی ہے

ہر کتاب ہر فائل اور ہر شے اپنے اپنے مقام پر نمایاں ہو

یہاں تک کہ پن کش بھی

یہاں تک کہ جیب میں موجود گھڑی اور قلم۔

تلash میں ہی ہفتے نہ لگ جائیں

اور یہ سب باقیں

ذمہ داری کے شوق سے ہی مکن ہیں۔

تیری محنت ..... تیرا مکتبہ

اور ..... شوق

لگن

کا آئینہ دار ہو

نے نمبر لگانا

فال میں بنانا

غیر ضروری اشیا کو جلانا

اور

روز کا کام روز پینانا

تیرے مکتبے کی فہارس ..... مکمل ہوں

تفاصیل ..... تازہ ترین

اور اشاریے ..... جامع۔

عرق ریزی کر

دماغ سوزی کر

کبھی جھین سے نہ بیٹھ۔

صاحب فن ہر چیز کو ایک ہی نظر میں دیکھ کر تیری محنت کی داد پہ مجبور ہو۔

ایسے معلوم ہو کہ سب کچھ آج ہی بنایا ہے

اس دھن میں رہ اور اس لگن میں مگن

کہ

تیرا فتر ..... ہر دفتر کے لئے معیار ہو۔

اور دفتری تنظیم کا شاہکار ماشاء اللہ!

کسی خصلت کا نمونہ پیش کر اور

نمونہ میں خصلت کا نور کا فرماء ہوتا ہے، کبھی بے نور نہیں ہوتا۔

خصلت کی کسی کو کثرت پورا نہیں کر سکتی ..... کسی بھی خصلت کی کسی کو کوئی کثرت کسی  
پورا نہیں کر سکتی۔ خصلت پیدا کر، کثرت کوئی چیز نہیں۔

خصلت، کثرت پر فوکیت رکھتی ہے۔ بازار دنیا میں جو مقبولیت قلیل خصائص صالحة  
کو ہو جاتی ہے، کیسا اعمال ناقصہ کو نصیب نہیں ہوتی۔

کثرت کوئی شے نہیں اور خصلت میں ہر شے ہے۔

خصلت کبھی تہا نہیں ہوتی، کبھی اکیلی نہیں رہتی، بحقی بھی نہیں۔ گھک کر بسا کرتی  
ہے۔ شہر بنا کر رہا کرتی ہے۔ اور شہر ہی کے نام سے منسوب ہوتی ہے۔

اخبار بینی ..... نکتہ چینی

بڑی صفت ..... نکتہ چین مبتبن

انسانی کردار کے بعض نمونے اس قدر اللہ کو پسند ہوتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ  
انہیں اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے اپنے نیک بندوں کی زبانوں پر ہمیشہ زندہ رکھتے  
ہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا آڈٹ، اللہ اللہ ماشاء اللہ، خلفاء و امراء کے لئے  
سگِ میل۔ ہو سکتا ہی نہیں کہ کوئی اس پر پورا اترے۔ پورا تو کجا، عشر عشیر تک بھی ممکن نہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آڈٹ کے وہ نمونے پیش کئے جن کی نقلیں اپنا کر

اقوام عالم نے (مسلمان تو نہیں بننے پر) مسلمان کے کردار کے عملی نمونے پیش کئے اور جهان بانی کی تمام ادائیں ان پر چھائیں۔

کردار کی کمی کو کوئی عبادت پورا نہیں کر سکتی اور کردار عبادت کی کمی کو یکسر پورا کر دیتا ہے۔ جتنی بھی قومیں دنیا میں بلند ہوئیں کردار ہی کی بدولت ہوئیں۔ جس قوم کو اللہ اپنی دنیا میں بلند فرمانا چاہتے ہیں، اسے بلند کردار عنایت فرماتے ہیں۔ یہ کردار تیرا کردار نہیں۔ تیرا کردار ساری دنیا کے لئے ایک نمونہ ہو اور تیرے کردار کی رفتت کو کوئی مات نہ کر سکے۔ سبی خودی اور سبی بے خودی ہے۔

ہر شے گرے، گر اکرے، خودی کا وقار بھی نہ گرے۔ اور خودی کے پاس بان خوددار ہوتے ہیں، کسی حیل و جلت کو خاطر میں نہیں لاتے۔

اے اونو جوان مسلم! تیرے گھوڑے کی گردن سے آگے کوئی گردن نہ ہو۔ کسی اکھاڑے میں کوئی تجھے پچھاڑنہ سکے اور نہ ہی کوئی تجھ سے آگے نکل سکے۔  
تیرا کردار بلند اور مقبول الاسلام ہو۔

محض باتوں سے کیسے راب راضی ہوا! رب کی مرضی کے مطابق چلیں۔ ہر حال میں، جس میں بھی اللہ رکھے، شکر کریں رب راضی ہے ماشاء اللہ! تیری اپنی کوئی مرضی نہ ہو، تیرے رب کی مرضی ہی تیری مرضی ہو۔ مقام رضاسلوک کی منزل کا ابتدائی اور بنیادی مقام ہے۔

شکر بندگی کا بلند و بالا مقام ہے، صبر میانہ اور رضا اونٹی۔

ف: بندہ اگر صبر نہیں کرے گا تو کیا کرے گا؟ شکوہ صبر کے اجر کو کھا جاتا ہے لیکن کسی نقصان کی تلافی نہیں کرتا۔ یہ شرف اللہ نے صرف شکر ہی کو بخشنا ہے۔

شکر بلا کوتا دم

شیطان کو کھینا نہ اور  
رضا کو راضی کرتا ہے  
اور یہ مقام کسی اور صفت کو حاصل نہیں۔

طریقۃ الاسلام اور  
نفرانی اللہ کا بلند ترین مقام شکر ہے اور جملہ مقامات اس کے تابع۔

شکر عبدیت کی بندگی اور معبودیت کا دلپسند اخلاق۔

توکل، رضا، شکر، صبر..... ایک ہی خصلت کے مختلف نام و مدارج ہیں۔

متوکل کے پاس کوئی زاد را نہیں ہوتا صرف اللہ ہوتا ہے۔ ایک متوکل جنگلوں کی سیاحت کیا کرتا تھا اپنے ساتھ صرف ایک مشکیرہ اور ایک عصار کھتا۔ ایک جنگل میں اپنے عصا کی تیک لگائے آرام فرمرا تھا کہ موت آگئی۔ ایک مدت اسی عصا کے سہارے وہیں کھڑا رہا۔

گویا حال نے عملی غمونہ دے کر حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے واقعہ کی تصدیق کر دی اور ثابت کر دیا کہ حال ماضی کا شاہد ہے۔ جس نے ماضی کو دیکھنا ہوا حال کو دیکھے۔ جو شے ماضی میں تھی حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں تو ماضی میں بھی نہ تھی۔ البتہ حال کو ماضی پر فضیلت حاصل ہے۔

حصلت کی کشش توجہ کھنچ لیتی ہے نیز خصلت توجہ کا مرکز ہے اور توجہ اپنے مرکز سے دور نہیں ہوتی۔

جو قول فعل اللہ رب العالمین کی بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام میں مقبولیت کا

شرف حاصل کر لیتا ہے، قیامت تک اللہ کے بندوں کی زبانوں پر زندہ اور باقی رہتا ہے۔ کسی بھی زمانے میں کبھی فنا نہیں ہوتا اور یہی باقیات الصالحات کی مقبول عام شرعاً ہے۔

۔۔۔

قول کی صدائیں کبھی فنا نہیں ہوتیں، ہوا میں معلق اور گونجتی رہتی ہیں۔ جس جذبے کے تحت بولی جاتی ہیں اسی جذبے کے ساتھ پوری آب و تاب سے قائم رہتی ہیں..... اور سوراخ نے ایسے کسی دلکش عنوان کو کبھی محوب نہیں دیا۔

ہم نے کب ان کو دیکھا؟ ان کی لکھی ہوئی کون سی کتاب پڑھی؟ ہم نے صرف ان کی خصلت کا تذکرہ سنا اور سنتے ہی لوٹ پوٹ ہو گئے۔ یہ تذکرہ اور اس قسم کے دیگر تذکرے صدیوں سے خاص و عام کے ورد زبان ہیں..... خصائص کے تذکرے پرانے نہیں ہوتے۔ انہیں سن کر کسی کا بھی جی نہیں بھرتا۔ سنتے ہی دل باغ باغ ہو کر خراج تحسین چیش کرنے لگ جاتا ہے۔

اے کوران تقلید کے مقلد! ان کی تقلید کرو اور کسی خصلت کا نمونہ پیش کرو۔ یہ دور باتوں اور کرامتوں کا نہیں، نمونے کا ہے۔ کوئی نمونہ پیش کرو، اللہ تجھے توفیق بخشد و ما توفیقی الابالله!

و شکل و شاہدت میں تو ہم ہی جیسے تھے پر خصلت میں زالے تھے!  
کوئی ایسا کام ضرور کرو کے جا جو تیرے چلے جانے کے بعد تیری نمائندگی کرو  
اور تیرے رب کی خلائق فیض یاب ہو اور یہی باقیات الصالحات کا حقیقی مفہوم ہے۔

نام کی پرواامت کرو..... کام سے گریز مت کرو!  
نام کوئی چیز نہیں..... کام کائنات کی روح روایا ہے

چنے ہوئے کاموں کے لئے چنے ہوئے بندے ہی مامور کئے جاتے ہیں ہر کوئی نہیں۔ اور چنے ہوئے بندوں کی عمدہ خصلت یہ ہوتی ہے کہ جب تک وہ اپنے کام کو جس کے لئے انہیں چنا جاتا ہے، نہایت خوش اسلوبی سے پورا نہیں کر لیتے کبھی آرام نہیں کرتے اور نہ ہی اس کام کے سوا کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

کرامت کوئی چیز نہیں کام پر استقامت ہی کا اصطلاحی نام ہے۔ کرامت کے خیال تک سے بے نیاز ہو کر کام میں مصروف ہو کر کام کے سوا کسی اور چیز کی کوئی خبر نہ رہے۔ یہ بہترین کرامت ہے۔

تیرا یہ شباب اے میرے نوجوان! تیری زندگی کی انمول دولت اور بہترین و مقبول ترین وقت ہے۔ اللہ کرے تیرا یہ وقت کبھی ضائع نہ ہو اللہ کے بہترین و مقبول کاموں میں مشغول رہے۔

جس نے جو بھی پایا..... کام ہی کر کے پایا  
عظیم کار کا اجر بھی عظیم ہوتا ہے۔

جو منزل عالم شباب میں اختیار کی جاتی ہے کامیاب ہوتی ہے۔ جب کوئی دنیا کے کسی بھی کام کے قابل نہیں رہتا، اس کام کو جو ہر کام سے افضل ہے، کیسے کر سکتا ہے، کما حقہ کیسے کر سکتا ہے۔

بڑے میاں! یہ کام جو تیری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا کائنات کے وجود و قیام کا ضامن ہے اور جب یہ کام (اللہ کا ذکر اور اللہ کے دین اسلام کی تبلیغ) ختم ہوا، کائنات کا خاتمه ہوا۔ اس کام کے لئے بڑھاپے کا انتظار نہ کر۔ جب ہاتھوں میں رعشہ، پاؤں میں لرزہ، ساعت و بصارت میں ضعف اور قوت میں کمی غالب آجائے تب تیرا اس طرف آنا کیا

انقلاب لاسکتا ہے؟ اس کام کو نظر اندازنا کر، ہرگز نہ کر، اس طرف آ، اسے اپنا، شیب کا انتظار  
نہ کر، شباب میں آ، اس میں جان کھپا، یہ ہے کیمیا۔

اور اے جان من! یاد رکھ ہم نے یہاں سدا نہیں رہنا اور نہ ہی لوٹ کر آنا  
ہے۔ آنے اور جانے پر واویلائی و اویلا اور پچھتا ہی پچھتا ہے۔

کام زندگی کا حاصل ہے، ہر کسی کو کام ہی کی بدولت اعزاز اور کام ہی کے عوض

انعام و اکرام عطا ہوتا ہے۔

شہادت کام ہی کے انعام کا اصطلاحی نام ہے۔ انسانی زندگی کی جو جدوجہد اللہ  
کے ہاں مقبول ہو جاتی ہے اور اللہ جسے سب سے بہتر انعام عنایت فرمایا کرتے ہیں، وہ  
شہادت ہے۔

جس کام کے لئے اے میرے نوجوان! اللہ نے تجوہ کو پیدا کیا ہے کر۔ اور امر و نہیں  
کا پابند ہو کر، کر۔ فرمائز وائی ہو یا سڑک پر روزی کوٹنا، اپنے کام کے سوا کسی اور طرف متوجہ  
مत ہو۔ تیرا کام تیرے رب کی قسم، تجوہ کو کامیاب کر دے گا ماشاء اللہ۔

اللہ کو یہ چیزیں بے حد پسند ہیں

دین کی تبلیغ اور

جماعت کی تنظیم

جو اسے اپنالے..... مقبول ماشاء اللہ

معیار تبلیغ

اللہ کی راہ میں نکلنے والے مبلغین اسلام پر واضح ہو کہ ملامت جس سے کہ آپ

گھرائے ہوئے ہیں، تبلیغ کی قدمیم ترین سنت ہے۔ تبلیغ الاسلام کے میدان میں جو شرف  
حضرات انبیا علیہم السلام کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں۔ کیا اللہ کا کوئی ایک بھی نبی ایسا ہوا جس  
سے لوگوں نے تمثیر نہ کیا ہوا اور جس کا نماق نہ اڑایا ہو۔

گویا..... ملامت پر صبر جیل اور شکر عبدیت کی محیل ہے۔

اپنی عزت کو دین کی عزت پر قربان کر۔ ہر قسم کی ملامت سے بے نیاز ہو کر اللہ کی  
راہ میں محدود منہج ہو۔ اپنے آپ کو اللہ کے رنگ میں رنگ۔ بے شک اللہ کا رنگ ہر رنگ پر  
 غالب اور ہر جامع مقبول ماشاء اللہ۔

مبلغ برداشت ہے اور متحمل

اللہ کی رحمت کردار پر نازل ہوتی ہے گفتار نہیں۔

شہزادہ کو نین مولائے حسین رضی اللہ عنہ کا کردار دین کی پیشوائی کا انصب معیار ہے۔  
شہزادہ کو نین مولائے حسین رضی اللہ عنہ نے درس دیا کہ میرے نانا کی امت میں  
شمولیت کے دعویداروں دنیا کا کوئی شغل تمہیں اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ سے کبھی نہ  
روکے۔ کوئی خوف و خطر تیری راہ نہ روک سکے۔ زہے قسم! اللہ کی دی ہوئی جان اللہ کی را  
ہ میں لٹکے۔

قبوں میں کوئی کام نہیں ہوتا قبروں والے قیامت تک پچھتا تے ہیں کہ دنیا میں  
کیوں کام نہ کیا اور تمام کاموں سے افضل کام اللہ کا ذکر اور اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔  
ساری دنیا کے کاموں سے مقبول ترین کام اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ  
ہے۔ اور یہ کام بندے پر ہر وقت اور ہر حال میں فرض ہے۔ ساری دنیا کے کاموں میں سے  
مقبول ترین کام اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ ہے اور اس سے افضل اور نافع کوئی کام

نہیں۔ اس کے دو مقام ہیں خاص اور عام

خاص وہ ہیں جو کلیتاً اس کام کے لئے فارغ ہیں کوئی اور کام نہیں کرتے۔ شب  
وروز اسی کام میں محدود نہ ہک رہتے ہیں۔ ہر وقت طرح طرح کی تداہیر سوچتے رہتے ہیں کہ  
کس طرح لوگوں کے اذہان سُکی کی طرف راغب ہوں اور کس طرح برائی کا خاتمہ ہوتا کہ  
اللہ کی زمین پر امن و سلامتی قائم ہو۔ باقی سب کے سب عام ہیں۔

ہر کوئی ہر وقت جہاں بھی کوئی ہو ہر قسم کے ظلم و زیادتی سے کلیتاً اجتناب کرے اور  
ہر معاملہ میں دینی ہو یا دینا وی اعلیٰ عدل و مساوات کو پیش نظر کر کے پس بھی وہ میزان ہے جسے  
سیدھی رکھنے کا اللہ رب العالمین نے حکم فرمایا ہے اور یہی دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کا حقیقی  
مفہوم ہے کہ ملت کا ہر فرد، صاحب ہو یا غلام، تاجر ہو یا کسان، سب کے سب ایک ہی مرکز  
پر تحد ہو کر طی و قوی تعمیر میں اجتماعی جدوجہد کریں۔ جوں ہی ظلم و زیادتی کا خاتمہ ہوا سمجھو  
عدل و مساوات قائم ہوئے اور امن ہو اماشاء اللہ لا قوہ الا بالله۔

جب کوئی اللہ کی عنایت کردہ طاقت کو اپنی طرف منسوب کر کے ظلم و جارحیت کا  
باب کھولتا ہے..... سلب کر لی جاتی ہے!  
ظلم و زیادتی سرداری و سروری کو کھا جاتی ہے۔

یا حسی یا قیوم اسمع واستجب اللہ اکبر اللہ الاکبر  
یا ذا الجلال والاکرام!

عالم کو عمل، مومن کو کردار، جاہد کو شجاعت، فقیر کو زہر و تقویٰ عنایت فرمایا یا یاقیوم  
آمین! نوازش تیری قدیم عادت ہے اسے پھر سے دہرا۔ تاریخ ایک مدت سے اس منظر کی  
 منتظر ہے یا ہی یا یاقیوم۔

روایات کہنہ تیری آبرو کی پا سبان تھی، منصہ شہود پہ لا اوہی آب وہی تاب ماشاء اللہ  
 تیرے آبا کے کردار میں دنیا نے وہ کچھ دیکھا جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہیں ملتی  
 حق پرستوں کو زہر پینا پڑا  
 تھی ریت پہ لیٹنا پڑا  
 بھڑکتی آگ میں کو دنا پڑا  
 کھال اتروانی پڑی  
 سولی پہ چڑھنا پڑا  
 دکھنے انگاروں پہ لیٹنا پڑا  
 شگی پیچھے پہ کوڑے سہنے پڑے  
 باز قلم کروانے پڑے  
 شیر خوار ذبح کرنے پڑے گرحق سے بازن آئے۔

حق جب بھی حقیقی روپ میں جلوہ گر ہوا، تہباطل سے ٹکرایا۔ کسی کثرت کو خاطر  
 میں نہ لایا۔ جمعیت سے ہرگز نہ ٹکرایا۔ زرو جواہر کو ایک ہی ٹھوکر سے ٹکرایا۔ موت کی  
 آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرایا اور..... خالق کون و مکان نے اسے ابدی حیات کا  
 مردہ جانفزا سنایا ماشاء اللہ۔

ایک جھوٹ چھپانے کیلئے نہ جانے کیسے کیسے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں  
 جھوٹ..... جھوٹ ہی ہے چھپانے سے کبھی نہیں چھپتا  
 حق..... حق ہے کبھی بھی دبائے سے نہیں دبتا، دب سکتا ہی نہیں خواہ کسی پھاڑ کی  
 غار میں دبادیا جائے آگ میں جلا دیا جائے نیست و نابود کر کے نشان تک مٹا دیا جائے

نکلوے نکلوے کر کے دفنا دیا جائے۔

دنیا بھر کی باطل قوتیں مل کر بھی حق کو مٹانا چاہیں تو کبھی مٹانہ نہیں سکتیں۔ حق کبھی  
نایب نہیں ہوتا اس کی نمودار کرہی رہتی ہے۔ بار و بن کر پھٹتا ہے، موج بن کر اجھرتا ہے،  
خیل بھار بن کر آگتا ہے..... اور حق کی تقدیر بن کر باطل کی تدبیر پر چھا جاتا ہے۔  
حق و باطل اپنا کوئی وجود نہیں رکھتے دونوں قوتیں انسانی کردار میں نمودار ہو کر  
ازل سے دست و گریاں۔ ابد تک رہیں گی۔

حق و باطل کی تکواریں بارہا آپس میں نکلائیں، ہمیشہ حق غالب رہا۔ نہ پہاڑ  
اس کی راہ روک سکنے نہ طوفان۔ انسانی تاریخ کا ایک ایک درق، پہاڑوں کی ایک ایک  
چوٹی، دریاؤں کی ایک ایک لہر، ریت کا ایک ایک ذرہ گواہ ہے کہ حق کے متواں سر بکف  
کفن بردوش میدان کا رزار میں نکلے اور نکلتے ہی رہے۔ ان کی بیت سے کفر و باطل کے  
ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جاتا۔ بڑے بڑے شہزاد و حق کا رب و جلال دیکھ کر تھرا اٹھتے!

حق نے طرح طرح سے اور ہر طرح سے اپنے نام لیواں کو آزمایا۔

کبھی آرے سے چڑوا کر  
کبھی شکم ماہی میں مجبوس کر کے  
کبھی بحث جھنکا کر  
کبھی جسم میں کیڑے ڈالوا کر  
کبھی مصر کے بازار میں بکا کر  
کبھی جیل خانے بھجووا کر

کبھی بے کسی میں آزمائ کر  
 کبھی تخت شاہی پہ بٹھا کر  
 کبھی حرامیں رلا کر  
 کبھی اور میں چھپا کر  
 کبھی احد میں دانت تزویا کر  
 کبھی عرش پہ بلا کر  
 کبھی نانامل اشیاء مل کے کندھوں پہ بٹھا کر  
 کبھی کربلا میں نیزے پہ چڑھا کر  
 کبھی بازو کٹوا کر  
 کبھی کھال کھنچوا کر  
 کسی سردار لٹکا کر  
 کبھی سرراہ لٹوا کر  
 مگر ہر بار حق نے  
 لہو کی ہر یونڈ  
 شہادت گہ الفت میں نجھڑ دی  
 منزل حق کے راہی نے اپنا راستہ بڑی شان سے طے کیا۔ نہایت ہی شان سے۔

## حق

کبھی زکریا..... کبھی مجی علیہ السلام

کبھی ابراہیم علیہ السلام..... کبھی موئی علیہ السلام  
 کبھی خبیب رضی اللہ عنہ..... کبھی عباس رضی اللہ عنہ  
 کبھی حر..... کبھی حسین رضی اللہ عنہ

### باطل

کبھی بخت نصر..... کبھی شداد  
 کبھی نمرود..... کبھی فرعون  
 کبھی یزید..... کبھی عمر و سعد

اس کا نام کچھ بھی ہو، آج تک حق کے آگے نہ پھرا نہ قیامت تک پھر سکے گا۔

انسانیت کا بلند ترین نمونہ صدق ہے اس پر کسی کو گزر نہیں الاما شاء اللہ

نمونہ میدان میں آتا ہے ٹکوڑہ لکھتا ہی ہے، مسل دیا جاتا ہے

صدق مدت سے صدق کا منتظر ہے اللہ کسی صادق کو میدان میں لائے اور صادق

ہی کسی صدق کا نمونہ پیش کر سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں۔ جب تک وہ میدان میں نہیں آتا

باطل کبھی گم نہیں ہوتا، ہو سکتا ہی نہیں۔

صدق آدمیت کا نمایاں ترین وصف

انسانیت کا بلند ترین نمونہ

بشریت کا عمدہ ترین کردار

دھوے دار..... زمانہ

کار بند..... شاذ و نادر

صدق مدت سے اور شدت سے اس کا منتظر ہے جو قول پر ثابت، عہد کا پاسدار اور  
اپنے بول کا پابند ہو۔ اس کا اور صرف اس کا نمونہ ہر نمونے کو مات کر سکتا ہے۔

کوئی بھی بندہ جب صداقت کا سبق از بر کر لیتا ہے۔ صفحہ ہستی پر صدیقیت کا مظہر  
اور اس کا ایک رکن گردانا جاتا ہے۔ صدیقیت کی تمام ادائیں اس پر چھا جاتی ہیں۔ اگر تام  
ہوتا نمونہ بن کر راہنمائی کرتا ہے۔ صدق باطل ختم کر دیتا ہے۔

”صدق صدق“ کہتے ہو حالانکہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے بعد  
دنیا میں چند گئے چند بندوں نے صدق کو اپنا عملی نمونہ پیش کیا۔

تین یا چار ہزار برس پہلے اللہ نے ایک جوان کو صدق کا نمونہ دینے کیلئے منتخب فرمایا  
ارض و سما کی ہرشے نے اس کے نمونے کو لبیک کہا اور وہ ایک راجہ تھا..... اسی طرح پانچ ہزار  
برس قبل ایک راجحہ کار کے عہد بالجزم کے نمونہ کو اللہ نے ہمیشہ کے لئے زندہ و قائم رکھا۔  
صدق کا تذکرہ اللہ کا تذکرہ ہوتا ہے، کسی بھی زمانے میں کبھی گم نہیں ہوتا، رہتی  
دنیا تک زندہ اور قائم رہتا ہے۔ جو گم ہو جائے تذکرہ نہیں کہلاتا۔

صدق کا تذکرہ اللہ کو اس قدر پسند ہوتا ہے مذکور کی یاد کو کبھی بھولنے نہیں دیتا اور  
اس کائنات میں چند گنتی کے تذکرے زندہ ہیں۔

آدمی کی بہترین نیکی اور بدترین برائی آدمیت کی رہنمائی و عبرت کے لئے ہمیشہ  
زندہ رکھی جاتی ہے کبھی فنا نہیں کی جاتی اور تاریخ عالم ان دو ہی خصلتوں کے مجموعے کا  
اصطلاحی نام ہے۔

فَاغْتَبِرُوا إِلَيْا وَلِيَ الْأَبْصَارِ (البقر)

تحقیق آدم سے لے کر آج تک تاریخ عبرت کی داستانوں سے بھری پڑی

ہے۔ بعض ملی ہوتی ہیں بعض قومی، بعض اجتماعی، بعض انفرادی۔ بہر حال عبرت ہی کی داستانیں ہوتی ہیں۔ لیکن، ہم میں سے کسی نے بھی، کسی سے کوئی عبرت حاصل نہیں کی، والا ماشاء اللہ۔

بندوں کی کری اور کبھی ہوتی باتیں تاریخ ہوتی ہیں اور بندے ہی تاریخ ساز ہوتے ہیں۔ اور تاریخ کے کہتے ہیں.....؟

اگرچہ برا ہے، فرعون بھی تاریخ کا ایک ورق ہے۔

کسی نے بھی یہاں نہیں رہنا۔ نہ جا بُرنے نہ مجبور نے۔ داستان زندہ رہے گی

حضرت ابراہیم علیہ السلام.....رجوع الی اللہ کی حد

اور فرعون.....کفر و شرک و شک کی انہا۔

ایک لاکھ چونیں ہزار انیا علیہم السلام میں سے تخلت کا مقام حضرت ابراہیم

علیہ السلام کو عنایت ہوا۔ ہر تعلق سے بے تعلق ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

فرعون ہے.....کلیم علیہ السلام نہیں

نرود ہے.....خلیل علیہ السلام نہیں

کلیم علیہ السلام اور خلیل علیہ السلام کے وارث! اپنے کردار سے وراثت کا ثبوت پیش کر۔

تیرے آبا کی خصلت تیری پیشوائی کے سوا اور کیا کام آسکتی ہے؟ زندگی کے

میدان میں کوئی اپنی خصلت پیش کر، دادا کے نانا کی خصلت پر مت اڑا۔

تاریخ کو مختلف انداز میں پیش کرنے کیلئے کیا کیا نمونے تیار کئے۔ انبیاء کرام

اور سلف صالحین کا پہلا نمبر ہا۔ بے شک ابن آدم کی تاریخ بڑی ہی دلچسپ ہے۔

اگر مصائب و آلام و امراض گناہوں ہی کی بدولت ہیں تو حضرت ایوب

صابر الینبی نبی تھے، معموم تھے کبھی بیمار نہ ہوتے اور اتنے نہ ہوتے کہ کیڑے کھا جاتے۔ ہر آدمی کے ساتھ جو کچھ بھی ہوتا ہے حکمت پر منی اور اس کی بھلائی ہی کے لئے ہوتا ہے۔ انہیاں کے رہنمائی کے لئے نمونہ کے طور پر ہوئے۔ مصائب و آلام کے تذکرے باقیات الصالحات ہوتے ہیں غیر معمولی انسان غیر معمولی مصائب و آلام میں گھرے ہوتے ہیں تاکہ آسائش میں محو ہو کر یاد سے کوتا ہی نہ کریں۔

تاریخ عالم کے اور اق اولاد آدم کے نو بنو اور نوع بنوں واقعات سے مزین ہیں ان میں سے اکثر واقعات نہ صرف انسانی کردار کی عظمت کے امین ہیں بلکہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی کی رہنمائی کا زندہ جاوید نمونہ ہیں۔ سیدنا ایوب علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر نبی تھے، ایک بار دریا پہ نہار ہے تھے کہ اچانک سونے چاندی کے سکوں کی بارش ہونے لگی۔ آپ نے تیزی سے ان سکوں کو سینٹا شروع کیا تو نہ آئی:

ایوب ! کیا تم پر انعامات کی کمی تھی کہ آپ نے یہ دولت اکٹھی کرنا شروع کر دی، کہا، میرے نزدیک یہ بارش سونے چاندی کے سکوں کی بارش نہیں بلکہ تیری رحمت کا اظہار ہے اور میں، اے میرے مولا! تیری رحمت سے کیوں کربے نیاز رہ سکتا ہوں۔

سیدنا ایوب علیہ السلام کی زندگی کے مختلف واقعات میں ان کی ابتلا کا تذکرہ تا قابل فراموش تاریخی واقعہ اور عزم و استقلال اور صبر و استقامت کی دنیا کا منفرد تذکرہ ہے۔ تاریخ عالم اس کی نظر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صرف فضل نبوت ہی سے سرفراز نہیں فرمایا تھا بلکہ دنیوی مال و دولت، آل اولاد اور عزت و تقویٰ بھی عطا

کی تھی۔ ایک بار شیطان نے اللہ کے حضور میں عرض کی کہ مجھے اقرار ہے کہ ایوب تیرے جلیل القدر نبی ہیں لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ تو نے انہیں ہر طرح کی آسائش دی ہوئی ہے انہیں کوئی تنگی تکلیف نہیں پھروہ تیری عبادت کیوں نہ کریں اور شب و روز تیرے ذکر و طاعت میں کیوں نہ لگے رہیں۔ لطف جب ہے جب ان سے سب کچھ لے لیا جائے پھر بھی ان کی زبان تیرے ذکر و شکر میں متحرک رہے میں جانتا ہوں کہ زم بستروں پر اللہ اللہ کرنے والے معمولی ہی تجھنی پر کس طرح تجھے بھول جاتے ہیں ایوب کا حال بھی ان سے مختلف نہیں ہو سکتا۔ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ ان پر معمولی ہی تجھنی آئے گی انہیں ہر شے بھول جائے گی ذرا مجھے موقع دیا جائے تاکہ میں اپنے اس دعوے کا عملی ثبوت مہیا کر سکوں اور ایوب کے ذکر و طاعت کی حقیقت بے نقاب کر دوں۔

اللہ تعالیٰ نے کہا:

جا تجھے کچھ وقت کے لئے مہلت دی گئی تجھے ان کے جسم کو از حد تکلیف پہنچانے اور اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرنے کا اختیار دیا گیا تجھ سے جو ہو سکتا ہے کر لے جو داؤ تو چاہے چلا لے میرے ایوب کو جیسے چاہے آزمائیں لیکن میرے ایوب کے پائے ثبات کو کبھی متزلزل نہ دیکھے گا اور اگر میرے ایوب کے صبر نے تیرامند نہ بند کر دیا اور تیرے چھرے پر خاک نہ ڈال دی تو اسے میرا ایوب نہ کہنا

چنانچہ

آپ ابتلا میں بدلنا ہو گئے اور تاریخ ابتلا میں ابتلا نے ایوب اور صبرا ایوب ایک جاوداں بن کر تاریخ کے صفحات میں ایک نئے باب کا عنوان بنے۔ مال و دولت اور

آل اولاد سب آنکھوں کے سامنے رخست ہوئی۔

جسم اطہر آزمائش کی انوکھی صورت سے دوچار ہوا۔ سارے بدن میں کیڑے پڑ گئے۔ چنان پھرنا، اٹھنا بیٹھنا دو بھر ہو گیا۔ خوبصورت جسم ایک شم جان لو تھرا نظر آنے لگا۔ اس حال میں آپ نے اللہ سے دعا کی کہ

یا اللہ! میرے ساتھ اور جو چاہے ہو جائے زبان تیرے ذکر سے بند نہ ہو  
کیڑوں کے باعث لوگوں نے آپ کے قریب آنے سے پچھانا شروع کیا تھا  
کہ آپ کے دو قریبی اور گھرے دوستوں میں سے ایک یہ کہہ کر الگ ہو گیا کہ نہ جانے جانے ایوب  
پاس کی کس لغوش کی شامت پڑی ہے بہتر ہے اس سے کنارہ کشی کی جائے  
چنانچہ آپ اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ بستی سے باہر نکل گئے ایک مدت اس حال  
میں گزاری کر سوائے اپنی باوفار فقہہ حیات کے کوئی انسان آپ کے قریب تک نہ پہنچتا تھا  
آزمائش کے اس کھٹک مرحلے میں آپ کی زوجہ محترمہ نے جس طرح حق رفاقت ادا کیا، وہ  
جملہ نساء العالمین کے لئے ایک لاائق تقلید نمونہ اور قابلِ دادمشال ہے۔  
کہا جاتا ہے کہ آپ سیدنا یوسف علیہ السلام کی لخت جگر تھیں، نبی کی بیٹی اور نبی کی  
حرم محترم۔

جب اپنے نامدار شہر کی خدمت سے فارغ ہوتیں تو کھانے پینے کی چیزیں لانے  
کے لئے بستی کی طرف جایا کرتیں ایک روز آپ کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جس نے  
کھانے پینے کی چیزیں اس شرط پر دینا منظور کیں کہ آپ اپنی زلفوں کے بال کاٹ کر اسے  
دیں۔

اللہ اللہ! اس کی یہ فرمائش نبوت کی کتنی بڑی آزمائش تھی۔ اس انتہا پر پہنچ کر اب

آپ کی ابتلائی منزل ختم ہونے والی تھی۔

سیدنا ایوب علیہ السلام نے آزمائش کے ہمراحلے میں ذکر و شکر کی روشن  
مثال قائم کر کے شیطان کے اس دعوے کی قلعی کھول دی تھی۔

آپ اپنی کثیا میں موجود تھے اور آپ کی حرم محترم ابھی تک بستی سے واپس نہ آئی  
تھیں کہ دو باتیں ظہور پذیر ہوئیں۔

پہلی یہ کہ آپ نے اپنی زوجہ محترمہ کی واپسی میں تاثیر پہ غصہ سے فرمایا:  
میں تدرست ہوتے ہی اسے سوچھڑیاں ماروں گا اور دوسرا بات یہ ہوئی کہ آپ  
نے اپنے ٹھکانے سے دور ایک جسم کے اندازہ لگایا آپ نے دیکھا کہ اس میں کالے کوئے  
گرتے ہیں لیکن جب باہر نکلتے ہیں تو سفید بن کر نکلتے ہیں آپ اللہ کے نبی تھے سوچا یہ  
اشارہ حکمت سے خالی نہیں۔

چنانچہ اپنی قابل فخر رفیقہ حیات کی واپسی کا مزید انتظار کئے بغیر خود ہی گھستنے گھستنے  
اس پانی تک جا پہنچے اور خود کو اس میں گرا لیا۔

جوں ہی پانی آپ کے جسم مبارک سے چھوا آپ فوراً تدرست ہو گئے

آپ نے نداسنی: قُمْ قُمْ يَا سَيِّدَ الصَّابِرِينَ

دیکھا تو دو افراد کو اپنے قریب موجود پایا آپ کے استفسار سے پہلے ہی انہوں  
نے اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

آپ پر سلامتی ہوا اور ابتلائی میں صبر پر مبارک۔ میں جریئل ہوں اور یہ میکا جل۔

اسی دوران میں آپ کی زوجہ محترمہ بستی سے واپس آئیں تو آپ کو کثیا میں نہ پایا  
جیران ہوئیں کہ آپ کو ہر تشریف لے گئے۔

بالآخر آپ کی تلاش میں کثیا سے ٹھیں اور جسٹے کے قریب آپ کو اس حال میں دیکھا کہ جسم اطہر بالکل تدرست تھا گویا کبھی علیل ہوا ہی نہ تھا۔ آپ کے اس طرح تدرست ہونے پر وہ ایک عجیب حریرت میں بدلنا تھیں کہ سیدنا ایوب علیہ السلام کو اپنا عہد یاد آگیا۔

جریل علیہ السلام نے آپ کو متذکر کیا تو پوچھا! اس وقت آپ کس سوق میں ہیں فرمایا اپنی زوجہ محترمہ کو چھڑیاں مارنے کا عہد کیسے پورا کروں جب کہ میری عالالت میں ان کی خدمت عدمہ ترین سلوک کی مستحق ہے۔

جریل علیہ السلام بولے یہ بھی کوئی مشکل امر ہے آپ سو شکنے لیں انہیں ایک رسی سے اکٹھا باندھ لیں اور پھر یہ جاروب ان کے جسم پر آہستہ سے صرف ایک بار پھیریں گویا آپ نے انہیں سوچھڑیاں مارنے کا عہد پورا کر دیا۔

اتلاع نبوت کا کوئی بھی حال کسی نہ کسی رنگ میں معروف زمانہ ہوتا ہے جیسے سیدنا ایوب علیہ السلام کی عالالت محض عالالت نہ تھی کئی عنایات کا پیش خیمہ تھی۔

اتلاع کے بعد کیسی کیسی نوازشات سے مشرف فرمائے گئے۔ کیا کیا رنگ دکھائے گئے اللہ اللہ! عسل صحت کے بعد جسم مبارک بعینہ ویسا ہو گیا جیسا کہ پہلے تھا البتہ آپ نے زبان مبارک پر کیڑے محسوس کیے انہیں تھوکا تو ایک نے شہد کی کمکی بننے کا اعزاز پایا وسر اجوبہ بننا۔ اور دونوں میں حضرت آدم علیہ السلام کی جملہ اولاد کے لئے شفاف ہے، ماشاء اللہ

اتلاع کے بعد لجوئی رو بیت کی وہ فطرت ہے جو رب سے لے کر ماں تک جاری رہتی ہے۔ اتلاع کی دل جوئی عین فطرت ہے۔ اگر دل جوئی نہ ہوتی تو رو بیت، رو بیت کیوں نکر کہلاتی۔

حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کی اولاد کی داستان صرف دو ہی ابواب پر مشتمل ہے:

کردار اور ابتلاء

کردار اور ابتلاء لازم و ملزم

کردار اور ابتلاء تاریخ کے شہری اور راقی

ابتلانے کردار کو زندگی بخشی اور محکم کیا

جس معیار کا کردار، اسی معیار کی ابتلاء

جس معیار کا معاون، اسی معیار کا مخالف

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب نمرود کی آگ میں پھینکنے کا اہتمام کیا

”کوسوں میں وہ کہی ہوئی آگ میں کیوں کر پھینکا جائے؟“

شیطان حاضر تھا، بولا: گو پیا بنا کر

جب حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنے لگے آپ نے فرمایا

حسبنا اللہ ونعم الوکيل

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ سن کر فرمایا

یَنَارُ كُونِيُّ بَرْدَا وَ سَلَمًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ (الانیا ۲۹)

بھڑکتے ہوئے شعلہ برف بن گئے

اسی طرح تیری ہر داستان انوکھی اور محیر العقول ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سے بھیاری کا بھٹ جھوٹ کیا

حضرت یوسف جیل اللہ علیہ السلام کو کنوں میں گرتے دیکھا

مصر کے بازار میں بکتے دیکھا اُن سوت قیمت پڑی

پھر مصر کا سلطان بنا کر تخت پہ بٹھایا  
 یہ تھا تیری قدرت کی حکمت کا سرچشمہ!  
 کرب پہ صبر ہی کی بدولت یوسف نے شاہی پائی  
 صبر..... انسانیت کا معیار  
 عزم صمیم کی بنیاد  
 ولایت کا راز اور  
 نبوت کا ناز ہے  
 صبر..... مقام رسالت ہے  
 صبر..... ملک امامت  
 صبر..... وراثت فقر  
 صبر کا امام عشق  
 شہادت کا امام صبر  
 شہادت..... حیات جاوہ دال  
 حیات جاوہ دال..... شرہ شہادت  
 صبر..... محبت کی روح  
 شہادت کی شان  
 شجاعت کی پہچان اور  
 نفس کی لگام ہے  
 صبر وہ نور ہے جو ہر عابد، زاہد اور عارف کو منور کر دیتا ہے۔

کسی ایک خصلت کو اجاتگر کرنے کے لئے قدرت نے کس کس حکمت کے  
مظاہرے کئے اللہ اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا بالله  
تیری حکمت کا باب وسیع المعانی۔ کوئی بھی عارف نہیں ہو سکتا الا باذن اللہ۔  
انسانی فہم و ادراک سے بالا۔

عجب حکمت ہے حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھے، سلطان جو وہ حضرت خضر کی ایک نرمی  
سی حکمت کو نہ پاسکے۔

جب وہ رہا یمان کا وہ ضروری جزو اور ایمان کی وہ مقبول الاسلام خصلت ہے جس کے  
بغیر نہ بجتا ہے نہ پختتا۔

او صاف حمیدہ کا بہترین وصف ..... در گزر  
ہر کسی کا ہر قصور معاف کرو۔ کسی سے کوئی انتقام مت لو۔ جو مزا، لذت، مرتبہ  
معاف کرنے میں ہے، بدلہ لینے میں نہیں۔ کسی کا کسی سے بدلہ لینا کوئی جوانمردی نہیں البتہ  
در گزر کرنا، معاف کر دینا، صبر کرنا اور کچھ نہ کہنا بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔  
اگر کوئی تم سے زیادتی کرے اگرچہ کتنی ہی زیادتی کرے معاف کرو، صبر کرو،  
کچھ نہ کہو۔ بے شک آپ نے بہترین بدلہ لیا۔ احسان کا بدلہ احسان ہے۔

جس سے بھی کوئی احسان کرو گے بدلہ پاؤ گے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا حفل  
جزء الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (الرجن ۲۰) کسی کو معاف کر کے تو دیکھ!

در گزر فرمانا

معاف کرنا اور

پردہ پوشی میرے اللہ کی شان ہے،

نفر کو یہ خصلت ورش میں ملی۔ اللہ کرے ہمیں بھی ملے۔ انتقام کوئی مراد نہیں  
 پرده پوشی فقراء کی مشائی خصلت ہے اور  
 پرده پوشی ہی کی بدولت فقراء کو امتیازی شان حاصل ہے۔  
 خالق و خلق کے ما بین بہترین اور محبوب ترین صفت کرم اور کرم نوازی ہے۔  
 یا اکرم الا کرمین یا کریم العفو یا نعم النصیر  
 ستاری و غفاری اللہ کی دو بڑی عادتیں ہیں۔ جوان کو اپناتا ہے و نعمتیں پاتا ہے۔  
 عزت پاتا ہے اور قوت پاتا ہے۔

بندوں کے عیبوں کا اخفا اور تجارتی مال کے عیبوں کا اظہار رحمت و برکت کا  
 موجب ہے۔ یعنی بندوں کے عیبوں کو چھپانا ثواب اور تجارتی مال کے عیبوں کو چھپانا  
 عذاب کا باعث ہے۔

بندوں کے عیبوں کو چھپا اور تجارتی مال کے عیب ظاہر کر  
 تاکہ تیرے دین اور تیری دنیا میں برکت ہو۔  
 یہی کی تجارت صرف اس اصول پر قائم رہی کہ وہ کبھی دھوکا نہ دیتا و عده کی خلاف  
 ورزی نہ کرتا نیز یہ کہ معمولی سے نفع پر اگرچہ دمڑی ہوتی اکتفا کرتا اور ہم اس پر قائم نہیں۔  
 کاروباری ترقی کے دو ہی اصول ہیں: محنت اور دیانت۔

جس نے بھی ترقی کی ان ہی دو اصولوں پر چل کر کی انفرادی ہو یا اجتماعی۔

بد دیانت دنیا میں ابھرا، چکا، عروج کو پہنچا پھر زوال پذیر ہوا، غروب ہوا اور مٹ  
 گیا۔ ہر بد دیانت کا یہی حشر ہوتا ہے۔ اور دیانت دار اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی  
 ہوتا ہے۔ کبھی نہیں مٹا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ اور اللہ ہر دیانت دار کی دیانت کا تذکرہ

قیامت تک اپنے نیک بندوں کی زبانوں پر زندہ رکھتا ہے۔

کون کہتا ہے کہ کس کا کاروبار نہیں چلتا؟

مومن کا تو رزق ہی تجارت میں ہوتا ہے

جس بھی کاروبار میں محنت کی جاتی ہے اور دیانت سے کیا جاتا ہے برکت ہوتی

ہے محنت تو ہر کوئی کرتا ہے دیانت نہیں کرتا۔ خیانت دیانت کو لھا جاتی ہے۔

دیانت اور محنت سے جو بھی کام کرو گے، برکت ہو گی ماشاء اللہ!

۵ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف نے اپنے محسن انصار حضرت سعد

رضی اللہ عنہ سے قرض حسنہ لے کر اپنی تجارت مدینہ منورہ کے بازار میں ایک دینار کے پنیر سے

شروع کی اور ایک سال بعد اونٹوں کا ایک لدا ہوا قافلہ بیت المال کو دیا

وہی برکت آج بھی ہے دیانت اور محنت درکار ہے۔

ف: کمی مہاجرین کا قافلہ جب بے سر و سامانی کے عالم میں مدینہ منورہ پہنچا تو تمام

مدنی انصار اپنے گھروں کے آگے ان کے استقبال کے لئے گھرے تھے جس کے گھر

کے سامنے جو دوست گزرتا وہ اسے اپنا بھائی سمجھ کر اندر لے جاتا چنانچہ حضرت عبد الرحمن

رضی اللہ عنہ بن عوف کی باری آئی حضرت سعدؓ کے گھر میں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان دو حصوں میں تقسیم کر کے لگایا ہوا

تھا اور آپ کی دو بیویاں تھیں آپ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ

میرے گھر کا یہ سامان برابر دو حصوں میں لگایا ہوا ہے، جو نہ آپ کو پسند ہو قبول کر لیں اور یہ

میری دو بیویاں ہیں ان میں جو کسی آپ قبول کریں میں طلاق دے دیتا ہوں۔

اس پر حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر قت طاری ہو گئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ

کے اس بے مثال اشیا پر ملائکہ انگشت بدنداں ہوئے۔ آپ نے کہا یہ سارا سامان اور میری یہ بینیں آپ ہی کو مبارک ہوں مجھے قرض حسنہ پا ایک دینار دیں اور منڈی کا پتہ بتا دیں، میرے لئے یہی کافی ہے۔

حالِ مااضی کا شاہد ہے۔ جو صفتِ مااضی میں تھی حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں مااضی میں بھی نہ تھی۔

کوئی زمانہ کسی صفت سے کبھی خالی نہیں ہوتا ہر زمانہ ہر صفت سے متصف ہوتا

۔۔۔

عمر آدمیت کی وہ صفت ہے جو ہر قوت کو مات کر دیتی ہے۔

مُسکرا نا عمدہ ترین اخلاق اور دل جوئی عمدہ ترین خصلت ہے۔

دل جب بھی خوش ہوا کسی دل ہی کو خوش کرنے پر ہوا۔ دل کی ابدی راحت دل نوازی ہے۔

دل ہی سے دل رنجور اور دل ہی سے دل مسرور ہوتا ہے۔

دل..... عرش عظیم

دل جوئی..... صفت عظیم

دل ربائی..... خلق عظیم

اور یہ دو ہی توکان خُلُقُهُ الْقُرْآن کی شرح مبین ہیں

صفت وہ ہے جس کی اغیار صفت کریں

صفات کے ساتھ برکات کا نزول و ظہور ہوتا ہے اور یہ دونوں وہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو عنایت ہوتی ہے۔

منصف وہ ہے جو انصاف کی جمیع صفات سے متصف ہو۔ اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہ رکھے۔ جب عدل کی کرسی پر بیٹھے عدل کرے یگانہ ہو یا بیگانہ، ایک ہی میزان سے تو۔۔۔

اللہ نے پہلے آسمان کو بنایا پھر میزان قائم کی اور حکم دیا اس میزان کو قائم رکھو، ذرا سی بھی کمی نہ کرو۔ پھر زمین بنائی۔

عدل یہ میزان ہے

عدل یہ اپنے پرائے میں کوئی تمیز روا نہیں رکھا کرتی یہاں تک کہ مومن اور کافر میں بھی نہیں۔

شیر شاہ سوری ہندوستان کا حکمران تھا ایک دن اس کا بیٹا ہاتھی پر سوار بازار میں سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک کوٹھے پر پڑی جہاں ایک عورت غسل کر رہی تھی۔ شہزادے نے ہاتھی کو روکا، شرارت سے اس عورت پر پھول پھینکا اور جل دیا۔

شام کو جب اس عورت کا خاوند جو کہ ایک غریب لکڑا ہارا تھا گھر آیا تو یہوی کو معموم اور مضطرب پایا۔ دریافت کرنے پر اس نے شہزادے کا سارا ماجرہ اپنے خاوند کو کہہ سنایا لکڑا ہارے کا خون کھول اٹھا۔ اگلی صبح یہوی کو ساتھ لیا اور شیر شاہ سوری کے دربار میں جا پہنچا۔ شہزادے کی اور انصاف چاہا۔ بادشاہ نے فریاد سنی، شہزادے کو طلب کیا، استفسار پر شہزادے نے نہ امت سے سر جھکا لیا گویا یہ جرم کا اعتراف تھا۔

شیر شاہ نے حکم دیا کہ ”شہزادے کی بیگم اسی طرح کوٹھے پر غسل کرے اس لکڑا ہارے کو ہاتھی پر سوار کرایا جائے اور یہ اسی طرح شہزادی پر پھول پھینکئے“ یہ تھا عدل، یہ تھا انصاف۔

## اسلامی عدل کا ایک بے مثال نمونہ

شیخ الشائخ خوبیہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کے مفہومات فوائد الفواد میں بیان کیا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی کرم اللہوجہ کی ایک زرہ گم ہو گئی تھی۔ اتفاقاً ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے وہی زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ یہ زرہ میری ہے۔ یہودی نے کہا یہ زرہ میری ہے اور آپ اسے اس وقت تک نہیں لے سکتے جب تک عدالت میں دعویٰ دائر کر کے ثبوت پیش نہ کریں اور عدالت آپ کے حق میں فصلہ نہ کرو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہی خلیفہ ہوں اور میں ہی مدعا تو یہ دعویٰ کس طرح ثابت ہو گا؟

بہتر یہ ہے کہ قاضی شریعہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس دعویٰ کو تمجیل تک پہنچائیں۔ قاضی شریعہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نائب اور چیف جسٹس تھے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ مقدمے کی ساعت کے پہلے ہی مرحلے میں قاضی شریعہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا اگرچہ آپ خلیفہ وقت ہیں مگر اس وقت آپ ایک مدعا کے طور پر آئے ہیں اس لئے آپ یہودی کے برادر کھڑے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کا برائیں مانا بلکہ قاضی عدالت کے حکم کے مطابق یہودی کے برادر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ زرہ میری ہے جس پر یہودی نے ناقص قضہ کر رکھا ہے۔ قاضی شریعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے گواہ پیش کیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور اپنے غلام قنبر رضی اللہ عنہ کو بطور گواہ پیش

کیا۔ قاضی شریع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حسن رضی اللہ عنہ آپ کا بیٹا ہے اور قنبر رضی اللہ عنہ غلام یعنی دونوں آپ کے گھر کے فرد ہیں اس لئے عدالت ان دونوں کی گواہی آپ کے حق میں قبول نہیں کر سکتی۔ کوئی اور گواہ پیش کیجئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ان دونوں کے علاوہ میرا کوئی اور گواہ نہیں ہے جسے میں عدالت میں پیش کرو۔

قاضی شریع رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ چونکہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ گواہ پیش کر کے زرہ پر اپنا حق ملکیت ثابت نہیں کر سکے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے لینے کے مجاز نہیں ہیں۔ پس فیصلہ کیا جاتا ہے کہ زرہ یہودی کو دے دی جائے تا آنکہ علی المرتضی رضی اللہ عنہ عدالت کے تقاضے کے مطابق گواہ پیش کر کے اپنے دعوے کا ثبوت فراہم نہ کریں۔ یہ فیصلہ سن کر وہ یہودی ہمکارہ گیا۔ اس کے وہم و مگان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ خلیفہ وقت کا مقرر کردہ کوئی قاضی خود خلیفہ پر اتنی جرح کر سکتا ہے اور اس کے خلاف فیصلہ دے سکتا ہے۔ وہ اسلامی عدل کے اس نمونے سے اتنا متاثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہو گیا اور زرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے کر کے کہنے لگا کہ یہ زرہ واقعی آپ کی ملکیت ہے اور میں اس پرنا حق قابل قبض تھا۔ آپ یہ زرہ قبول فرمائیے اور مجھے میری زیادتی کی معافی عطا کیجئے۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ حال دیکھا تو اپنی زرہ اسی کو بخش دی بلکہ اسے ایک گھوڑا بھی بطور عظیمہ عنایت فرمایا۔ ماشاء اللہ، مبارکا، مکرماء، مشرفاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک خلیفہ رضی اللہ عنہ کا کردار پیدا کرو۔ خلافت ملے گی انشاء اللہ! کسی اور طرح سے کیسے مل سکتی ہے؟ خلفائے راشدین کے بعد پھر کسی کو اللہ کی کتاب پر پورے عمل کی توفیق نہ ہوئی

ہر کسی میں کوئی نہ کوئی کمی ضرورت ہی۔ پورے کے پورے بہت کم اسلام میں داخل ہوئے حالانکہ اللہ رب العالمین نے فرمایا

”پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوا اور شیطان کی پیروی مت کرو“  
اس امر پر جتنا بھی غور کیا جائے کم ہے۔

اس کتاب کے احکام پر جل تیری کوئی بھی چیز اس کے حکم کے خلاف نہ ہو۔  
اگر قرآن کریم و حکیم و عظیم پر عمل کیا جاتا، حکمت و برکات کا نزول ہوتا اور ضرور

ہوتا۔

جس فعل کو اللہ رب العرش العظیم نے بختی سے منع فرمایا ہے، اس پر بختی سے کار بند ہیں؟ مثلاً اپنے روزمرہ کے معمولات کا خود جائزہ لیں۔ جھوٹ، ذخیرہ اندوزی، غبیث، عہد بھکنی، چغلی، دھوکہ دہی، حسد، طعنہ زنی، بہتان طرازی، افتر اپردازی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں جن خصالیں کو اپنی محبت کا موجب قرار دیا ہے انہیں اپنا اور انہی کی تبلیغ کر۔ ہو سکے تو سب کو، ورنہ کم از کم ایک کو ضرور اپنا۔ اللہ کے پسندیدہ خصالیں یہ ہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ ان بندوں کو پسند کرتا ہے جو.....  
..... توبہ کرنے والے اور پاک صاف رہنے والے ہیں۔

☆ **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝** (البقرة: ۲۲۲)

کچھ تجھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پر ہیز گاری اختیار کرنے والے ہیں  
 فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَقِّيْنَ ۝ (آل عمران ۷۶) ☆  
 سوال اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے  
 وَأَغْلَمُوا آَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَقِّيْنَ ۝ (التوبہ ۳۶) ☆  
 اور جان لو کہ اللہ پر ہیز گاروں کا ساتھی ہے۔

.....  
 احسان کرنے والے ہیں۔  
 إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (البقرہ ۱۹۵) ☆  
 بے شک اللہ تعالیٰ تسلیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے  
 وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (آل عمران ۱۳۲) ☆  
 اور اللہ تعالیٰ تسلیکو کاروں کو پسند کرتا ہے۔

.....  
 إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (الاعراف ۵۶)  
 بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے بہت ہی قریب ہے۔  
 إِنَّ اللَّهَ لَا يَضِيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (التوبہ ۱۲۰) ☆  
 بے شک اللہ محسین کا اجر ضائع نہیں ہونے دیا کرتا۔  
 وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (الحکومت ۶۹) ☆  
 اور اللہ احسان کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

اللہ کی راہ میں صفائی باندھ کر لاتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الظَّاهِرِينَ يَقْاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفَا كَانُهُمْ بُنْيَانَ مَرْضُوضٍ ۝

(الف ۲)

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محجوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صفائی  
باندھ کر لاتے ہیں گویا سیسے پلاٹی ہوئی دیوار ہیں۔

صبر کرنے والے ہیں

وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ۝ (آل عمران ۲۳۶)

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اللہ پر توکل کرنے والے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ (آل عمران ۱۵۹)

بے شک اللہ تعالیٰ بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

النصاف کرنے والے ہیں

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ (المائدہ ۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ النصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضردار قدم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہیں۔

فُلَ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُخْبِيْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (آل عمران ۳۱)

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ (لوگوں سے) کہہ دیجئے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور وہ بخشش والامہربان ہے۔

### حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام میں زمی کو پسند فرماتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد سوم صفحہ ۸۹)

○ حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیکے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتے ہیں جو متqi، غنی اور خفی ہو، (یعنی جو چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو)  
(صحیح مسلم جلد اول ۲۰۸)

○ حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بے شک اپنے اس مومن بندے سے محبت کرتے ہیں جو فقیر ہو اور سوال سے اجتناب کرنے والا ہو۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۱۳)

○ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ ابرار، اتقیاء، اور انھیا سے محبت کرتے ہیں۔

(یعنی جو نیک پر ہیزگار اور غیر معروف ہیں، لوگ ان کے درجہ و مرتبہ سے بے خبر ہیں مگر ان کا دل چراغ کی مانند روش رہتا ہے)۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۱۳)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان کرو بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سنن ابی داؤد مجمع عون المعبود جلد دوم صفحہ ۳۳۲)

○ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں۔

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۵)

○ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بہت حیا کرنے والے ہیں اور پرده پوشی فرماتے ہیں اور حیادار اور پرده پوشی کرنے والے سے محبت کرتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۷)

○ حضرت کہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں زہد اختیار کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۱۱)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

○ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا انصار سے مومن ہی محبت کرتے ہیں اور منافق ان سے بغرض رکھتے ہیں۔ جوان سے محبت رکھے اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد اول ۵۳۲)

○ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فیاض اور تغیی سے محبت کرتے ہیں۔ مال فروخت کرے یا خرید کرے تو وہ فیاضی کا مظاہرہ کرتا ہے اور کسی کا حق دینے یا اپنا حق وصول کرنے میں فیاضی اختیار کرتا ہے۔

(موطأ جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

○ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حسین سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

(جامع الترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۷۱)

○ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت واجب ہو گئی ان کے لئے جو مجھ سے محبت کرنے والے ہیں اور میری محبت میں بیٹھنے والے ہیں جو میری محبت میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری راہ میں جان و مال خرچ کرتے ہیں۔

(موطأ جلد ۲ صفحہ ۳۲۹)

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳)

## اور فرمایا

یہ ناپسندیدہ اعمال ہیں ان کے قابل کو میں کبھی دوست نہیں رکھتا یادہ کبھی میرے دوست نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ ان بندوں کو ناپسند کرتا ہے جو.....

دوسروں کو فیضت کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے۔

☆ يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرُ مَقْتَنًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ

تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ (الفہرست ۲۰۲)

اے ایمان والوں! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود کرتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے سخت پیزار ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرنے نہیں۔

حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

☆ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْدَنِينَ ۝ (ابقرہ، ۱۹۰، المائدہ، ۸۷)

بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

☆ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْدَنِينَ ۝ (الاعراف، ۵۵)

وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

فضول خرچی کرنے والے ہیں۔

☆ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ (الاعراف، ۳۱، الانعام، ۱۳۲)

وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ناشکری کرنے والے اور

گناہ کا رنگاب کرنے والے ہیں

☆ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلُّ كَفَّارٍ إِلَيْمٍ ۝ (البقرة ۲۷۶)

اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گئے کا رو دوست نہیں رکھتا۔

☆ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهِدِي مَنْ هُوَ مُسْرِقٌ كَذَابٌ ۝ (المومن ۲۸)

بے شک اللہ حد سے بڑھنے والے (اور) جھوٹے کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

☆ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهِدِي مَنْ هُوَ كَلِبٌ كَفَّارٌ ۝ (آل عمران ۳۲)

بے شک اللہ جھوٹے اور ناشکرے کو نیک ہدایت نہیں دیا کرتا۔

☆ وَاللَّهُ لَا يَهِدِي الْقَوْمَ الْفَسِيقِينَ ۝ (المائدہ ۱۰۸)

اور اللہ نافرمانوں کو توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا۔

.....  
خیانت کرنے والے اور ناشکری کرنے والے ہیں۔

☆ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلُّ خَوَانِ كَفُورٍ ۝ (آل عہد ۳۸)

اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے اور ناشکری کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

.....  
خیانت اور گناہ کرنے والے ہیں۔

☆ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَانًا إِلَيْمًا ۝ (التاءُ ۱۰۷)

اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے اور مرتكب جرائم کو دوست نہیں رکھتا۔

دعا بازی کرنے والے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِبِينَ ۝ (الأنفال ٥٨)



بے شک اللہ تعالیٰ دعا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اترانے والے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِجِينَ ۝ (القصص ٧٦)



بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

سرشی کرنے والے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝ (آل عمران ٢٣)



وہ سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

کفر کرنے والے ہیں۔

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكُفَّارِينَ ۝ (آل عمران ٣٢)



اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكُفَّارِينَ ۝ (آل عمران ٢٢٩)



اور اللہ کفر کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

☆ وَمَن يُشْرِكُ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً مُّبِيِّداً ۝ (النٰس ۱۱۶)

اور جس نے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک تھرا یا، وہ ہدایت سے بہت دور بھلک گیا۔

.....  
ظلم کرنے والے ہیں۔

☆ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ (آل عمران ۵۷)

اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔

☆ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ (الشورى ۳۰)

اس میں مشک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

.....  
تکبر کرنے والے اور شجی بگھارنے والے ہیں۔

☆ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالاً فَخُورًا ۝ (النٰس ۳۶)

اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شجی باز کو دوست نہیں رکھتا۔

☆ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكِبِينَ ۝ (الجاثیة ۲۲)

بے مشک وہ (اللہ) غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

☆ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ (لقمان ۱۸)

اللہ کسی اترانے والے شجی خورے کو پسند نہیں کرتا۔

فاسد پھیلانے والے ہیں۔

☆ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ (المائدہ ۲۳)

اور اللہ تعالیٰ فاسد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

☆ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ (القصص ۷۷)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ فاسد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

☆ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ (يونس ۱۸)

بے شک اللہ مفسدین کے کام نہیں بننے دیا کرتا۔

### انتخابِ بل المرام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سات سوالات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

جوابات:

ا: ابتداء تبلیغ میں کون لوگ آپ کے ساتھ ہوئے؟

فرمایا: آزاد اور غلام دونوں

2: اسلام کیا ہے؟

فرمایا: خوش کلامی اور کھانا کھلانا

۳: ایمان کیا چیز ہے؟

فرمایا: صبر اور فیاضی

۴: سب سے اچھی اسلامی صفت کیا ہے؟

فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے سب مسلمان محفوظ ہوں

۵: سب سے افضل ایمان کیا ہے؟

فرمایا: احتججت اخلاق

۶: سب سے بہتر نماز کوئی ہے؟

فرمایا: جس میں قیام زیادہ ہو

۷: سب سے افضل ہجرت کیا ہے؟

فرمایا: جو خدا کو ناپسند ہو، اسے چھوڑ دیا جائے

(عمرو بن عیسہ۔ للکیر واحمد بلطفہ)

۸ ابتداءً اسلام کا آغاز بیکسی سے ہوا اور بیکسی ہی میں اس کا اعادہ ہو گا۔ مبارک ہیں وہ بے کس جن کو یہ موقع ملے۔

(ابو ہریرہ۔ مسلم)

۹ مومن کی بھی عجب شان ہے کہ اس کی زندگی کا ہر پہلو اس کے لئے بھلاکی ہے اور یہ شرف مومن کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں کہ اگر اسے مسرت ہو تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ دونوں حالتیں اس کے لئے بہتر ہیں۔

(صہیب۔ مسلم)

۱۰ اے معاذ رب النذر..... میں تجھے بتانہ دوں کہ چوٹی کی بات کیا ہے اور اس کا ستون کیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتلائیے۔

فرمایا: چوٹی کی بات تو ہے اسلام، اس کا ستون ہے نماز اور اس کی کوہاں ہے جہاد۔

پھر فرمایا کہ ان تمام باتوں کا نچوڑنا بتاؤ؟

میں نے عرض کیا ضرور۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

فرمایا: اے معاذ! اس پر قابو رکھو

عرض کیا: کیا ہماری گفتگو پر بھی مواخذه ہو گا؟

فرمایا تیری عقل پر پھر پڑیں، لوگوں کو صرف کلمات زبان ہی کی وجہ سے تو آگ

میں منہ کے بل جھوٹ کا جائے گا۔

(معاذ۔ ترمذی)

۰ ایمان کی کچھ اور ستر شاخیں ہیں، ان سب میں چوٹی کی چیز لا الہ

الله (توحید) کا قائل ہونا ہے اور عمومی درجے کی چیز راستے سے ایذا رسان اشیاء کا ہشادینا

۔

حیا بھی ایمان ہی کی شاخ ہے۔

(ابو ہریرہ۔ متفق علیہ)

۰ یہ تین امور بھی ایمان میں داخل ہیں۔

۱۔ اپنی نگہ دتی میں دوسروں کی اعانت

۲۔ تمام عالم کے لئے سلامتی کی ترب

۳۔ اپنی ذات سے بھی انصاف کرنا

(عمار بن یاسر۔ بزار)

○ جس کی محبت اور بغض، عطا اور ترکِ عطا سب کچھ اللہ کے لئے ہو، وہ اپنے ایمان  
کو مکمل کر لیتا ہے۔

(ابو امامہ۔ ابو داؤد)

○ مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ  
ہے جس کی جان سے لوگوں کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

(ابو ہریرہ۔ ترمذی۔ نسائی۔ بخاری)

○ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بہترین اسلام کون سا ہے؟  
فرمایا: بھوکوں کو کھانا کھلانا اور شناسا و غیر شناسا سب کو سلام کرنا۔

(ابن عرو بن العاص۔ بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

○ جو مسلمان کسی مسلمان کو کافر کہے تو اگر وہ کافر ہے تو فبہا ورنہ یہ (کافر کہنے والا)  
کافر ہو جائے گا۔

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحد رضی اللہ عنہ کو ایک سری یہ میں روانہ ہونے  
کا حکم دیا۔ وہ دن جمعہ کا تھا۔ ان کے ساتھی روانہ ہو گئے لیکن عبد اللہ بن رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ میں  
ٹھہر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرلوں۔ پھر قفلے سے جاملوں گا۔ جب حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر چکے تو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر پوچھا: تم اپنے  
ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہ روانہ ہوئے؟ عرض کیا: میں نے سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ساتھ نماز ادا کر کے پھر ان سے جاملوں گا فرمایا کہ ساری کائنات زمین بھی تم خرچ کر ڈالو تو  
ان کی اس روائی کی فضیلت کو نہیں پاسکو گے۔

(ابن عباس۔ ترمذی)

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو سواری کے جانوروں پر چڑھے ہوئے بتیں کر رہے تھے فرمایا کہ اچھی حالت میں ان پر سوار ہو اور اچھی حالت میں انہیں چھوڑ بھی دیا کرو۔ ان کو اپنی گفتگو کے لئے راستوں اور بازاروں میں کریاں تھے بنا لیا کرو۔ بقیری سواریاں ایسی ہیں جو اپنے سوار سے زیادہ بہتر اور زیادہ ذکر الہی کرنے والی ہوتی ہیں۔

(معاذ بن انسؓ۔ احمد)

○ جس محلے والوں کی صبح اس حال میں ہو کہ اس رات اس میں کوئی بھوکارہ گیا تو ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ بری الذمہ ہو گیا۔

(ابو ہریرہؓ۔ احمد۔ موصی۔ بزار۔ اوسط)

○ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج یہ بتایا کہ یتیم کے سر پر رحمت کا ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔

(ابو ہریرہؓ۔ احمد)

○ بخدا وہ مومن نہیں۔ بخدا وہ مومن نہیں۔ بخدا وہ مومن نہیں، عرض کیا گیا کہ کون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا: جس کے شر سے اس کا پڑوی محفوظ نہ ہو۔

(ابو ہریرہؓ۔ بخاری و مسلم)

○ جس نے میری ایک سنت کو بھی، جو میرے بعد ختم ہو چکی ہو، زندہ کیا وہ میرا محبت ہے اور جو میرا محبت ہے وہ میرے ساتھ ہو گا۔

(علیؓ۔ رزین)

لوگو! اعمال میں اپنی بروادشت کا خیال رکھو، ورنہ تم ہی اکتا جاؤ گے نہ کہ خداوند کریم۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس میں مداومت ہو اگرچہ وہ عمل منحصر ہو۔

(عائشہ۔ متفق علیہ)

ہمولت پیدا کرو۔ دشواری پیدا نہ کرو۔ خوبخبری سناؤ، نفرت نہ دلاو۔

(انس۔ متفق علیہ)

دین کہل چیز ہے، جو شخص اس میں سختی پیدا کرے گا اسی پر وہ ہی سختی مسلط رہے گی۔

(ابو ہریرہ۔ متفق علیہ)

صالح سیرت، عمدہ طریقہ اور میانہ روی نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک خالص جزو ہے۔

(ابن عباس۔ ابو داؤد)

میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ سعیر بن عبد الرحمن سابقہ امتوں کے واقعات سنار ہے تھے اور دوسری طرف حمید بن عبد الرحمن علم و فن کی تعریف میں مصروف تھے۔ اسی فکر میں کہ دونوں میں سے کس کے حلقوں میں بیٹھوں، اوٹکھنے لگا۔ روایا میں ایک فرشتہ آیا اور بولا کہ تم یہ سوچ رہے ہو کہ دونوں میں سے کس کے پاس بیٹھوں اگر کہو تو تمہیں حمید کے حلقوں میں جبراں میں کو بیٹھا ہو ادا کھادوں۔

(ابن سیرین۔ داری)

○ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دو بھائی تھے ایک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم حاصل کرتا تھا۔ دوسرا دستکاری کر کے روئی کرتا، دستکار نے اپنے بھائی کا ٹکوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ فرمایا: تمہیں اسی طالب علم کے صدقے میں روزی ملتی ہے۔

(انش - ترمذی)

○ اللہ جل شانہ، جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتا ہے۔

(ابن عباس - بخاری - مسلم - ترمذی)

○ بخدا! اگر تمہاری تبلیغ سے ایک شخص کو بھی ہدایت حاصل ہو جائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(کہل بن سعد - ابو داؤد)

○ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن! میری تمنا یہ ہے کہ آپ ہر روز یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ آپ نے جواب دیا۔ مجھے اس سے جو چیز مانع ہے وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو اکتا ناپسند نہیں کرتا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کی اکتاہٹ کا لحاظ رکھتے ہوئے وعظ فرمایا کرتے تھے، اسی طرح میں بھی تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہوں۔

(شیقہ - بخاری - مسلم - ترمذی)

○ عوام کو ان کی عقل کے مطابق مسائل بتاؤ۔ کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی جائے۔

(علی - بخاری)

○ جب تم لوگوں کے سامنے ایسی گفتگو کرو گے جو ان کی عقل کی رسائی سے باہر ہو تو وہ کچھ لوگوں کے لئے فتنہ بن جائے گی۔

(ابن مسعود۔ مسلم)

○ جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو تخفیف سے کام لے کیونکہ مقتدیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں۔

(ابو ہریرہ۔ متفق علیہ)

○ رات کی نماز کونہ چھوڑواگر چہ بکری دوہنے کی مقدار کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

(جاہڑ۔ اوسط)

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قبل از عشاء سونے سے اور بعد از عشاء بے کار باتیں کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(ابو ہریرہ۔ بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی)

○ مومن کو ایک کاشا وغیرہ بھی چھپے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی ایک خطا معاف فرمادیتا ہے۔

(عاشر۔ موطا۔ ترمذی۔ اوسط۔ صغیر)

○ جو شخص بھی شام کو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ تیار ہو جاتا ہے اور جو صبح ایسا کرے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے شام تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے ایک باغ تیار ہو جاتا ہے۔

(علی۔ ابو داؤد۔ ترمذی)

۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزر۔ پوچھا یہ راحت پانے والا ہے یا راحت دینے والا؟ کسی نے اس بات کی وضاحت کے لئے عرض کیا۔ فرمایا: بندہ مومن مر کر دنیا کے چھنٹوں سے آرام پالیتا ہے اور بندہ فاجر کے مرنے سے انسان، زمین، شجر اور دوسرے ذی روح کو آرام نصیب ہوتا ہے۔  
(ابوقادہ۔ بخاری۔ مسلم۔ مؤطلا۔ نسائی)

۰ کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک جنازے کو لئے ہوئے گزرے اور اس کی تعریفیں کیں۔ فرمایا کہ اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ پھر دوسرے جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس کی برائی کی۔ فرمایا اس پر دوزخ لازم ہو گئی۔ پھر فرمایا تم آپس ہی میں ایک دوسرے کے گواہ عمل ہو۔

(ابو ہریرہ۔ ابو داؤد)

۰ اگر کوئی مسلمان مر جائے اور اس کے قریب تین پڑوسیوں میں سے تین گھرانے بھی اس کی کسی نیکی کی گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے اپنے علم کے مطابق جس خیر کی گواہی دے رہے ہیں میں اسے قول کرتا ہوں اور اس کی جو برائی میں جانتا ہوں، اسے میں معاف کرتا ہوں۔

(ابو ہریرہ۔ احمد)

۰ میں نے تمہیں پہلے زیارت قبور سے روک دیا تھا۔ (کیونکہ تم حدیث الاسلام تھے) اور اب (جبکہ توحید پختہ ہو چکی ہے) زیارت کر سکتے ہو کیونکہ قبریں تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

(بریدہ۔ مسلم۔ اصحاب سنن)

- بجو برمیں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکوٰۃ روک رکھنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔  
(عمر۔ اوسط)
- ابن آدم کا حق سوائے ان تین چیزوں کے اور کسی شے سے وابستہ نہیں۔ وہ گھر جس میں وہ رہے۔ وہ کپڑا جس سے وہ ستر پوشی کا کام لے۔ اور خشک روٹی و پانی۔  
(عثمان۔ ترمذی)
- ایک عورت نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مر گئی اور اس کے ذمے منت کاروزہ تھا تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھلوں؟ فرمایا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اسے ادا کر دیتی تو یہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا یا نہیں؟ عرض کیا! ہاں ہو جاتا۔ فرمایا کہ پھر اپنی ماں کی طرف سے روزہ بھی رکھ لے۔  
(ابن عباس۔ لمسۃ الاماکا)
- جو شخص اس لئے علم پڑھتا ہے کہ علماء کا مقابلہ اور جہلا سے مناظرہ کر کے عوام کو اپنی طرف مائل کر لے اسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔  
(کعب بن مالک۔ ترمذی)
- میں نے جن امور کی وضاحت نہیں کی، ان کی بابت دریافت مت کرو، پہلی اتنیں اپنے نبیوں سے ایسے ہی سوالات کرنے پر اور انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔ جن امور سے میں روک دوں، ان سے تم بچے رہو اور جو حکم دوں مقدور بھراں پر عمل کرو۔  
(ابو ہریرہ۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

بدترین وہ لوگ ہیں جو شرائیز مسائل پوچھ کر علماء کو مغالطے میں ڈالتے ہیں۔ ۰

(ابو ہریرہ۔ رزین) ۰

تمہیں یہ علم نہیں کہ مومن کا سجدہ مقامِ سجدہ کو سات تھوں تک پا کر دیتا ہے۔ ۰

(عائشہ۔ اوسط) ۰

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سائل بن کر حاضر ہوا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سوالات کئے جن کے جوابات آپ نے مرحمت فرمائے۔

اس نے پوچھا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا عالم بن جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرتارہ تو سب سے بڑا عالم بن جائے گا (یعنی اللہ کا خوف رکھ اور اس کے حکموں پر عمل کر، اللہ تجھے علم و حکمت کے خزانے بخش دیں گے)

اس نے پوچھا: میں چاہتا ہوں کہ تمام لوگوں سے زیادہ مالدار بن جاؤں۔

ارشاد ہوا: قناعت اختیار کر، سب سے زیادہ مالدار ہو جائے گا۔

اس نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ سب سے بہتر شخص بن جاؤں  
فرمایا: سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے تو سب کیلئے نفع بخش بن جائے  
سب سے بہترین شخص بن جائے گا۔

اس نے عرض کیا: میں سب سے عادل شخص بننا چاہتا ہوں  
ارشاد فرمایا: تو دوسروں کے لئے وہی پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے،

تو سب سے زیادہ منصف اور عادل ہو جائے گا۔

عرض کیا: میں اللہ کے دربار میں سب لوگوں سے زیادہ مقرب بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: اللہ کا ذکر کثرت سے کر، تو اللہ کے دربار میں سب سے زیادہ مخصوص

اور مقرب بن جائے گا۔

عرض کیا: میں محسین و نیکوکاروں میں سے بننا چاہتا ہوں

ارشاد ہوا: تو اللہ کی یوں عبادت کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو  
(کم از کم) اس طرح جیسے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان مکمل ہو جائے۔

فرمایا: اپنے اخلاق سفارے، تیرا ایمان مکمل ہو جائے گا۔

پوچھا: میں اطاعت گزاروں میں سے بننا چاہتا ہوں

ارشاد ہوا: اپنے فرائض ادا کرتا رہ، تو اللہ کے مطمع لوگوں میں شمار ہو گا۔

عرض کیا: میں اللہ سے اس حال میں ملتا چاہتا ہوں کہ میں تمام گناہوں سے  
پاک صاف ہوں۔

فرمایا: جنابت سے غسل کیا کر، اس کی برکت سے گناہوں سے پاک اٹھے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ حشر میں نور کے ساتھ اٹھایا جاؤں۔

فرمایا: تو کسی پر ظلم نہ کر، قیامت کے دن نور میں اٹھاے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر حرم کرے۔

فرمایا: تو اپنی جان پر حرم کر (اطاعت کر کے خود کو دوزخ سے بچا) اور خلق خدا پر حرم  
کر، اللہ تعالیٰ تجھ پر حرم کرے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہو جائیں۔

فرمایا: کثرت سے استغفار کیا کر، تیرے گناہ کم تر ہو جائیں گے

عرض کیا: میں سب لوگوں سے بزرگ تر بننا چاہتا ہوں

فرمایا: مصیبت میں لوگوں سے اللہ کی شکایت نہ کر، سب لوگوں سے بزرگ تر

ہو جائے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں میرے رزق میں زیادتی ہو۔

فرمایا: تو ہمیشہ طہارت سے رہ، تیرے رزق میں برکت ہو گی۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست بن جاؤں

فرمایا: جو چیزیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں، ان کو پسند کرو اور جن

چیزوں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت ہے ان سے نفرت کر۔ تو اللہ

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست بن جائے گا۔

عرض کیا: میں اللہ کے غضب سے بچنا چاہتا ہوں۔

فرمایا، کسی پر بے جا غصہ نہ کر، تو اللہ کے غضب اور ناراضی سے بچ جائے گا۔

عرض کیا: میں اللہ کے ہاں مستجاب الدعوات بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد ہوا: حرام چیزوں اور حرام یاتوں سے بچ، تو مستجاب الدعوات ہو جائے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو قیامت میں سب کے سامنے رسوانہ

کرے۔

فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر، اللہ تجھے رسوانہ کرے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے عیب چھپا لے۔

فرمایا: تو اپنے بھائیوں کے عیب چھپا لے، اللہ تعالیٰ تیرے عیب چھپائے گا۔

عرض کیا: میری غلطیاں کس طرح معاف ہو سکتی ہیں؟

فرمایا: خوف الہی سے رونے سے اور اللہ سے عاجزی کرنے سے اور بیماریوں

۔۔۔

عرض کیا: کون ہی نیکی اللہ کے نزدیک افضل ہے؟

فرمایا: اچھے اخلاق، اعسار، مصیبتوں پر صبر اور اللہ کے فضلوں پر خوشی۔

عرض کیا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑی برائی کیا ہے؟

فرمایا: بدترین اخلاق اور کنبوچی جس کی اطاعت کی جائے۔

عرض کیا: کون ہی چیز اللہ کے غضب کروکتی ہے؟

فرمایا: پوشیدگی سے صدقہ دینا، قرابت داروں کا حق ادا کرنا اور ان سے سلوک و احسان سے پیش آنا۔

عرض کیا: جہنم کی آگ کو کون ہی چیز بجھائے گی؟

فرمایا: روزہ

(کنز العمال۔ جامع صغیر علامہ سیوطی صفحہ ۷۰)

ان خصائص ہی کی بدولت دین کی تمکنت تھی، آن تھی، شان تھی، آواز تھی، گویا ہر شے

تھی۔ یہ خصائص انسان کا وہ زیور ہیں کہ انہیں پا کر زندگی مساوی سے مستغفی و بے نیاز ہو جاتی

۔۔۔

جملہ خصال نبوت کی دنیا میں کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوتے ہیں اور انہیں رہنا بھی چاہیے۔ ان کے بغیر زندگی کس مصرف کی اور دنیا کس کام کی؟ اگر ایسے نہ ہوتا تو جو تحریر ہم کرتے ہیں بھی کا اس کا بھٹہ بیٹھ جاتا۔ ان خصال نبوت ہی کی بدولت یہ دنیازندہ اور قائم ہے۔

خصال نبوت..... زندہ باد

الحمد لله

ياحي ياقيوم

الحمد لله القيوم فالله خير الرازقين

والله ذو الفضل العظيم



رَبِّنَا لَنَبَأْنَاهُ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ سَمِعْنَاكَ لَمْ يَكُنْ لِّغَيْرِكَ لِمَنْ يَعْلَمُ إِذَا عَمِلَ إِنَّمَا يَصْنَعُونَ  
وَسَلَامٌ عَلَى الْأَئْمَانِ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ الْعَلِيُّ امید

امروز سعید و مبارک ۱۴ رجبان المبارک ۱۳۲۴هـ

فیضان فیضان

حضرت امیر مسیح محدث رحمۃ الرحمۃ علیہ

قدیسۃ الرحمۃ

و مصطفیٰ خضرت علوی سعیدی اولیسی ہجوڑیہ قادریہ

ہجوڑیہ ہنڈیہ ہنڈیہ ہنڈیہ ہنڈیہ ہنڈیہ ہنڈیہ

المقام الغافل لصحابۃ المطہرین کیمپ دارالاحسان فیصلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا لَكُمْ فِي إِلَهٍ بَعْدَنَا وَلَا هُوَ كَمِنْهُ  
الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمُ الْحِكْمَةَ فَمَا يَعْلَمُونَ لَكُمُ الْعِصْرَى وَلَكُمُ الْأَخْرَى  
إِلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَإِلَيْهِ يَرْجُونَ حِلْمَنَةَ مُحَمَّدٌ

# قل

عَشْقُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَلَهْبَى وَجْهِهِ مَلَتِي

وَطَاعَهُ شَهْرِهِ مَتَّرِلِي !

(یہ کہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا  
مذہب محبت میری ملت اور اتباع میری منزل



ابو ایں مُحَمَّد بِرْ كَثَ عَلَى لُوْهِيَانِي عَنْ عَرْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا لَقِيَ الْأَنْفُسُ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَمَا حَسِبَ الْمُجْرِمُ  
الَّذِي لَمْ يَعْلَمْ بِإِيمَانِهِ وَمَا عَلِمَ بِإِيمَانِ الْمُجْرِمِ إِلَّا مَا كَانَ يَعْمَلُ إِلَّا مَا  
كَانَ يَعْلَمُ وَمَا كَانَ يَعْلَمُ إِلَّا مَا كَانَ يَعْلَمُ وَمَا كَانَ يَعْلَمُ إِلَّا مَا كَانَ يَعْلَمُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَحْمِلُ اللَّهُ الْعِزَّةُ إِنَّمَا يَعْلَمُ مَا  
يَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَالْهُ وَعَتْرَتِهِ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ  
اسْتَغْفِرُ اللَّهِ الَّذِي  
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ وَاتُّوْبُ إِلَيْهِ  
يَا حَقُّ يَا قَيُّومُ

یہ درود شریف اور استغفار حضرت خواجہ خواجہ گان سیدنا اولیس قرنیؒ پر تعمیر  
کا عمل اور ایں سلسلہ عالیہ کا موروثہ درود شریف ہے

**دارالاحسان** کا ہر عتید نئے اور طالب ای مادہ کو پہنچے اپر لازم قرار دے جس قوت  
اور سمجھا جائیں وہ قوت اسکے پڑھنے کی تعداد خوبی مقرر کریں مثلاً ہر نانک کے بعد کم از کم گیاہ بار ضرور پڑھیں۔  
عشر کنانکے بعد ساتھی و خبر کے بعد کشیے پر میں شکایت کے بازیا تین بار زیارتی پاوسے بار یا اس سے بھی زیادہ بار  
صرف یک بات یا کوئی کوچ تعداد ایک بار مقرر کریں اس پر مادہ کھیں!

فرمان نامہ دارالاحسان

حضرت ابوالحسن محمد برکت علیہ السلام  
قد سے نہ العزیز



احمد سجاد آرت پریس

جشن نمایشگاهی موهمند روژ لاهور فن ۲۰۱۵